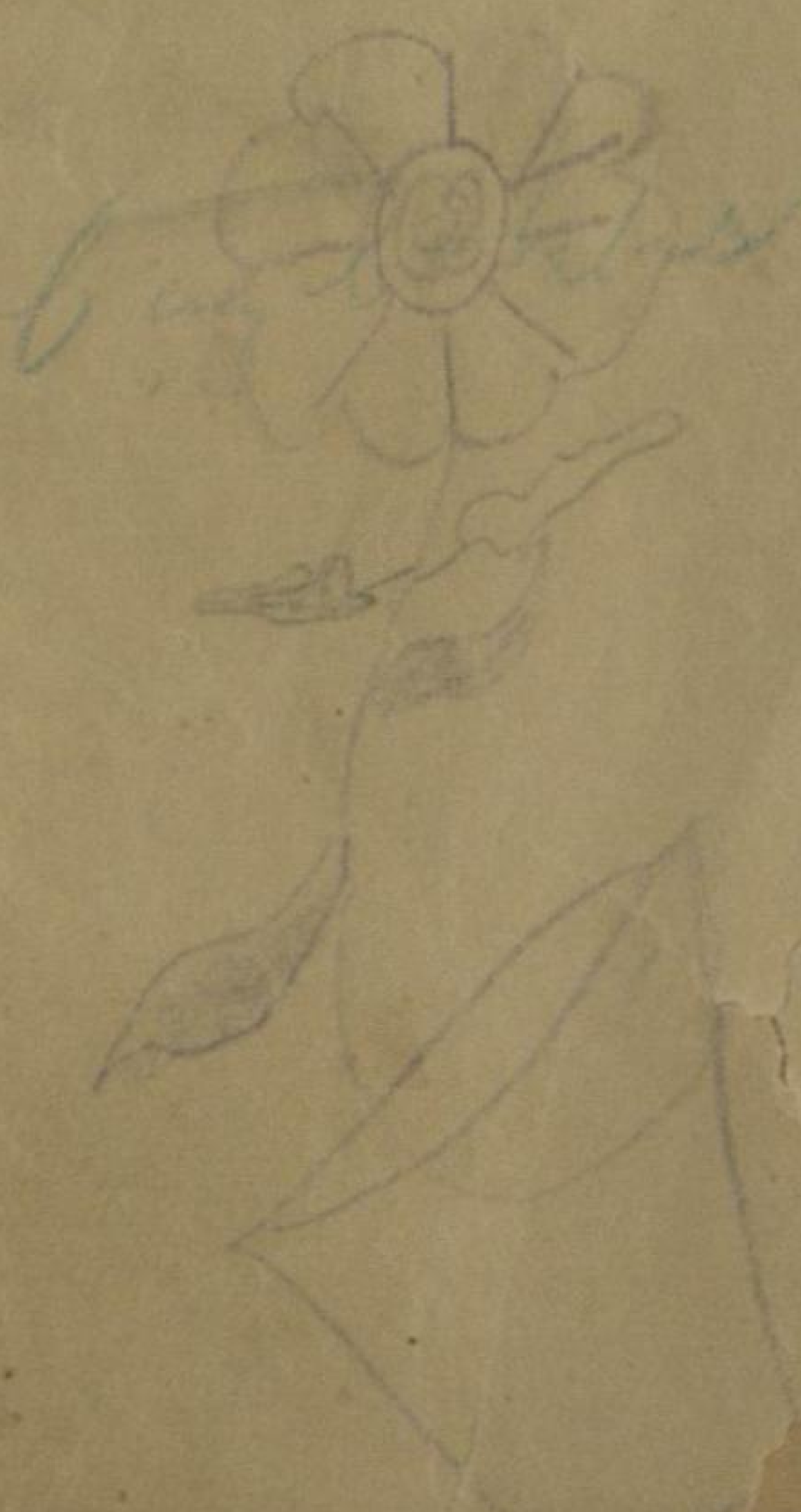
اردو

مرقع اردو اول

برائے جماعت ہفتم

[illegible]: الٰہی بخش مجتبی ایس وی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول کرڑکا تحصیل لودھراں ضلع ملتان

۲۵ مارچ ۱۹۷۳ بروز اتوار



بہت لمبی ہے۔ تا کہ اُونچے درختوں کے پتے چر سکے۔ اُس کو ایک خاص طرح کا خانہ دار معدہ دیا گیا ہے۔ جس میں [illegible] کئی ہفتوں کے لئے کھانا پانی بھر لیتا ہے۔ کیونکہ [illegible] ملک میں وہ پیدا کیا گیا ہے۔ وہاں کئی کئی دن [illegible] چارے کا نہ ملنا کچھ تعجب نہیں۔ اِس [illegible] کوہان کا گودام ہے۔ [illegible] اس کو ایک خاص تک کھانا پانی کچھ بھی نہ [illegible] کوہان کی چربی خوراک کا کام دے۔ ہرن وغیرہ جنگلی جانوروں کی ٹانگیں پتلی ہیں۔ تا کہ شکاری جانوروں سے بچنے کے لئے پھُرتی کے ساتھ بھاگ سکیں۔ ہاتھی کے ایک سونڈ لٹک رہی ہے۔ جس سے وہ ہاتھ کا کام لیتا ہے۔ پرندوں کے جثّے سبک ہیں۔ تا کہ ہوا میں اُڑ سکیں۔ دریائی جانوروں کے پنجے کھال سے جُڑے ہوئے ہیں۔ گویا ہر ایک کے پاس قدرتی چپّو ہیں۔ گوشت خوار جانوروں کے پنجے اور دانت اُن کی غذا کے مناسب ہیں۔ نباتات میں پھل پھول کی حفاظت کے واسطے کانٹے ہیں پوست ہیں۔ خول ہیں۔ سرد مُلک کے جانوروں کی اُون بڑی بڑی اور گھنی ہے۔ کہ جاڑا نہ کھائیں۔ جتنے جانور معرضِ تلف[۱]

[۱] یعنی بہت جلد تلف ہو جاتے ہیں۔

میں ہیں۔ ان میں توالد و تناسُل کی کثرت ہے۔ تا کہ نسل معدوم نہ ہو۔ مثلاً ایک مچھلی لاکھ سے زیادہ انڈے دیتی ہے۔ آدمی چونکہ اپنا اِلقائے[1] حیات کا سامان عقل کی مدد سے بہم پہنچا سکتا ہے یعنی سینگ اور پنجے اور اُون۔ اِس قسم کے سامانِ قدرتی اُس کو نہیں دیئے گئے۔ جس مُلک میں نباتات کی کثرت ہے۔ وہیں برسات بھی زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ مُلک پانی کا محتاج ہے۔ اِنسان اگر اپنی ہی بناوٹ میں غور کرے۔ تو اُس کا ایک ایک روآں صانعِ قدرت کی کمال دانشمندی اور عنایت پر گواہی دے رہا ہے۔ اُس کے جسم میں ایک چھوٹا اور آسان سا پُرزہ ہاتھ ہے۔ کہ دنیا میں جس قدر اِنسان کے تصرّفات ہیں (اور اِنسان کی بساط پر خیال کرو۔ تو ان تصرّفات[2] کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے) سب اِسی پرزے کے ہیں۔ اہلِ یورپ نے عقل کے زور بڑی بڑی عمدہ کلیں بنائی ہیں۔ اِس میں شک نہیں۔ کہ اِن کلوں سے عقلِ انسانی کی قوّت بڑی شدّ و مد کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ مگر

[1] قیامِ زندگی۔

[2] تصرّف کی جمع۔ دست اندازی۔ اپنی طرف سے کچھ بنانا۔ نیز د تبدّل۔ یہاں بنائی ہوئی چیزیں مراد ہیں۔

مجھ کو دو چار کلوں کے دیکھنے کا اتفاق ہُوا ہے۔ ایک بکھیڑا ہے کہ بیگھوں زمین پر پھیلا ہے۔ سینکڑوں پُرزے۔ ہزارہا پیچ۔ بیلن۔ پہیے۔ چرخیاں۔ کمانیاں۔ خدا جانے دُنیا بھر کے کیا کیا سامان جمع کئے ہیں۔ تب کہیں جا کر وہ ایک مطلب حاصل ہوتا ہے۔ جس کے لئے کل بنائی گئی ہے۔ یہ تو آدمی کی بنائی ہوئی کلوں کا حال ہے۔ اور ایک ادنےٰ سی کل خدا کی بنائی ہوئی ہے۔ یہی آدمی کا ہاتھ۔ کہ ہزارہا قسم کے کام اِس سے نکلتے ہیں۔ اور ترکیب دیکھو۔ تو ایسی سلیس اور مختصر۔ کہ ایک کفِ دست ہے۔ اور تین تین جوڑ کی پانچ انگلیاں۔ اللہ اللہ خیر صلّاح!

انسان کے بدن میں ایک اور ذرّے بھر کی چیز آنکھ ہے۔ اس کی ساخت میں جو اندرونی حکمتیں ہیں اُن کے متعلّق اگر لکھا جائے۔ تو ایک کتاب بن سکتی ہے۔ مگر خارج کی احتیاطوں کو تو دیکھو۔ کہ پہلے گویا ہڈیوں کا کاواک ہے۔ جس میں نگینے کی طرح آنکھ جڑی ہوئی ہے۔ اُوپر بھوؤں کا جھجّے دار سائبان۔ سامنے پپوٹوں کا پردہ۔ پردے

ح۵۔ بیرونی احتیاطوں کو ؎

ہیں پلکوں کی جھالر - پھر پپوٹے کے اندر منافذ[1] ہیں۔ جن میں سے آئینہ چشم کے صاف رکھنے کو ہمیشہ ایک خاص طرح کی رطوبت رِستی رہتی ہے - یہ وہی رطوبت ہے - جو زیادہ ہو کر آنسوؤ بن جاتی ہے - جتنی دفعہ اِنسان پلک جھپکاتا ہے - گویا اتنی ہی دفعہ آئینے پر پچارا[2] پھرتا ہے - گرد اور دھوئیں اور کنکر کی صورت میں بے اختیار آنسو بہنے لگتے ہیں - جس کے یہ معنی ہیں - کہ پچارا کافی نہیں - بلکہ آئینہ کو دھونے کی ضرورت ہے ÷

میرا تو کیا مُنہ ہے - کہ موجوداتِ عالم میں جو اسرارِ حکمت مضمر[3] ہیں - اُن کا شمہّ بھی بیان کر سکوں - مگر میری غرض اِسی قدر ہے - کہ دُنیا کے کارخانے کو اِس نظر سے دیکھنا چاہئے - کل میں نے آیت اللہ[4] کا سبق سُنا - وہ عجائبِ قدرت[5] پڑھتا ہے - کسی شخص نے نیچرل فلاسفی میں سے بعض بعض مضامین چھانٹ کر اُردو میں ترجمہ

۱؎ - منفذ کی جمع - جاری ہونے کی جگہ ÷

۲؎ - کوُچی - بُرش ÷

۳؎ - چھپے ہوئے ÷

۴؎ - کسی شخص کا نام ہے ÷

۵؎ - کتاب کا نام ہے ÷

کر دئے ہیں۔ اُسی میں لکھا تھا۔ کہ مچھر کے مُنہ کے آگے جو ایک پتلی سُونڈ سی ہوتی ہے۔ وہ حقیقت میں ایک تلوار ہے۔ اس تلوار میں تین اوزار۔ ایک تو سوئی جس کو مچھر مسام میں داخل کرتا ہے۔ ایک آری کہ مسام کو چوڑا کرنے کی ضرورت ہو۔ تو اُس سے کام لے۔ اور ایک سینگی جس کی راہ خون چوستا ہے۔ اُس میں اتنی بات اور بھی تھی۔ کہ اس شکل خاص میں مچھر کی مُدّتِ حیات صرف تین دن کی ہے۔ ایک مقام پر تھا کہ تیتری کے ایک پر میں کھپڑوں[1] کی طرح تیس ہزار دیولیاں[2]! اِس طرح کی باتوں کو اگر اِنسان سرسری طور پر نہ سُنے۔ جیسی کہ اُس کی عادت ہے۔ تو ہر ہر ذرّہ اِس بات کی گواہی دیگا۔ کہ اُس کو کسی بڑے قدرت والے۔ دانشمند۔ ہمہ دان حاضر۔ ناظر۔ سمیع[3] و بصیر[4] نے کسی مصلحت سے جان بوجھ کر بنایا ہے۔ ممکن نہیں۔ کہ انسان صمیمِ قلب سے

---

[1] - مچھلی کا چھلکا +

[2] - چھوٹے چھوٹے دیوے +

[3] - سننے والا +

[4] - دیکھنے والا +

موجوداتِ عالم میں غور و خوض کرے۔ اور اُس کا دِل اندر سے نہ بولنے لگے۔ کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ بایں عمدگی و انضباط خود بخود یا اتفاقیہ طور پر تو نہیں ہوگیا۔ کیونکہ واقعاتِ اتفاقی کی شان ہی دوسری ہوتی ہے۔ اُن میں قاعدے کا کہاں پتا۔ اور انضباط کا کیا مذکور! اور قاعدہ اور انضباط بھی کیسا؛ کہ دُنیا کی ابتدا سے لے کر آج کی گھڑی تک تو اس میں رتّی برابر فرق نہیں پڑا۔

سُوالات

۱۔ کارخانۂ قدرت کے بعض عجائبات پر ایک مختصر پیراگراف لکھو۔

۲۔ ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ:۔
اِجمالاً۔ تیقّن۔ انضباط۔ معدوم۔ تصرّف۔ مضمر۔ صمیمِ قلب سمیع۔ بصیر۔ تمہید۔ درماندگی۔ غرض و غایت۔

نعمتِ دُنیا

حالی — از دیوانِ حالی

۱۔ کسی نے یہ اک مردِ دانا سے پُوچھا
کہ نعمت ہے دُنیا میں سب سے بڑی کیا

۲- کہا عقل جس سے ملے دین و دُنیا
کہا گر نہ ہو اُس سے انساں کو بہرا؟[ل]

۳- کہا پھر اہم سب سے علم و ہنر ہے
کہ جو باعثِ افتخارِ بشر ہے

۴- کہا گر نہ ہو یہ بھی اُس کو بہتر؟
کہا مال و دولت ہے پھر سب سے بڑھ کر

۵- کہا وَر ہو یہ بھی اگر بند اُس پر؟
کہا اُس پہ بجلی[۲] کا گرنا ہے بہتر

۶- وہ ننگِ بشر تا کہ ذلّت سے چھوٹے
خلائق سب اُس کی نحوست سے چھوٹے

سُوالات

۱- اِس نظم کے مضمون کو اپنے الفاظ میں لکھو ÷

۲- بہرا - افتخار - اہم - ننگ - اِن الفاظ کو اپنے فقروں میں استعمال کرو ÷

ل- یعنی اگر اُس کو خُدا نے عقل نہ دی ہو ÷

۲- یعنی اُس کا مر جانا بہتر ہے ÷

سر سید احمد خاں

خوشامد

از تہذیب الاخلاق

دل کی جس قدر بیماریاں ہیں - اُن میں سب سے زیادہ مُہلک خوشامد کا اچھا لگنا ہے - جس وقت کہ انسان کے بدن میں ایسا مادّہ پیدا ہو جاتا ہے - جو وبائی ہوا کے اثر کو جلد قبول کر لیتا ہے تو اُسی وقت اِنسان مرضِ مُہلک میں گرفتار ہو جاتا ہے - اِسی طرح جبکہ خوشامد کے اچھا لگنے کی بیماری انسان کو لگ جاتی ہے - تو اُس کے دل میں ایک ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے - جو ہمیشہ زہریلی باتوں کے زہر کو چوس لینے کی خواہش رکھتا ہے - جس طرح کہ خوش گلو گانے والے کا راگ اور خوش آیند باجے کی آواز انسان کے دل کو نرم کر دیتی ہے اسی طرح خوشامد بھی انسان کے دل کو ایسا پگلا دیتی ہے - کہ ہر ایک کانٹے کے چبھنے کی جگہ اُس میں ہو جاتی ہے ÷

اوّل اوّل یہ ہوتا ہے - کہ ہم اپنی آپ خوشامد کرتے ہیں - اور اپنی ہر ایک چیز کو اچھا سمجھتے ہیں آپ ہی آپ اپنی خوشامد کر کر اپنے دل کو خوش کرتے ہیں - پھر رفتہ رفتہ اوروں کی خوشامد

ہم میں اثر کرنے لگتی ہے - اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے
کہ اوّل تو خود ہم کو اپنی محبت پیدا ہوتی ہے۔
پھر یہی محبّت ہم سے باغی ہو جاتی ہے -اور ہمارے
بیرونی دشمنوں سے جا ملتی ہے - اور جو محبّت و
مہربانی ہم خود اپنے ساتھ کرتے تھے - وہ ہم خوشامدیوں
کے ساتھ کرنے لگتے ہیں - اور وہی ہماری محبّت
ہم کو یہ بتلاتی ہے کہ اُن خوشامدیوں پر مہربانی کرنا
نہایت حق اور انصاف ہے - جو ہماری باتوں کو ایسا
سمجھتے ہیں - اور اُن کی اس قدر قدر کرتے ہیں-
جبکہ ہمارا دل ایسا نرم ہو جاتا ہے - اور اس قسم
کے پھسلاوے اور فریب میں آ جاتا ہے - تو
ہماری عقل خوشامدیوں کے مکر و فریب سے
اندھی ہو جاتی ہے - اور وہ مکر و فریب ہماری بیمار
طبیعت پر بالکل غالب آ جاتا ہے +
لیکن اگر ہر شخص کو یہ بات معلوم ہو جائے
کہ خوشامد کا شوق کیسے نالائق اور کمینہ سببوں سے
پیدا ہوتا ہے - تو یقینی خوشامد کی خواہش کرنے
والا شخص بھی ویسا ہی نالائق اور کمینہ متصوّر ہونے
لگیگا - جبکہ ہم کو کسی ایسے وصف کا شوق پیدا
ہوتا ہے - جو ہم میں نہیں ہے - یا ہم ایسے
چاہتے ہیں - جیسے کہ درحقیقت ہم نہیں ہیں - تو

اپنے تئیں خوشامدیوں کے حوالے کرتے ہیں۔ جو اوروں کے اوصاف اور اوروں کی خوبیاں ہم میں لگانے لگتے ہیں۔ گو بسبب اُس کمینہ شوق کے اُس خوشامدی کی باتیں ہم کو اچھّی لگتی ہوں۔ مگر درحقیقت وہ ہم کو ایسی ہی بدزیب ہیں۔ جیسے کہ دوسروں کے کپڑے جو ہمارے بدن پر کسی طرح ٹھیک نہیں۔ اِس بات سے کہ ہم اپنی حقیقت کو چھوڑ کر دوسرے کے اوصاف اپنے میں سمجھنے لگیں۔ یہ بات نہایت عمدہ ہے۔کہ ہم خود اپنی حقیقت کو درست کریں۔ اور سچ مچ وہ اوصاف خود اپنے میں پیدا کریں۔ اور بعوض جھوٹی نقل بننے کے خود ایک اچھّی اصل ہو جائیں۔ کیونکہ ہر قسم کی طبیعتیں جو انسان رکھتے ہیں۔ اپنے اپنے موقع پر مفید ہو سکتی ہیں۔ ایک تیز مزاج اور چست و چالاک آدمی اپنے موقع پر ایسا ہی مفید ہوتا ہے جیسے کہ ایک رونی صُورت کا چُپ چاپ آدمی اپنے موقع پر +

خودی جو انسان کو برباد کرنے والی چیز ہے۔جب چُپ چاپ سوئی ہوئی ہوتی ہے۔تو خوشامد اُس کو جگاتی اور اُبھارتی ہے۔ اور جس کی خوشامد کی جاتی ہے اُس میں چھچھورے پن کی کافی لیاقت پیدا کرتی ہے۔مگر یہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہئے۔ کہ

جس طرح خوشامد ایک بدتر چیز ہے - اسی طرح مناسب اور سچی تعریف کرنا نہایت عمدہ اور بہت ہی خوب چیز ہے - جس طرح کہ لائق شاعر دوسروں کی تعریف کرتے ہیں - کہ اُن اشعار سے اُن لوگوں کا نام باقی رہتا ہے - جن کی وہ تعریف کرتے ہیں - اور شاعری کی خوبی سے خود اُن شاعروں کا نام بھی دُنیا میں باقی رہتا ہے - دونو شخص خوش ہوتے ہیں - ایک اپنی لیاقت کے سبب سے اور دوسرا اُس لیاقت کو تمیز کرنے کے سبب سے - مگر لیاقت شاعری کی یہ ہے - کہ وہ نہایت بڑے اُستاد مصوّر کی مانند ہو - کہ وہ اصل صورت اور رنگِ خال و خط کو بھی قائم رکھتا ہے - اور پھر بھی تصویر ایسی بناتا ہے - کہ خوش نما معلوم ہو ❊

ایشیا کے شاعروں میں ایک بڑا نقص یہی ہے - کہ وہ اس بات کا خیال نہیں رکھتے - بلکہ جس کی تعریف کرتے ہیں - اُس کے اوصاف ایسے جھوٹے اور اور ناممکن بیان کرتے ہیں - جن کے سبب سے وہ تعریف تعریف نہیں رہتی - بلکہ فرضی خیالات ہو جاتے ہیں ❊

ناموری کی مثال نہایت عمدہ خوشبو کی
جب ہوشیاری اور سچائی سے ہماری واجب

ہوتی ہے۔ تو اُس کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے۔ جیسے عمدہ خوشبو کا۔ مگر جب کسی کمزور دماغ میں زبردستی سے وہ خوشبو ٹھونس دی جاتی ہے۔ تو ایک تیز بُو کی مانند دماغ کو پریشان کر دیتی ہے۔ فیاض آدمی کو بدنامی اور نیک نامی کا زیادہ خیال ہوتا ہے۔ اور عالی ہمت طبیعت کو مناسب عزّت اور تعریف سے ایسی ہی تقویت ہوتی ہے۔ جیسے کہ غفلت اور حقاوت سے پست ہمتی ہوتی ہے۔ جو لوگ کہ عوام کے درجے سے اُوپر ہیں۔ اُن ہی لوگوں پر اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ جیسے کہ تھرما میٹر میں وہی حصّہ موسم کا زیادہ اثر قبول کرتا ہے۔ جو صاف اور سب سے اُوپر ہوتا ہے +

سُوالات

۱- خُوشامد اور اُس کے بُرے اثرات. پر دو پیرگراف لکھو +

۲- پھُسلادا - تمیز کرنا - تقویّت - چھچھورا پن - اِن الفاظ کو اپنے فقروں میں استعمال کرو +

جگاتی او
ہے اُس
ہے۔

حالی

فضول خرچی کا انجام

از دیوان حالی

۱ سرِ رہ کے بیٹھا تھا اک گدائے ظریف
جہاں سے ہو کے گزرتے تھے سب صغیر و کبیر
۲ ہر اک سے ایک درم مانگتا تھا بے کم و بیش
سخی ہو اس میں کہ مُمسِک۔ غریب ہو کہ امیر
۳ فضول خرچ تھا بستی میں ایک دولت مند
کہ جس کا تھا کوئی اِسراف میں نہ شِبہ و نظیر
۴ ہوا جو ایک دن اُس راہ سے گزر اُس کا
درم اک اس نے بھی چاہا کہ کیجے نذرِ فقیر
۵ کہا فقیر نے گو اپنی یہ نہیں عادت
کہ لیں دِرم سے زیادہ کسی سے ایک شعیر
۶ پہ لُونگا آپ سے مَیں پانچ کم سے کم دینار
کہ دولت آپ کی پاتا ہوں میں زوال پذیر
۷ یہی اللّے تللّے رہے تو آپ کو بھی
ہماری طرح سے ہونا ہے ایک روز فقیر
۸ سو وقت ہے یہی لینے کا خود بدولت سے
دکھائے دیکھئے پھر اس کے بعد کیا تقدیر

سوالات

ا- اس حکایت کو سلیس اردو نثر میں لکھو ۔

۲ - ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-
ظریف - صغیر - کبیر - ممسک - اسراف - شبہ - شعیر - اللہ تعالےٰ +

میر امن دہلوی

پہلے درویش کی سیر

از باغ و بہار

یہ سرگزشت میری ذرا کان دھر سُنو
مجھ کو فلک نے کر دیا زیر[1] و زبر سُنو
جو کچھ کہ پیش آئی ہے شدت مرے تئیں
اُس کا بیان کرتا ہوں تم سربسر سُنو

اے یاران! میری پیدائش اور وطن بزرگوں کا ملک یمن ہے - والد اس عاجز کا ملکُ التّجار خواجہ احمد نام بڑا سوداگر تھا - اُس وقت میں کوئی مہاجن یا بیوپاری اُن کے برابر نہ تھا - اکثر شہروں میں کوٹھیاں اور گماشتے خرید و فروخت کے واسطے مقرر تھے - اور لاکھوں روپے نقد اور جنس ملک ملک کے گھر میں موجود تھے - اُن کے

[1] یعنی تباہ کر دیا +
[2] سختی +

یہاں دو بچے پیدا ہوئے - ایک تو یہی فقیر جو کفنی سیلی پہنے ہوئے مرشدوں کے حضور میں حاضر اور بولتا ہے - اور دوسری ایک بہن جس کی قبلہ گاہ نے اپنے جیتے جی ایک شہر کے سوداگر بچے سے شادی کر دی تھی - وہ اپنی سسرال میں رہتی تھی عرض جس کے گھر میں اتنی دولت ہو اور ایک لڑکا ہو - اُس کے لاڈ پیار کا کیا ٹھکانا ہے - مجھ فقیر نے بڑے چاؤ چور سے ماں باپ کے سائے میں پرورش پائی - اور پڑھنا لکھنا - سپاہگری کا کسب و فن - سوداگری کا بہی کھاتہ روزانہ سیکھنے لگا - چودہ برس تک نہایت خوشی اور بے فکری میں گزری - کچھ دُنیا کا اندیشہ دل میں نہ آیا - یک بیک ایک ہی سال میں والدین قضائے الٰہی سے مرگئے - عجب طرح کا غم ہؤا! جس کا بیان نہیں ہو سکتا - یکبارگی یتیم ہوگیا - کوئی سر پر بوڑھا نہ رہا - اس مصیبتِ ناگہانی سے رات دن رویا کرتا - کھانا پینا سب چھوٹ گیا - چالیس دِن جوں توں کر کے گزرے - چہلم[۱] میں

---

[۱] - ایک رسم جو کسی کے مرنے کے چالیسویں دن ادا کی جاتی ہے - اس موقع پر غربا کو کھانا تقسیم کیا جاتا ہے +

اپنے بیگانے چھوٹے بڑے جمع ہوئے۔ جب فاتحہ[1] سے
فراغت ہوئی۔ سب نے فقیر کو باپ کی پگڑی بندھوائی
اور سمجھایا۔ "دنیا میں سب کے ماں باپ
مرتے آئے ہیں۔ اور اپنے تئیں بھی ایک روز مرنا
ہے۔ پس صبر کرو۔ اپنے گھر کو دیکھو۔ اب باپ
کی جگہ تم سردار ہوئے۔ اپنے کار و بار لین دین
سے ہوشیار ہو"۔ تسلّی دے کر وہ رخصت ہوئے۔ گماشتے
کار و باری۔ نوکر چاکر جتنے تھے۔ آن کر حاضر ہوئے۔
نذریں دیں۔ اور بولے "کوٹھی نقد و جنس کی اپنی
نظر مبارک سے دیکھ لیجئے۔ یکبارگی جو اُس دولت
بے انتہا پر نگاہ پڑی۔ آنکھیں کُھل گئیں۔ دیوانخانے
کی تیاری کو حکم دیا۔ فراشوں نے فرش فروش
بچھا کر چھت۔ پردے۔ چلونیں[2] تکلّف کی لگا دیں۔
اور اچھے اچھے خدمتگار چوبدار نوکر رکھے۔ سرکار[3] سے
زرق برق کی پوشاکیں بنوا دیں۔ فقیر مسند پر تکیہ
لگا بیٹھا۔ ویسے ہی آدمی غنڈے۔ پھانگڑے[4]۔ مفت
کھانے پینے والے۔ جھوٹے خوشامدی آ کر آشنا ہوئے۔

[1] دعا جو مردے کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

[2] چلمنیں زیادہ فصیح ہے۔

[3] یعنی میرے خرچ پر۔

[4] مسٹنڈے۔

اور مصاحب بنے - اُن سے آٹھ پہر صحبت ہونے لگی - ہر طرح کی باتیں اور زٹلیں - واہی تباہی اِدھر اُدھر کی کرتے اور کہتے - "اس جوانی کے عالم میں عیش کیجئے" - غرض آدمی کا شیطان[۱] آدمی ہے - ہر دم کے کہنے سننے سے اپنا بھی مزاج بہک گیا - شراب ناچ اور جوئے کا چرچا شروع ہوا - پھر تو یہ نوبت پہنچی - کہ سوداگری بھول کر تماش بینی اور دینے لینے کا سودا ہوا - اپنے نوکر اور رفیقوں نے جب یہ غفلت دیکھی - جو جس کے ہاتھ پڑا - الگ کیا - گویا لُوٹ مچا دی - کچھ خبر نہ تھی - کتنا روپیہ خرچ ہوتا ہے؟ کہاں سے آتا ہے؟ اور کدھر جاتا ہے؟ مالِ مفت دلِ بے رحم - اس فضول خرچی کے آگے اگر گنج قارون بھی ہوتا - تو بھی وفا نہ کرتا - کئی برس کے عرصے میں یکبارگی یہ حالت ہوئی - کہ فقط ٹوپی اور لنگوٹی باقی رہی + دوست آشنا جو دانت کاٹی روٹی کھاتے تھے اور چمچہ بھر خون اپنا ہر بات میں زبان سے نثار کرتے تھے - کافور ہوگئے بلکہ راہ باٹ میں اگر کہیں ملاقات ہو جاتی - تو آنکھیں چُرا کر منہ پھیر لیتے - اور نوکر چاکر - خدمتگار -

---

[۱] - یعنی آدمی کو بہکاتا ہے +

بھلئے۔ ڈھلیت[1]۔ خاص بردار سب چھوڑ کر کنارے لگے۔ کوئی بات کا پوچھنے والا نہ رہا۔ جو کہے یہ کیا تمہارا حال ہؤا۔ سوائے غم و افسوس کے کوئی رفیق نہ ٹھیرا۔ اب دمڑی کی ٹھڈیاں[2] میسّر نہیں۔ جو چبا کر پانی پیوں۔ دو تین فاقے کڑاکے کے کھینچے تاب بھوک کی نہ لا سکا۔ ناچار بےحیائی کا برقع مُنہ پر ڈال کر یہ قصد کیا۔ کہ بہن کے پاس چلئے۔ لیکن یہ شرم دل میں آتی تھی۔ کہ قبلہ گاہ کی وفات کے بعد نہ بہن سے کچھ سلوک کیا۔ نہ خالی خط لکھا۔ بلکہ اُس نے دو ایک خط خطوط ماتم پُرسی کے اور اشتیاق کے جو لکھے۔ اُن کا جواب بھی اُس خوابِ خرگوش میں نہ بھیجا۔ اس شرمندگی سے جی تو نہ چاہتا تھا۔ پر سوائے اُس گھر کے اَور کوئی ٹھکانا نظر میں نہ ٹھیرا۔ جوں توں پا پیادہ۔ خالی ہاتھ۔ گرتا پڑتا ہزار محنت سے منزل کاٹ کر ہمشیرہ کے شہر میں جا کر اُس کے مکان پر پہنچا۔ وہ ماں جائی میرا یہ حال دیکھ کر بلائیں لے اور گلے مل کر بہت روئی۔ تیل۔ کالی ماش۔ ٹکے مجھ پر سے

---

[1] سپر بند۔ وہ جو ڈھال تلوار لگا کر پہرا دے +

[2] بھنے ہوئے اناج کے وہ دانے جو خستہ نہ ہوئے ہوں +

صدقے گئے۔ کہنے لگی۔ اگرچہ ملاقات سے دل بہت خوش ہوا۔ لیکن بھیّا! تیری یہ کیا صورت بنی؟ اِس کا جواب میں کچھ نہ دے سکا۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا کر چپکا ہو رہا۔ بہن نے جلدی خاصی پوشاک سلوا حمام میں بھیجا۔ نہا دھو کر کپڑے پہنے۔ ایک مکان اپنے پاس بہت اچھا تکلّف[۳] کا میرے رہنے کو مقرر کیا۔ صبح کو شربت اور لوزیات[۱]۔ حلوا سوہن[۲]۔ پستہ مغزی ناشتے کو۔ اور تیسرے پہر میوے خشک و تر۔ پھل پھلاری۔ اور رات دن دونوں وقت پُلاؤ۔ نان۔ قلیے۔ کباب۔ تحفہ تحفہ مزے دار منگوا کر اپنے روبرو کھلا کر جاتی۔ سب طرح خاطر داری کرتی۔ میں نے ویسے تصدیع[۳] کے بعد جو یہ آرام پایا۔ خدا کی درگاہ میں ہزار شکر بجا لایا۔ کئی مہینے اس فراغت سے گزرے۔ کہ پاؤں اُس خلوت سے باہر نہ رکھا۔ ایک دن وہ بہن جو بجائے والدہ کے میری خاطر داری رکھتی تھی۔ کہنے لگی۔ اُسے بیرن[۴]! تو میری آنکھوں کی پتلی اور ماں باپ

---

[۱] - بادام وغیرہ - ایک قسم کی باداموں کی شیرینی کو بھی لوز کہتے ہیں +

[۲] - ایک قسم کی مٹھائی +

[۳] - تکلیف +

[۴] - بھائی +

کی موئی مٹی کی نشانی ہے۔ تیرے آنے سے میرا کلیجہ ٹھنڈا ہُوا۔ جب تجھے دیکھتی ہوں۔ باغ باغ ہوتی ہوں۔ تو نے مجھے نہال کیا۔ لیکن مردوں کو خدا نے کمانے کے لئے بنایا ہے۔ گھر میں بیٹھے رہنا اُن کو لازم نہیں۔ جو مرد نِکھٹو ہو کر گھر بیٹھتا ہے۔ اُس کو دنیا کے لوگ طعنہ مِہنا دیتے ہیں۔ خصوص اِس شہر کے آدمی چھوٹے بڑے بے سبب تمہارے رہنے پر کہینگے۔ 'اپنے باپ کی دولت کھو کھا کر بہنوئی کے ٹکڑوں پر آ پڑا'۔ یہ نہایت بے عزّتی اور میری تمہاری ہنسائی اور ماں باپ کے نام کو سبب لاج لگنے کا ہے۔ نہیں تو میں اپنے چمڑے کی جوتیاں بنا کر تجھے پہناؤں۔ اور کلیجے میں ڈال رکھوں۔ اب یہ صلاح ہے۔ کہ قصد سفر کا کرو۔ خدا چاہے تو دن پھریں۔ اور اس حیرانی اور مفلسی کے بدلے خاطر جمعی اور خوشی حاصل ہوئے یہ بات سُن کر مجھے بھی غیرت آئی۔ اُس کی نصیحت پسند کی۔ جواب دیا۔ "اچھا اب تم ماں کی جگہ ہو۔ جو کہو سو کروں"۔ میری مرضی پا کر گھر میں جا کر پچاس توڑے اشرفی کے اصیل اور لونڈیوں کے ہاتھ میں لوا کر میرے آگے لا رکھے۔ اور بولی۔ ایک قافلہ سوداگروں کا دمشق کو جاتا ہے۔ تم ان روپوں سے جنس

تجارت کی خرید کرو - ایک تاجر ایمان دار کے حوالے کر کے دستاویز پکّی لکھوا لو - اور آپ قصد دمشق کا کرو - وہاں جب خیریت سے جا پہنچو - اپنا مال مع منافع سمجھ بوجھ لیجیو - یا آپ بیچیو"- میں وہ نقد لیکر بازار میں گیا - اسباب سوداگری کا خرید کر کے ایک بڑے سوداگر کے سپرد کیا - نوشت و خواند سے خاطر جمع کر لی - وہ تاجر دریا کی راہ سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہُوا - اور فقیر نے خشکی کی راہ سے چلنے کی تیاری کی - جب رخصت ہونے لگا - بہن نے ایک سراپا بھاری جوڑا اور ایک گھوڑا جڑاؤ سازی تواضع کیا - اور مٹھائی پکوان ایک خاصدان میں بھر کر ہرنے سے لٹکا دیا - اور ایک چھاگل پانی کی شکار بند میں بندھوا دی - امام ضامن[1] کا روپیہ میرے بازو پر باندھا - دہی کا ٹیکا ماتھے پر لگا کر آنسو پی کر بولی - سدھارو تمہیں خدا کو سونپا - پیٹھ

[1] حضرت علی رضا بن موسےٰ کا جو آٹھویں امام ہیں - عرف ہے - مستوراتِ اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے - کہ جب کوئی سفر کو سدھارے اور امام صاحب کے نام کا روپیہ - پیسہ - اشرفی وغیرہ اس کے بازو پر باندھا جائے - تو آپ اُس کے منزلِ مقصود پر پہنچنے کے ضامن ہو جاتے ہیں ؞

دکھائے جاتے ہو - اِسی طرح جلد اپنا منہ دکھائیو -
یں نے فاتحہ خیر پڑھ کر کہا - تمہارا بھی اللہ حافظ
ہے - میں نے قبول کیا"۔ وہاں سے نکل کر گھوڑے
پر سوار ہُوا - اور خدا کے توکّل پر بھروسہ کرکے
دو منزل کی ایک منزل[ل] کرتا ہُوا دمشق کے پاس
جا پہنچا +

سُوالات

۱ - پہلے درویش کی سَیر مختصر طور پر اپنے الفاظ میں بیان کرو +

۲ - ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-

گماشتہ - خاص بردار - ٹھڈّی - غنڈہ - لوز - تصدیع -
بیرن - بیَرن - قبلہ گاہ +

۳ - ذیل کے الفاظ و محاورات اپنے فقروں میں استعمال کرو :-

چاؤ چوِر - آنکھیں کھُلنا - تکلّف - زٹل - واہی تباہی - جلنا
الگ کرنا - خوابِ خرگوش - باغ باغ ہونا - لاج لگنا -
توکّل - تواضع کرنا +

[ل] - یعنی ایک دن میں بجائے ایک منزل طے کرنے کے دو منزلیں طے کرتا رہا +

راہِ ترقّی

حالی — از مسدسِ حالی

مشقت کی ذلّت جنھوں نے اُٹھائی جہاں میں ملی اُن کو آخر بڑائی
کسی نے بغیر اِس کے ہرگز نہ پائی فضیلت نہ عزت نہ فرماں روائی
نہال اِس گلستان[۱] میں جتنے بڑھے ہیں
ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں

بہت ہم میں اور تم میں جوہر ہیں مخفی خبر کچھ نہ ہم کو نہ تم کو ہے جن کی
اگر جیتے جی کچھ نہ ان کی خبر لی تو ہو جائینگے مل کے مٹّی میں مٹّی
یہ جوہر ہیں ہم میں امانت خدا کی
مبادا تلف ہو ودیعت[۲] خدا کی

یہی جو کہ پھرتے ہیں بے علم و جاہل بہت اِن میں ہیں جن کے جوہر ہیں قابل
رذائل میں پنہاں ہیں ان کے فضائل انہیں ناقصوں میں ہیں پوشیدہ کامل
نہ ہوتے اگر مائلِ لہو و بازی
ہزاروں انہیں میں تھے طوسی[۳] و رازی[۴]

---

[۱] - یعنی دنیا میں +

[۲] یعنی یہ قوّتیں جو خدا نے ہمیں دی ہیں - ہمارا فرض ہے کہ انہیں اچھّی طرح استعمال کریں +

[۳] - نصیر الدّین - محقّق طوسی - اخلاق ناصری ان کی مشہور تصنیف ہے - یہ طوس کے رہنے والے تھے + [۴] فخر الدّین رازی مشہور فلاسفر +

سُوالات

۱۔ اس نظم کے مضمون کو سلیس اُردو نثر میں لکھو +

۲۔ دوسرے بند کے معنی بتاؤ +

۳۔ فضیلت ۔امانت ۔ ودیعت ۔ رذائل ۔ فضائل ۔ اِن کے معنی بتاؤ ۔ اور انہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو +

سر سیّد کے اخلاق و عادات

از حیاتِ جاوید حالی

سب سے زیادہ گراں وزن اور جامع الفاظ جو کسی کی تعریف میں بولے جا سکتے ہیں ۔ اس کے سوا خیال میں نہیں آتے ۔ کہ فلاں شخص اعلےٰ درجے کا دل و دماغ رکھتا ہے ۔ لیکن اکثر ان الفاظ کا استعمال اپنے محل پر نہیں ہوتا کیونکہ لیاقت جو دماغ سے علاقہ رکھتی ہے ۔ اور نیکی جو دل سے علاقہ رکھتی ہے ۔ یہ دونو اکثر ایک جگہ جمع نہیں ہوتیں ۔ مگر سر سیّد میں جس

طرح بعض دیگر متضاد[1] لیاقتیں جمع تھیں - اسی طرح اس کو خدا تعالےٰ نے دل اور دماغ دونو اعلےٰ درجے کے عنایت کئے تھے - یہاں تک کہ اس کی نسبت یہ کہنا مشکل تھا - کہ اس میں نیکی زیادہ ہے یا عقل - لیکن جہاں تک غور کیا جاتا ہے - اس طرح کی رایوں میں تو شاید[2] خطا کی گنجائش ہو - مگر اس کے اخلاق رذائل سے پاک معلوم ہوتے تھے - اسی لئے مسٹر بک[3] نے اس کے مرنے کے بعد اپنی سپیچ میں کہا تھا - کہ "گو اس کی لیاقتیں بہت بڑی تھیں - مگر اس کے اخلاق اُن سے بھی بڑے تھے" ؛

ایک حکیم کا قول ہے - کہ "جو شخص بدکاری سے پاک ہو - معاملات میں منصف ہو - بات کا پکّا ہو - ماتحتوں پر مہربان ہو - محنتی ہو - صاحبِ استقلال ہو اور بڑے بڑے کاموں پر دلیری کے ساتھ مستعد ہو - وہ شریف ہے" - اس تعریف میں اگر فیاضی کی صفت اور بڑھا دی جائے - تو کچھ شک نہیں - کہ سر سیّد کے حق میں جامع[4] و مانع ہوگی - جو اختیار

---

[1] - ایک دوسرے کی ضد ؛

[2] - یعنی اُس کی بعض رائیں غلط ہوں ؛

[3] - علیگڑھ کالج کے پرنسپل تھے ؛

[4] - مکمّل ؛

کہ یہ شخص محض اپنی اخلاقی لیاقت سے ہزاروں غیر شخصوں کے دلوں پر رکھتا تھا۔ وہ کسی کو اپنے گھر کے آدمیوں پر بھی حاصل نہیں ہوتا۔ جس قدر اُس کے دوست اور ملنے والے تھے۔ سب اُس کے مدّاح اور ثنا خواں تھے۔ سب اُس سے محبّت رکھتے تھے۔ سب کو اُس پر اعتبار تھا۔ اور سب کو اُس کا دُنیا سے اُٹھ جانا ایسا ہی شاق گزرا تھا۔ جیسے کسی خاندان کے ممبروں کو اپنے مربّی اور سر پرست کا مر جانا شاق گزرتا ہے۔ اس سے زیادہ کسی شخص کے حُسنِ اخلاق کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے +

سب سے بڑی دلیل اُس کی اخلاقی عظمت کی وہ غیر معمولی کامیابی تھی۔ جو اُس کو اپنے مقاصد میں ہوئی۔ کیونکہ لیاقتیں کیسی ہی اعلےٰ درجے کی ہوں۔ جب تک اُن کے ساتھ اعلےٰ درجے کے اخلاق نہ ہوں۔ کچھ کام نہیں آسکتیں +

اُس نے تقریباً ساٹھ برس عمر کے پبلک لائف میں بسر کئے۔ جس میں سے اخیر کے تیس برس ایسی حالت میں گزرے۔ کہ ایک زمانہ اس کی عیب جوئی کی گھات میں رہا۔ اور دوست اور دشمن سب کو اُس کے ادنےٰ ادنےٰ کام دیکھنے اور پرکھنے کا

موقع ملا - مخالفین کی ہمیشہ یہ آرزو رہی - کہ کوئی ایسی بات ہاتھ آئے - جس سے سرسید کا اعتبار لوگوں کے دلوں سے جاتا رہے - اور مدرسے[1] کی اعانت منقطع ہو جائے - باوجود اس کے کسی کو ایسا موقع نہیں ملا - کہ اس کے کیرکٹر پر کوئی معقول گرفت کرتا - یا اُس کے چال چلن میں کوئی قبح[2] نکالتا - اُس کے اخلاق کا ہمنشینوں اور جلیسوں پر اثر پڑتا تھا - اس کو دیکھ کر قومی خدمات کا جوش دلوں میں پیدا ہو جاتا تھا - اس کی جفاکشی اور مستعدی اَوروں کو جفاکش اور مستعد بناتی تھی - اُس کی سچائی اور ہمت اور استقلال عمدہ ترین ناصح تھے - جو اُس کی پیروی کرنے کی ترغیب دیتے تھے - اور اگر ہمارا قیاس غلط نہ ہو - تو وہ اپنے ہائی کیرکٹر[3] سے قوم میں عمدہ اخلاق کا بیج بو گیا ہے +

راستبازی اور وہ تمام اوصاف جو ایک راستباز آدمی میں ہونے ضرور ہیں - جیسے راستبازی - صدق مودّت - حمیّت - دلیری اور آزادی وغیرہ اُس شخص کی

---

[1] مدرسہ علیگڑھ جس کی سرسیّد نے بنیاد ڈالی +

[2] برائی +

[3] انگریزی لفظ ہے - اس کے معنی ہیں اعلےٰ اخلاق +

خصوصیات میں سے تھے۔ کسی حکیم کا قول ہے۔ کہ "اگر سچائی کسی مجسّم شکل میں ظاہر ہوتی۔ تو ضرور شیر کی صورت میں ظاہر ہوتی"۔ اس قول کی تصدیق جیسی سر سیّد کو دیکھ کر ہوتی تھی۔ شاید ہی کسی دوسری صورت سے ہوتی ہو۔ اس نے محض اپنی راستبازی کی بدولت ایک عالم کو اپنا مخالف بنایا۔ مگر جس بات کو سچ جانا۔ اُس کے کہنے میں کبھی تامّل نہیں کیا۔ جس بات پر دل سے یقین کر لیا اسی کے موافق کہا اور ویسا ہی کیا۔ جس بات میں ملک یا قوم کی بھلائی سمجھی۔ اُس کے کہنے اور کرنے میں کسی کی مخالفت کی کچھ پروا نہیں کی۔ یہ ممکن ہے کہ سر سیّد سے کسی بات کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو۔ مگر جہاں تک کہ اُن کی طبیعت اور جبلّت کا اندازہ ہو سکتا تھا۔ یہ بات نہایت مستبعد معلوم ہوتی تھی۔ کہ اُنہوں نے اپنی کانشنس[۱] کے خلاف کوئی کام کیا ہو +

This Book

[۱]۔ انگریزی لفظ۔ معنی ہیں ضمیر +

اسمٰعیل

خُشک سالی

از کلیات اسمٰعیل

۱ نہ آئی پر نہ آئی پر نہ آئی
گھٹا نے بول دی بالکل صفائی
۲ اگر آئی تو کی لے دے ہوا نے
سواری اور جانب کو بڑھائی
۳ گئے دریا اُتر۔ تالاب سُوکھے
کجائی ابرِ[۱] دریا دل کجائی
۴ نہ صحرا میں دِل آویزی کا انداز
نہ بُستاں میں ادائے دل کشائی
۵ نہ صحنِ باغ میں طوطی کا نغمہ
نہ شاخِ گُل پہ بُلبل چہچہائی
۶ زمیں چٹیل ہے کورا آسماں ہے
ہوئی اب کے برس اچھی صفائی
۷ نہ روئے[۲] مل کے ساون اور بھادوں
ہوئی ہے ترک باہم آشنائی

[۱]۔ یعنی اے دریا دل ابر تو کہاں ہے۔

[۲]۔ ساون اور بھادوں مل کے نہیں روئے۔ یعنی ان دونو مہینوں کے ملنے کے وقت یعنی ساون کے آخر اور بھادوں کے شروع میں جو بارش ہو وہ ان کا مل کے رونا ہے

۸ نہ تانا شامیانہ ابر تُو نے
نہ اب کے رعد نے نوبت بجائی

۹ نہ وہ جگنو نہ وہ راتیں اندھیری
نہ وہ کالی گھٹا گھنگور چھائی

۱۰ نہ پرنالے چلے اب کے دھڑا دھڑ
نہ گزری کی سڑک رَو نے بہائی

۱۱ نہ وہ سن سن نہ وہ جھونکے ہوا کے
نہ بجلی نے چمک اپنی دکھائی

۱۲ نہ وہ برسات کے کیڑے پتنگے
نہ مینڈک نے زمیں سر پر اُٹھائی

۱۳ کہاں بادل کہاں بجلی کہاں مینہ!
پریشانی سی ہے دُنیا پہ چھائی

۱۴ نہ اے بھادوں جھڑی برسائی تُو نے
نہ اے ساون جھڑی تو نے لگائی

۱۵ نہ موروں نے کیا کچھ شور برپا
نہ کوئل ہی نے دھوم اب کے مچائی

۱۶ نہ ٹپکیں بوندیاں پتّوں سے ٹپ ٹپ
نہ دِل کش راگنی چڑیوں نے گائی

لہ۔ وہ بازار جو شام کو راہگزر پر لگتا ہے۔ چوک +
سہ۔ زور کی بارش +

۱۷ نہ رنگا رنگ بادل آسماں پر
نہ چھت پر گھاس دیواروں پہ کائی

۱۸ نہ کیچڑ ہے نہ پانی ہے نہ سبزہ
نہ مینہ برسا نہ کھیتی لہلہائی

۱۹ ترستے ہیں برستا ہی نہیں مینہ
سسکتی ہے پڑی ساری خدائی

۲۰ بہت رو کر دعائیں سب نے مانگیں
گھٹا روئی[۱] نہ بجلی مسکرائی

۲۱ ہوئی برباد کھیتی تھک گئے بیل
گئی گزری کسانوں کی کمائی

۲۲ نہیں بیچارے حیوانوں کو چارہ
ہے انسانوں کو فکرِ بینوائی

۲۳ بہت مزدور بیٹھے ہیں نکمے
نہیں اب کوئی حیلہ جُز گدائی[۲]

۲۴ سمندر کیا ہوئے تیرے بخارات[۳]
صبا! تو کیوں اُڑا کر لے نہ آئی

۲۵ بلائے قحط ہے ہندوستاں میں
ہے[۴] روم و روس میں برپا لڑائی

---

[۱] ۔ نہ مینہ برسا اور نہ بجلی چمکی ÷
[۲] ۔ یعنی اب بغیر بھیک مانگے چارہ نہیں ÷
[۳] ۔ سمندر کے بخارات سے بادل بنتے ہیں ÷
[۴] ۔ اُن دنوں ٹرکی اور روس میں جنگ ہو رہی تھی ÷

۲۶ خدایا جلد قحط اور جنگ ہوں دور
ملے سب کو مصیبت سے رہائی

۲۷ خدایا رحم کر ۔ جاں لب پہ آئی
تری مخلوق دیتی ہے دُہائی

سوالات

۱۔ خشک سالی میں جو دُنیا کی حالت ہوتی ہے ۔ اُس پر ایک پیرگراف لکھو +

۲ ۔ دوسرے ۔ چوتھے ۔ ساتویں ۔ اُنیسویں ۔ بیسویں اور تئیسویں شعر کے معنی بتاؤ +

۳ ۔ ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :۔
صفائی بول دینا ۔ دِلکُشا ۔ دل آویز ۔ چٹیل ۔ کورا ۔ بینوا ۔ بھرن ۔ لے دے کرنا +

384-4

960

Allah Bakhsh Bhatti Senior Vernacular Teacher Government High School (Kahror Pacca: Multan) 25.3.1973.

غزل

امیر — از مراۃ الغیب

۱ عمر برق و شرار ہے دُنیا
کتنی بے اختیار ہے دُنیا[1]

۲ داغ سے کوئی دل نہیں خالی
کیا کوئی لالہ زار[2] ہے دُنیا

۳ ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع
عرصۂ کارزار ہے دُنیا

۴ آنے جانے پہ سانس کا ہے مدار
سخت ناپائدار ہے دُنیا

۵ ایک جھونکے میں ہے اِدھر سے اُدھر
چار دن کی بہار ہے دُنیا

لہ - یعنی انسان کی زندگی اِس دنیا میں بہت ہی کم ہے -
لہ - گُلِ لالہ میں ایک سیاہ داغ ہوتا ہے +

۶ بدتر اس کو سمجھ خزاں سے امیر
دیکھنے کو بہار ہے دنیا

غزل

از آفتاب داغ

۱ نہیں ہوتی بندے سے اطاعت زیادہ
بس اب خانہ آباد! دولت زیادہ!
۲ وہ تشریف لائے ہی بولے کہ رخصت!
نہیں ہم کو ملنے کی فرصت زیادہ!
۳ الٰہی! زمانے کو کیا ہو گیا ہے؟
محبت تو کم ہے - عداوت زیادہ
۴ عدم سے سب آتے ہیں یاں چار دن کو
نہیں ہوتی منظور رخصت زیادہ
۵ مری بندگی سے مرے جرم افزوں
ترے قہر سے تیری رحمت زیادہ

ك - یعنی یہ زندگی چند روزہ ہے +
عه - خدا کے +

فرضِ انسانی

از ابن الوقت — مولوی نذیر احمد

غدر کے اگلے ہی دن نواب معشوق محل نے ابن الوقت کو حکم دیا کہ راحت گاہ کا تمام اسباب رتی رتی قلعے میں اُٹھوا لاؤ۔ اور راحت گاہ کے مکانوں میں قفل ڈلوا دو۔ اسباب سا اسباب تھا۔ بیس چھکڑے دن میں چار چار پھیرے کرتے تھے۔ تب وہ الغاروں اسباب کہیں چھتے سوا مہینے میں جا کر ٹھکانے لگا۔ غدر کے چوتھے دن کا ذکر ہے۔ کہ ابن الوقت کوئی دو گھڑی دن رہے آخری کھیپ روانہ کرنے کے بعد قلعے کی طرف کو چلا آ رہا تھا۔ ایک آپ تھا اور دو نوکر۔ تینوں مسلح۔ اور اُن دنوں جب دو آدمی آپس میں ذکر کرتے تھے۔ تو بس غدر کا مذکور ہوتا تھا۔ یہ لوگ بھی اُسی طرح کا تذکرہ کرتے چلے جاتے تھے۔ جو محسن خاں کے کٹڑے سے آگے بڑھ کر اُس کھلے میدان میں پہنچے۔ جو ہیگز بن اور کالج کے درمیان میں واقع تھا۔ دیکھتے کیا ہیں۔ سڑک کے بائیں طرف انگریزوں کی کچھ لاشیں پڑی ہیں۔ یہ دیکھ کر ابن الوقت کا کلیجہ دھک سے ہو گیا۔ اُس وقت وہ موقع ایسا خوفناک تھا۔ کہ اکیلا کیسا

ہی کوئی سورما کیوں نہ ہوتا۔ ڈر کے مارے گھگی بندھ جاتی۔ مگر یہ تین آدمی تھے۔ ابن الوقت لاشوں کے مقابل ذرا ٹھٹکا۔ اور نہایت غصّے اور افسوس کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔ دیکھو تو ظالموں نے کیا بے جا حرکت کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شہر پر بڑا سخت عذاب آنے والا ہے۔ خونِ ناحق کبھی خالی جاتے نہیں سُنا۔ خُدا جانے شاہجہاں[1] نے کیسی منحوس تاریخ میں اس کم بخت شہر کی بنیاد ڈالی تھی۔ کہ امن کی کوئی پوری صدی اِس بستی پر نہ گزری۔ مگر اِس بار تو کچھ ایسا سامان نظر آتا ہے۔ کہ لوگ نادر شاہ[2] کے واقعہ کو بھی بھول جائیں گے۔ ابن الوقت کے ساتھی بھی اُس کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔ ابھی نماز مغرب میں کوئی آدھ گھنٹے کی دیر تھی۔ ادھر آفتاب کا جنازہ کفن[3] خون آلود شفق پہنا کر تیّار کر چکے تھے۔ کہ قبرِ مغرب میں

---

[1] شاہجہاں بادشاہ نے نئی دِلّی کی بنیاد ڈالی تھی۔ چنانچہ اُسے شاہجہاں آباد بھی کہتے ہیں۔

[2] نادرشاہ نے دِلّی پر حملہ کیا تھا۔ اور قتلِ عام کا حکم دیا تھا جو تین دِن تک جاری رہا۔

[3] یعنی شام ہو چکی تھی اور آفتاب غروب ہونے والا تھا۔

اُتاریں - اُدھر بے کفن کی لاشیں دیواروں کے سائے کا ماتمی کفن پہن چکی تھیں - دہلی جیسا شہر اور شام کا وقت اور روزوں کے دن اور ایسا موقع اور دن ہوتے تو اس مقام پر کھوے سے کھوا چھلتا ہوتا - مگر ابن الوقت چوراہے پر کھڑا ہُوا دیکھ رہا تھا کہ جہاں تک نظر کام کرتی ہے - آدم زاد کا پتہ نہیں - شہر کے بد معاشوں کے ڈر سے لوگ کچھ دن رہے سے کواڑوں میں پتھر اڑا اڑا کر گھروں میں بند ہو بیٹھے تھے - ابن الوقت ہکّا بکّا سنّاٹے میں کھڑا تھا کہ ایک ساتھی بولا - حضرت! افطار[1] کا وقت قریب ہے اور [illegible] دُور ہونا تھا سو ہُوا اور جو تقدیر کا لکھا ہے - سو ہو کر رہیگا - پس معلوم ہُوا کہ نا بکار تلنگوں کے[2] گیہوں کے ساتھ بہتیروں کا گھُن پسنا ہے - چلئے تشریف لے چلئے - بن چکیوں سے ذرا اِدھر تھے - کہ پیچھے سے پیروں کی آہٹ آئی کہ کوئی شخص لپکا[3] ہُوا چلا آرہا ہے - لاشوں

---

[1] - روزہ کھولنے کا وقت ؂

[2] - یعنی تلنگوں کے ساتھ اور کئی بے گناہ بھی مصیبت میں گرفتار ہونگے ؂

[3] - یعنی تیز رفتار آ رہا تھا ؂

کے دیکھنے سے یہ لوگ کچھ ایسے ہول زدہ سے ہو گئے تھے۔ کہ آواز کے ساتھ سب کے دِل دھڑکنے شروع ہوئے اور بے اختیار لگے پیچھے مڑ مڑ کر دیکھنے۔ بارے شکر ہے کہ وہ شخص نہتّا تھا۔ وہ تو جھپٹا ہوا چلا آ ہی رہا تھا۔ ان کے قدم جو پڑے ڈھیلے[1]۔ پن چکیوں سے اُترتے اُترتے اُس نے آ ہی لیا۔ اُس شخص نے دُور سے اِن شخصوں کی پیٹھیں ہی دیکھ کر پہچان لیا تھا کہ اِن میں آقا کون ہے۔ برابر آ کر اُس نے ابن الوقت کو مؤدّب اور با سلیقہ نوکروں کی طرح سلام کیا۔ ابن الوقت نے آنکھ بھر کر دیکھا۔ تو کوئی اٹھائیس تیس برس کی عمر کا جوان آدمی ہے۔ اور انگریزی خدمتگاروں یا اردلیوں کی سی وضع رکھتا ہے۔ دوپٹہ سر سے بندھا ہے اور پٹکا کمر سے۔ گویا نوکری پر سے چلا آ رہا ہے۔ خوف اور رنج اور اضطراب ہے کہ چہرے سے ٹپکا پڑتا ہے۔ ہونٹوں پر پپڑیاں بندھ گئی ہیں۔ سانس پیٹ میں نہیں سماتی ابن الوقت سے بات کرنی چاہتا ہے۔ مگر بار بار پھر پھر کر لاشوں کی طرف کو تاکتا جاتا ہے۔ ہر چند چھوٹا میگزین بیچ میں حائل ہے۔ مگر پھر بھی جی نہیں مانتا اور بے دیکھے رہا نہیں جاتا۔

[1] ان کی چال جو ذرا سُست ہوئی ✣

وہ ابن الوقت کے پوچھنے کا بھی منتظر نہ رہا اور چھوٹتے ہی بولا۔ کہ میرا نام جاں نثار ہے۔ اور مَیں بہادر پور کے پٹھانوں میں سے ہوں۔ چار برس سے رہتک کے جائنٹ مجسٹریٹ نوبل صاحب کی اردلی میں ہوں۔ ہمارے صاحب کئی مہینے سے بیمار ہیں۔ رخصت لے کر ولایت جا رہے تھے۔ اور بمبئی تک مجھے ساتھ لئے جاتے تھے۔ آج چوتھا دن ہے ہم لوگ ڈاک بنگلے میں آ کر ٹھیرے۔ دوپہر کو غدر ہو گیا۔ صاحب کا مزاج نا درست تھا۔ بھاگ کر کہیں نہ جا سکے۔ تلنگوں نے اُن کو لے جا کر کشمیری دروازے کے گارد میں قید کیا۔ وہاں اور بھی چند انگریز پکڑے ہوئے تھے۔ آج سب قیدیوں کو کھڑا کر کے نا حق نا روا باڑھ مار دی۔ ہمارے صاحب بھی زخمی ہو کر گرے۔ مگر اس وقت تک اُن میں جان ہے۔ ڈر کے مارے اُن کو اچھّی طرح دیکھ تو نہیں سکا۔ مگر آنکھ بچا کر مسجد سے پانی کی بدھنی لے کر اُن کے پاس رکھ آیا ہوں۔ یہ خدا کے واسطے کا کام ہے۔ اگر آپ سے ہو سکے تو ہمارے صاحب کی جان بچائیے۔ آپ کو بڑا درجہ ہوگا۔ صاحب ہیں تو انگریز۔ مگر شریف اور شریف پرور۔ نیک مزاج۔ پرلے درجے کے رحمدل۔ رہتک والوں سے آپ پوچھئے۔ بیسیوں

یتیموں اور بیواؤں کی تنخواہیں مقرّر کر رکھی ہیں۔
فوجداری کے مقدموں میں مجبور ہو کر جرمانہ کرتے
ہیں۔ تو اپنے پاس سے سرکار میں بھر دیتے ہیں۔
یہ کہ کر جان نثار ابن الوقت کے پیروں پر گر پڑا
اور کہنے لگا۔ کہ آپ لاشوں کے پاس کھڑے ہوئے
جو باتیں کر رہے تھے۔ میں دروازے کی آڑ میں چھپا
ہُوا سُن رہا تھا۔ اِس سے مجھ کو آپ سے
کہنے کی ہمّت بھی پڑی۔ اور میرا دل اندر سے گواہی
دیتا ہے۔ کہ خدا نے آپ کو ایسے وقت صرف ہمارے
صاحب کی جان بچانے کو بھیجا ہے۔ ابن الوقت نے
جان نثار کو زمین پر سے اُٹھایا اور کہا۔ کہ جو
کچھ یہ بد ذات نمک حرام باغی تلنگے کر رہے ہیں
کچھ شک نہیں کہ ظلم صریح ہے اور کسی مذہب
و مِلّت میں روا نہیں۔ اور اگر میں تمہاری حفاظت
کر سکوں۔ تو میں اِس کو فرضِ اِنسانیت سمجھتا ہوں
مگر اُن لوگوں کو کس وقت باڑھ ماری؟ جان نثار
دو بجے۔ ابن الوقت۔ اوہو دو بجے (ایک ذکر کی
طرف مخاطب ہو کر) وہ جو اُس وقت فیر سُن پڑی
تھی۔ وہ بھی باڑھ ہوگی۔ (جان نثار سے) اچھا پھر
تم نے کیونکر جانا کہ تمہارے صاحب ہنوز زندہ ہیں؟
جان نثار۔ حضور کے تشریف لانے سے تھوڑی دیر

پہلے تک لاشوں پر دھوپ تھی - تو اور لاشیں تو بالکل سفید پڑ گئی تھیں - مگر ہمارے صاحب کے چہرے پر سُرخی جھلکتی تھی - اور مَیں نے اپنی آنکھ سے صاحب کے جسم میں حرکت بھی دیکھی ہے - پانی رکھتے گیا تھا - تو سانس چلتا ہُوا سا دکھائی دیا - خدا جانے کہاں چوٹ لگی ہے کہ بیہوش ہیں - جس وقت سے صاحب ڈاک بنگلے میں پکڑے گئے - اُس وقت سے مَیں دائیں بائیں برابر صاحب کے پاس لگا رہا ہوں - ایک دم کو جدا نہیں ہُوا - زخموں کی نسبت تو میں کچھ عرض نہیں کر سکتا - مگر اس وقت تک اُن میں جان تو ضرور ہے - آپ للہ ذرا چل کر دیکھ لیجئے - اگر کچھ جان باقی ہے - تو اُن کو اپنی حفاظت میں لیجئے - شاید خدا کرے بچ جائیں - اور اگر ختم ہو چکے ہیں - تو وہ کیا مرے - ہم جیسے پچاسوں غریب اُن کے ساتھ مر لئے - ہوں تو چار کوڑی کا پیادہ اور آپ کے روبرو عرض کرنا بھی گستاخی ہے - مگر جناب! یہ عملداری تو اُٹھنے والی نہیں - یہ بھی کوئی دن کا غُل غپاڑا ہے - اگر صاحب آپ کے طفیل سے بچ گئے - تو پھر دیکھئے گا - کیسے کیسے سلوک آپ کے ساتھ کرتے ہیں - ابن الوقت نے جس وقت سے سُنا تھا - کہ ایک

صاحب مجروح ہوئے پڑے ہیں، اور زندہ ہیں - اُسی وقت سے اپنے ذہن میں صاحب کی حفاظت کی تدبیریں سوچنے لگا تھا - جاں نثار کی طرف ظاہر میں متوجہ رہا - مگر اُس کی بہت سی باتیں اُس نے مطلق دھیان سے نہیں سُنیں - آخر ابن الوقت نے اپنے دونو نوکروں سے کہا کیوں بھئی تمہاری کیا صلاح ہے؟ ایک نے کہا - ہم خانہ زاد جان و مال سے حاضر ہیں - جیسا حکم ہو تعمیل کریں - ابن الوقت نے کہا - بس تم سے اتنی مدد درکار ہے کہ اوّل تو ہم سب روزے سے ہیں - راز داری کا حلف کریں - دوسرے صاحب اگر زندہ ہوں - تو جس طرح بن پڑے اُٹھا کر گھر تک لے چلیں - ابن الوقت کے دونو نوکروں نے قبلے کی طرف کو ہاتھ اُٹھا کر قسم کھائی - اور چاروں شخص لَوٹ کر پھر لاشوں کے پاس گئے - جاں نثار نے سب کو نوبل صاحب کے سر پر لے جا کر کھڑا کر دیا - جھٹپٹا[1] ہو چلا تھا - جاں نثار نے ہاتھ لگا کر دیکھا - تو بدن گرم تھا - خون میں لتھڑے ہونے کی وجہ سے اس وقت معلوم نہ ہو سکا - کہ کہاں کہاں زخم لگے ہیں اور کس قسم کے ہیں - ہر چند کوئی آدمی کہیں چلتا پھرتا

[1] - دونوں وقت ملنے کا ہنگام ۔

دکھائی نہیں دیتا تھا۔ مگر خوف کے مارے ذرا کہیں پتّا کھڑکتا۔ تو یہ لوگ سہم جاتے۔ بارے جاں نثار نے ابن الوقت اور اس کے نوکروں کی مدد سے صاحب کو چڑھی چڑھایا۔ صاحب اِس قدر بیہوش تھے کہ اُن کا سنبھلنا دشوار تھا۔ سارے رستے ابن الوقت اور اُس کے نوکر سہارا لگاتے آئے۔ ان لوگوں کو اس سے بڑی تسلّی اور تقویت تھی۔ کہ جدھر نظر اُٹھا کر دیکھتے تھے۔ کسی طرف کوئی آتا جاتا دکھائی نہیں دیتا تھا۔

سوالات

۱۔ ذیل کے الفاظ اور محاورات کے معنی بتاؤ۔ اور انہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو:۔

الغاروں۔ کلیجہ دھک سے ہو جانا۔ گھگی بندھ جانا کھوے سے کھوا چھلنا۔ گیہوں کے ساتھ گھن پس جانا ہمّت پڑنا۔

۲۔ ابن الوقت اور جان نثار کی گفتگو کو اپنے الفاظ میں لکھو۔

از منتخباتِ نظمِ اُردو

احتسابِ زندگی

برقؔ دہلوی

۱ بتا اِے خاک کے پتلے کہ دُنیا میں کِیا کیا ہے
بتا کے دانت ہیں مُنہ میں ترے۔ کھایا پیا کیا ہے
بتا خیرات کیا کی راہِ مولا میں دیا کیا ہے
یہاں سے عاقبت کے واسطے[۱] توشہ لیا کیا ہے
دعائیں لیں کبھی ٹھنڈا کیا۔ دل دردمندوں کا
بُرے حالوں میں تُو شامل ہُوا محتاج بندوں کا

۲ کسی گُم کردہِ رہ کی خِضر[۲] بن کر رہنمائی کی
کسی کی ناخنِ تدبیر سے عقدہ کُشائی کی
دمِ مشکل کسی مظلوم کی حاجت روائی کی
کسی کی دستگیری کی۔ کسی سے کچھ بھلائی کی
کبھی کچھ کام بھی آیا۔ کسی آفت رسیدہ کے
کبھی دامن سے پونچھے تو نے آنسو آبدیدہ کے

۳ شریکِ دردِ غم ہو کر کسی کا دُکھ مٹایا ہے
مصیبت میں۔ کسی آفت۔زدہ کے کام آیا ہے

---

[۱]۔ یعنی یہاں کونسے اچھے کام کئے۔ جن کے صلے کی تجھے قیامت کے روز امید ہے ؎

[۲] حضرت خضر کے متعلّق خیال ہے۔ کہ وہ گم گشتہ مسافروں کو راہ بتاتے ہیں ؎

پرائی آگ میں پڑ کر کبھی دل بھی جلایا[1] ہے
کسی بیکس کی خاطر۔ جان پر صدمہ اُٹھایا ہے
کبھی آنسو بہلائے ہیں کسی کی بد نصیبی پر
کبھی کچھ ترس کھایا تو نے مفلس کی غریبی پر
۴ کبھی تو نے کسی بر گشتہ قسمت کی خبر لی ہے
کسی ماتم زدہ کی تو نے دلجوئی کبھی کی ہے
کسی کے واسطے آفت میں اپنی جان ڈالی ہے
کسی بے خانماں کو وقتِ مشکل کچھ مدد دی ہے
کبھی کچھ دل نوازی کی ہے تو نے دل شکستہ کی
کبھی کچھ چارہ فرمائی بھی کی زخمی و خستہ کی
۵ کبھی امداد دی تو نے کسی بیکس بچارے کو
سخی بن کر دیا کچھ تو نے مفلس کے گزارے کو
تسلّی دی کبھی تو نے کسی آفت کے مارے کو
کبھی تو نے سہارا بھی دیا ہے بے سہارے کو
جاب[2] آسا قرارِ زیست ہے دنیائے فانی میں
جو تجھ سے ہو سکے کر لے بھلائی زندگانی میں
۶ نہ دولت ساتھ جائیگی نہ ثروت ساتھ جائیگی
نہ شوکت ساتھ جائیگی نہ رفعت ساتھ جائیگی

---

[1] یعنی کسی اور کی مصیبت میں شریک ہو کر تو نے تکلیف بھی اُٹھائی ہے۔

[2] یعنی یہ زندگی چند روزہ ہے۔

بس مردن نہ شاہانہ امارت ساتھ جائے گی
نہ عظمت ساتھ جائیگی نہ صولت ساتھ جائے گی

جو پوچھے جائینگے محشر میں وہ اعمال ہیں تیرے
اگر کچھ ساتھ جائینگے وہ نیک افعال ہیں تیرے

۷ مناسب ہے کہ نیک اعمال کر طاعت گزاری کر
پسندیدہ طریقے سیکھ عجز و انکساری کر
بھلائی کر۔ بدی سے باز آ۔ پرہیزگاری کر
جو تجھ سے ہو سکے تو خلق کی خدمتگزاری کر
اگر نیکی کریگا تو خدا اُس کا ثمر دیگا
ترا دامن وہی امید کے پھولوں سے بھر دیگا

سُوالات

۱- اِس نظم کے مضمون کو مختصر طور پر اپنے الفاظ میں بیان کرو +

۲- دوسرے۔ پانچویں اور ساتویں بند کے معنی بتاؤ +

۳- ذیل کے الفاظ اور محاورات کے معنی بتاؤ۔ اور انہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو :-

توشہ - ناخن تدبیر - حاجت روائی کرنا - آفت رسیدہ - پرائی آگ میں پڑنا - دلجوئی کرنا - سہارا دینا - آفت کا مارا +

جمہوریتِ مدرسہ یا سکول رِی پبلک

جمہوریّت یا رِی پبلک اُس طرزِ حکومت کو کہتے ہیں۔ جس میں رعیّت خود قوانین بناتی اور اُن پر عمل پیرا ہوتی ہے۔ جس طرح نظامِ حکومت جمہور کا نتیجۂ فکر ہو سکتا ہے۔ اُسی طرح نظامِ مدرسہ بھی جمہور یعنی طلبا اور استادوں کی متفقہ کوشش سے عمل پذیر ہو سکتا ہے۔ اس مفہوم کو سمجھ لینے کے بعد تمہیں معلوم ہو گیا۔ کہ جمہوریتِ مدرسہ وہ نظام ہے۔ جس میں طلبا اور مدّرسین باہم مشورے کے بعد قوانین و قواعد ترتیب دیں۔ اور جب کوئی طالب علم اپنے ہی بنائے ہوئے کسی قانون کی خلاف ورزی کرے۔ تو خود طلبا اُس کے قصور کی تحقیقات کریں۔ اور اگر ضرورت محسوس ہو تو مناسب سزا بھی خود ہی تجویز کریں۔ امریکہ اَور یورپ کے کئی ایک سکولوں میں اس قسم کا جمہوری نظام قائم ہو چکا ہے۔ اور فنِ تعلیم کے ماہرین اس طریقہ کو دِن بدن زیادہ پسند کر رہے ہیں۔

عوام کو حکومت سے دلچسپی کیوں ہے؟

یورپ کی جنگ عظیم نے لوگوں کی توجہ کو بہت حد تک

حکومت کی اصلاح کی طرف منعطف کر دیا ہے۔
یہی وجہ ہے۔ کہ ہر تعلیم یافتہ سوسائٹی میں اِسی
بات کا چرچا رہتا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ
حکومت کا قومی اخلاق اور معاشرت پر بڑا گہرا
اثر پڑتا ہے۔ اور جب رعیّت کو مُلک کی
حکومت میں دخل نہیں ہوتا۔ تو وہ حکام کی
غلطیوں پر نکتہ چینی نہیں کر سکتی۔ اس کا نتیجہ
نہ صرف رعیّت کے لئے بلکہ حکام کے لئے بھی
مضر ثابت ہوتا ہے کیونکہ اپنی غلطیوں سے واقف
نہ ہونے کی وجہ سے اُنہیں درست کرنے سے قاصر
رہتے ہیں۔ یہ عالم گیر جنگ آزادی اور حقوقِ قومی
کی حفاظت کے لئے برپا ہوئی۔ جس کا مقصد یہ تھا۔
کہ ہر قوم اپنی جگہ آزاد وخود مختار ہو۔ اور کوئی اُسے
اپنے جور و ظلم کا شکار نہ بنا سکے* جمہوریّت حکومتِ
رعیّت کو کہتے ہیں۔ لیکن یہ حکومت بادشاہ کے
ہوتے ہوئے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ
کینیڈا۔ آسٹریلیا وغیرہ ممالکِ سلطنتِ برطانیہ میں
شامل ہونے کے باوجود حکومتِ جمہوری سے
مستفید ہیں۔ عام طور پر سلطنت جمہوری رعیّت
کے لئے مفید خیال کی جاتی ہے۔ مگر یہ ہر حال
میں درست نہیں۔ بالخصوص ایسی حالت میں جب کسی

قوم میں اس کی صلاحیّت ہی نہ ہو۔ چنانچہ روس کی موجودہ بد انتظامی اور بربادی اس کی بیّن دلیل ہے ۔

حکومت کی صلاحیّت کیونکر پیدا ہو سکتی ہے

تم خوب جانتے ہو۔ کہ سیکھے بغیر حکومت تو ایک طرف کرکٹ۔ فٹ بال وغیرہ معمولی کھیلوں میں بھی جنہیں تم ایسا سہل خیال کرتے ہو۔ مہارت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور حاصل ہونے پر بھی جب تک باقاعدہ مشق نہ کی جائے۔ یہ مہارت دیر تک قائم نہیں رہتی۔ اس لئے جن ممالک کو جمہوری اختیارات حاصل ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہاں حکومت اچھی ہی ہو۔ کیوں؟ اس لئے کہ ممکن ہے رعایا کی کثیر تعداد طرزِ حکومت سے نا آشنا ہو یا قابل اور خالص وطن پرست نمایندوں کا انتخاب نہ کر سکے۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ جب تک کسی مُلک کے باشندے حکومت کے کار و بار میں دلچسپی نہ لیں۔ اور قوانین مُلک کی پورے طور پر پابندی نہ کریں۔ وہ حکومتِ خود اختیاری کے قابل نہیں ہو سکتے ۔

عمر رسیدہ لوگ بچوں کی نسبت کیا کہتے ہیں

بڑوں کو ہمیشہ یہ شکایت رہتی ہے۔ کہ بچوں میں ضبط نہیں۔ دُور اندیشی نہیں۔ انجام بینی نہیں۔ جو چاہتے ہیں۔

کر گزرتے ہیں۔ نفع و نقصان کی بالکل پروا نہیں کرتے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ بچوں میں یہ کمزوریاں موجود ہیں۔ مگر کیا بڑے اس کی ذمہ داری سے بری ہیں؟ ہم تو یہی کہینگے۔ کہ نہیں۔ اِس لئے کہ بچے تو موم کی ناک ہیں۔ جدھر کسی نے چاہا پھیر دیا۔ جب بڑوں نے خود ہی اُن کی تربیت میں پوری کوشش نہیں کی۔ اور ان پاک فرائض کا پورا پورا احساس نہیں کیا۔ جو خالق و مخلوق کی طرف سے اُن کے ذمے ہیں۔ تو بچوں بیچاروں کا کیا قصور؟

مدرسے کی طرزِ حکومت جس طرح خود مختار سلطنت کا بادشاہ اپنے مُلک میں آزاد اور مطلق العنان ہوتا ہے اسی طرح مدرسے میں اُستاد جو جی میں آتا ہے۔ کرتا ہے۔ اور رعیّت یعنی طلبا کو حرف گیری کا حق مطلق حاصل نہیں ہوتا۔ حاکم اگر کسی قدر سخت ہے تو انتظام قائم رہتا ہے۔ ورنہ سخت ابتری پھیل جاتی ہے۔ اور سب انتظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ یہ ہے عام خیال سکول کے ضبط کے متعلّق۔ مگر ہماری رائے میں آج کے بچے کل کے حاکم ہونے والے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ آج ہی اُنہیں حکومت کے طریقے سکھائے جائیں۔ اور کم از کم

اِس امر کو اتنی تو اہمیت دی جائے۔ جتنی عام طور پر ڈرل یا ڈرائنگ کو دی جاتی ہے ؀

ممالک متحدہ امریکہ کے ایک باشندے کی رائے

مذکورہ بالا امور پر غور کرنے کے بعد ایک امریکن کے دل میں یہ خیال پیدا ہُوا۔ کہ طلباے مدرسہ کو کیوں ابتدا ہی سے جمہوری طرزِ حکومت سے واقف نہ کیا جائے۔ تاکہ وہ بڑے ہوکر اپنے مُلک کی حکومت کو سمجھ سکیں۔ اور اس میں دانشمندانہ حصہ لے سکیں۔ چنانچہ جب اُس نے یہ خیال ظاہر کیا۔ تو اُس کی ہنسی اُڑائی گئی۔ قدامت پرستوں نے اس سے کہا میاں ہوش کی دوا کرو۔ کیوں سکولوں کے پیچھے پڑے ہو تمہاری یہ تجویز کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس کا لازمی نتیجہ ایسی بدنظمیاں ہونگی۔ جو مدرسے کی زندگی کو نہایت پر آشوب اور حصول تعلیم کو بالکل ناممکن بنا دینگی اُن کا یہ خیال تھا کہ بچے فطرتاً شریر ہوتے ہیں اور شوخی اُن میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے اُنہیں اگر بے لگام چھوڑ دیا گیا تو سکولوں میں ابتری پھیل جائیگی۔ مگر شخص مذکور نے استقلال کا دامن نہ چھوڑا اور مخالفت عامہ کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے خیال کو عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کی۔ یہاں تک کہ بعض مدارس کے اراکین و منتظمین اِس تجویز کو مدارس میں جاری کرنے پر رضامند ہو گئے۔ اور جب بچوں کو یہ تجویز بتائی گئی۔ تو اُنہوں نے اس کا پُر اشتیاق

خیر مقدم کیا۔ چنانچہ قوانین بنائے گئے۔ انتخابات عمل میں آئے۔ اور جمہوریتِ مدرسہ کے اصولوں کے ماتحت کام شروع کر دیا گیا۔ اور اس تجویز کے مخالفین کے خیال کے مطابق بُرے نتائج پیدا ہونے کی بجائے حالاتِ مدرسہ دن بدن بہتر ہوتے چلے گئے۔ اور اخلاقی و تعلیمی ترقیاں روز افزوں ہونے لگیں ٭

جمہوریت مدرسہ کے حکّام ایک مدرسے میں ایک رئیس یا پریزیڈنٹ۔ ایک پولیس افسر۔ ایک جج اور ایک افسرِ صحت منتخب کیا گیا۔ قواعد اور قوانین وضع کئے گئے۔ مجلس شوریٰ قائم ہوئی۔ کثرت رائے سے جو فیصلہ ہؤا۔ وہی قانون سمجھا گیا۔ اور سب نے عزم و ثبات کے ساتھ خود ساختہ قوانین پر عمل پیرا ہونے کا تہیّہ کیا۔ اس گورنمنٹ کے متعلق چھوٹے چھوٹے معاملات مثلاً جماعت کی نشست و برخاست۔ کھیل کود کے میدان کا انتظام۔ دیواروں۔ ڈسکوں اور کپڑوں کی صفائی۔ دھوکا۔ نقل۔ جھوٹ۔ فساد۔ سکول سے غیر حاضری وغیرہ تھے۔ ان تمام حکّامِ مدرسہ کو چھوٹے پیمانے پر وہ سب حقوق حاصل تھے۔ جو اعلےٰ پیمانے پر حکّامِ سلطنت کو حاصل ہوتے ہیں ٭

جمہوریتِ مدرسہ کی سزائیں

جمہوریتِ مدرسہ میں سزائیں بھی مختلف اقسام کی ہوتی ہیں۔ بعض جرائم کی سزا تمام طلبا کی موجودگی میں دی جاتی ہے۔ یہ عموماً اِس قسم کے افعال کی پاداش ہوتی ہے۔ جو نظامِ مدرسہ کے منافی ہوں۔ اور جن سے سکول کے نام پر دھبّہ آتا ہو۔ مثلاً جھوٹ۔ نقل۔ کھیل کے میدان میں دنگہ فساد وغیرہ بعض حالات میں مجرم کو ایک خاص مدّت کے لئے کھیلوں میں شرکت سے روک دیا جاتا ہے۔ اور کبھی مجرم کو طلبائے مدرسہ کی موجودگی میں معافی مانگنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ تلف مال وغیرہ کے جرائم میں مجرم کو اس کی تلافی پر مجبور کیا جاتا ہے۔ کبھی رائے دینے کے حقوق چھین لئے جاتے ہیں۔ بعض حالات میں طلبائے مدرسہ کو حکم دیا جاتا ہے۔ کہ وہ مجرم سے بات چیت۔ میل جول بند کر دیں۔ اور یہ سزا سخت ترین سمجھی جاتی ہے۔ جہاں کہیں یہ تجربہ کیا گیا ہے وہاں ہر اعتبار سے مفید اور نتیجہ بخش ثابت ہُوا ہے۔ چونکہ آئین بچوں کے خود ساختہ ہوتے ہیں۔ اِس لئے وہ اُن کی پابندی ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ تو باقی سب اُسے بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ جو کوئی قانون کی پابندی نہیں کرتا۔ وہ نہ صرف

اپنے تئیں بدنام کرتا ہے۔ بلکہ سکول کے ماتھے پر بھی کلنک کا ٹیکا لگاتا ہے +

جمہوریت مدرسہ کے مختلف اقسام

مذکورہ بالا طریقے چھوٹے چھوٹے سکولوں میں بخوبی عمل پذیر ہو سکتے ہیں۔ جہاں طلبا کی تعداد کثیر ہو وہاں سب کا ایک جگہ جمع ہو کر کسی امر کا فیصلہ کرنا دشوار ہے۔ ایسے مدارس میں ہر ایک کمرے یا جماعت کو علیٰحدہ علیٰحدہ حلقۂ انتخاب بنانا پڑتا ہے + اور ہر کمرے یا جماعت کے طلبا دو یا تین ممبر کونسل منتخب کر لیتے اور ان ممبروں کا بورڈ قواعد و ضوابط بناتا ہے۔ تمام سکول کا ایک رئیسِ جمہوریت یا پریزیڈنٹ اور ایک پولیس افسر ہوتا ہے۔ لیکن بڑے سکولوں میں کئی جج۔ کئی پولیس افسر و افسرانِ صحت اور انسپکٹر وغیرہ ہوتے ہیں۔ انہیں بعض اوقات تو رئیسِ جمہوریہ مقرر کرتا ہے۔ اور بعض اوقات خود طلبا انتخاب کرتے ہیں۔ مگر ہر حالت میں اُن کے فرائض یکساں ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے مدارس میں ایک قومی وکیل بھی ہوتا ہے۔ جس کا کام یہ ہے۔ کہ جب کبھی کسی طالب علم پر کوئی الزام لگایا جائے۔ تو وہ اُس کی طرف سے عدالت میں پیش ہو کر صفائی کا ثبوت پیش کرے +

جمہوریتِ مدرسہ میں مدرسین کی حیثیت

اب رہی یہ بات کہ جمہوریتِ مدرسہ میں معلّم کے اختیارات کہاں تک باقی رہتے ہیں - اسے سکول کے انتظام میں کہاں تک دخل رہتا ہے - سو جمہوریتِ مدرسہ میں معلّم کے اختیارات و حقوق میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی - فرق صرف اس قدر ہے - کہ اب وہ اپنے بعض اختیارات کو طلبا کی معرفت کام میں لاتا ہے - پہلے تو وہ جمہوریتِ مدرسہ کے قوانین کو منظور کرتا ہے - اور اکثر اوقات ان قوانین میں یہ بات شامل ہوتی ہے - کہ معلّم کو ضروریاتِ وقتی کے لحاظ سے قوانین میں مداخلت کا پورا پورا حق حاصل ہے *

جمہوریتِ مدرسہ کے فوائد

چونکہ آئین طلبا خود بناتے ہیں - انہیں اُن پر عمل پیرا ہونا گراں نہیں گزرتا - وہ اندازِ حکومت سے آگاہ ہو جاتے ہیں - انہیں کثرتِ رائے کی اہمیت معلوم ہو جاتی ہے - وہ افسری اور ماتحتی کے فرائض کو محسوس کرنے لگتے ہیں - انہیں قانون سازی کا فن آجاتا ہے - اور اسی قسم کے کئی اور فوائد حاصل ہوتے ہیں * جمہوریتِ مدرسہ کا اصول دنیا میں سُرعت کے ساتھ مقبولیتِ عامہ حاصل کر رہا ہے -

ممالکِ متحدہ امریکہ - جاپان - جنوبی افریقہ - جنوبی امریکہ کو اس امر میں شرفِ اوّلیت حاصل ہے - کسی قدر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے - کہ والدین اور معلّمین عام طور پر اس جدید طریقے کو رواج دینے سے بہت ڈرتے ہیں - اس لئے کہ عام طبائع قدامت پرست واقع ہوئی ہیں - مگر حقیقت یہ ہے کہ اس رسمِ جدید کی بڑھتی ہوئی رَو کو محض قدامت پسند تنگ خیالی نہیں روک سکتی +

سُوالات

۱ - جمہوریّت کس قسم کی حکومت کو کہتے ہیں ؟ اس قسم کی حکومت کے فوائد اور نقصانات پر دو مختصر پیریگراف لکھو +

۲ - جمہوریتِ مدرسہ کیا چیز ہے ؟ اور اس کے فوائد کیا ہیں ؟ کیا یہ تمہارے سکول میں یہ جاری ہو سکتی ہے ؟ اگر نہیں - تو کیوں ؟

۳ - ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-

متفق - منعطف - قاصر - اہلیّت - نمائندہ - ضبط - انجام بینی مطلق العنان - حرف گیری - اہمیت - مجلسِ شورے - منافی - ضوابط - قدامت پرستی +

ایک پرانی بستی

میر — از کلیاتِ میر

۱ بستی دیکھی تو ایسی تھی آباد
کہ بیابانِ سخت[۱] سے دے یاد

۲ چار چھپّر کہیں چماروں کے
سو بھی ٹوٹے گرے بچاروں کے

۳ پھر چلو آگے تو نہیں ہے کچھ
ڈھیر سا اور جو کہیں ہے کچھ

۴ چھوٹی ٹوٹی کوئی حویلی ہے
سو بھی میدان میں اکیلی ہے

۵ ایک دو مُردے سے پڑے ہیں واں
زرد زرد ہو گئے ہیں لب بے ناں

۶ اور جو چار گھر نظر آئے
اُن کی خوبی کھُلے وہیں[۲] جائے

۷ وہ بھی کولی[۳] چمار تھے کوئی
فاقوں کے زیر بار تھے کوئی

---

[۱] - یعنی جس کا ویرانہ پن دیکھ کر صحرا یاد آتا تھا۔

[۲] - اُن کی خوبی وہاں جا کر ہی معلوم ہوتی ہے۔

[۳] - کولی ایک ادنےٰ قوم ہے جس کا کام کپڑا بننا ہے - چنانچہ کہتے ہیں۔ سُوت نہ کپاس کولی سے ٹھم لٹھا۔

۸ اس سے آگے بڑھے تو دھینور[۱] تھے
اُجڑے رنچھڑے اُنھوں[۲] کے کچھ گھر تھے
۹ صورتیں کالی سوکھے سے
سارے کنگال اور بھوکے سے
۱۰ اور آگے گئے تو تھا بازار
اس میں بنیوں کی تھیں دکانیں چار
۱۱ ایک کے پاس دال کچھ آٹا
تِس کو بھی مکھیوں نے تھا چاٹا
۱۲ ایک کے پاس جَو کچھ اور چنے
چھبڑوں[۳] میں خاک دھول ایک[۴] کنے
۱۳ چوتھا باقی رہا سو تھا کنگال
نام کو کہتے ہیں اُسے بقّال
۱۴ ایک کنجڑے[۵] پہ چار گٹھے پیاز
تِس[۶] پہ اُس کو ہزار فخر و ناز
۱۵ کیا کہوں مرچ تھی نہ اورک تھی
اس مچھندر میں کچھ تو بھڈرک[۷] تھی

---

[۱] - ماہی گیر ۔ [۲] اب کہینگے "ان کے" ۔
[۳] ٹوکروں ۔
[۴] - یعنی ایک کے پاس ۔
[۵] کنجڑے کے پاس ۔ [۶] اس ۔
[۷] - وقعت - اعتبار - خوبی ۔

۱۶ ایک دکان تھی پساری کی
اُس نے ہم لوگوں سے بھی یاری کی
۱۷ اس سے جا کر جو مانگئے ہلدی
زرد مٹی کو باندھ دے جلدی
۱۸ دیکھ کر کچھ کہو تو وہ یہ کہے
بس تم اِس بستی میں[۱] میانجی رہے
۱۹ ہاں جو کچھ ہے چلن[۲] وہ دیتا ہوں
میں بھی پیسے لگا کے لیتا ہوں
۲۰ مانگو اس سے جو مرچ یا دھنیا
دیوے تو کیسا وہ بچا دھنیا
۲۱ اس میں دو دانے اور سب کنکر
دے کاغذ میں ہاتھ لمبا کر
۲۲ مونگ چور اب نفر سے منگوایا
لال مرچیں کٹی ہوئی لایا
۲۳ اور اشیا یہیں سے کریئے قیاس
آگے جاتا نہیں کہا مجھ پاس[۳]

۱؎ - یعنی اگر تم ہر چیز میں ایسی ہی مین میخ نکالو گے - تو اس بستی میں تم رہ چکے +
۲؎ - یہاں جو چیز بکتی ہے - میں وہی تم کو دے رہا ہوں +
۳؎ - اب کہینگے مجھ سے +

سُوالات

۱- کوئی ویران بستی جو تم نے کبھی دیکھی ہو - اُس پر دو پیرگراف کا ایک جواب مضمون لکھو +

۲- ذیل کے الفاظ اپنے فقروں میں استعمال کرو :-
کنگال - کُنجڑہ - پساری - قیاس - بھدرک - گنے +

مغرور جُوتا

مَیں اپنے ٹوٹے ہوئے جُوتے کو اُتار رہا تھا- کہ اُس نے اَور دانت نکال دئے[1] اور میں ایسا جھنجلایا - کہ اُسے نوچ کے پھینک دیا - میری یہ متکبرانہ برہمی اُسے ناگوار سی گزری - اور زبان حال سے بولا - میرا قصور ؟ میں نے بے پروائی سے کہا - ع - کفش چوں دنداں[2] نماید مے کنند از پاے دور - اُس نے کہا - خیر آپ کو میری ضرورت نہیں رہی ہے - تو نکال دیجئے - مگر یوں ذلیل کر کے تو نہ نکالئے -

---

[1] - اس کے معنی دانت نکال کر ہنسنا اور جوتے کا پھٹ جانا بھی ہیں +

[2] - یعنی جوتا جب پھٹ جائے تو اُسے اُتار پھینکتے ہیں +

اُس کے غرور پر مجھے ہنسی آگئی - اور کہا - کیا دُنیا میں تجھ سے بھی زیادہ ذلیل کوئی چیز ہے ؟ تو انسان کے اسفل ترین حصۂ جسم سے وابستہ ہے - ہر وقت پاؤں سے کچلا اور روندا جاتا ہے - اور ہمیشہ راستے کی نجاستوں میں آلودہ ہوتا رہتا ہے - تہذیب کی صحبتوں میں تیرا گزر نہیں ہو سکتا - صفائی کی محفلوں میں گھسنے نہیں پاتا - ہم جب کبھی کسی احسان فراموش کو دیکھ کے کہتے ہیں - کہ یہ ہماری ہی جوتیوں کا صدقہ ہے - اس وقت تجھے انتہا درجے کی نفرت سے دیکھتے ہیں - اور ہماری بیوی نے کل جو ناراض ہو کر "میری جوتی کی نوک سے"[1] کہا تھا - تو اُس نے تجھے حد سے زیادہ حقیر خیال کیا تھا - تو یہ بھی نہیں دیکھتا کہ جسے بکمال درجہ ذلیل کرنا ہوتا ہے اُسے تیری مار ماری جاتی ہے ؟ اور تیری ایک ہی نتیجہ چوٹ بھی اپنے تیر و سنان اور شمشیر و خنجر کے ہزار جاں ستاں زخموں سے زیادہ ناگوار گزرتی ہے ؟ یہ سب کیوں ؟ اس لئے کہ تو نہایت ہی حقیر اور حد سے زیادہ ذلیل ہے - لیکن باوجود اِن سب باتوں کے تجھے بے حیائی سے اپنی عزت کا خیال ہے +

---

[1] - بلا سے - نہایت حقارت کے ساتھ اِنکار کرنے کے موقع پر عورتیں بولتی ہیں +

میں سمجھتا تھا۔ کہ یہ باتیں اس سرکش جوتے کو خاموش کر دینگی۔ مگر اُس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور بولا۔ یوں تو آپ کو اختیار ہے۔ کہ اپنے نزدیک جسے چاہیں معزز خیال کریں اور جسے چاہیں ذلیل کریں۔ لیکن خدائی فیصلہ آپ کی تجویز اور مرضی سے نہیں ہو سکتا۔ خدا نے ہر شخص اور ہر چیز کو اپنے مقام پر ایک فضیلت اور خصوصیت عطا کی ہے۔ جس پر وہ جس قدر فخر و ناز کرے۔ بجا ہے لیکن اُس پر آپ کی طرح کسی کو اترانا نہ چاہیئے۔ مجھ میں اگر کوئی ذلت کی بات ہے۔ تو وہ آپ کی بدولت ہے۔ آپ اپنے گھر میں مجھے ذلیل سمجھا کریں۔ لیکن میں اپنی جگہ پر غور کرتا ہوں۔ تو اپنے میں کوئی ذلت و حقارت کی بات نہیں پاتا۔ میں جس چیز سے بنا ہوں۔ اُسی سے آپ کا جسم بنا ہے۔ یہی زندگی۔ یہی نرمی۔ یہی حس اور یہی خوبی جو آپ کی کھال میں ہے۔ کبھی مجھ میں بھی تھی۔ یہی غذائیں جو روز آپ کا جزوِ بدن ہوا کرتی ہیں کبھی میرا جزو بھی ہوا کرتی تھیں۔ مرنے کے بعد میری حالت سے آپ سے اچھی ہی رہی۔ میں تو سڑنے گلنے سے بچ کے آپ کے پاؤں کا لباس بن گیا آپ کی کھال میں اگر نفع رسانئ خلق کا کوئی مادہ

شاید ہو بھی۔ تو اس مستعار زندگی ہی تک ہے۔ مرنے کے بعد آپ کے جسم کے کسی حصّے کو خلق اللہ کی خدمت کا کوئی موقع ملے۔ اِس کی ہرگز امید نہیں۔ ممکن تھا کہ مَیں ایک پُرتکلف ٹوپی کا استر بن کے آپ کے سر پر جا پہنچتا۔ ممکن تھا کہ مَیں پوستین کی صورت میں نمودار ہو کے آپ کے جسم سے لپٹ جاتا۔ ممکن تھا کہ مَیں ایک پیٹی بنتا اور آپ کی کمر میں بندھا رہتا۔ اور ممکن تھا کہ مَیں کوئی اَور ایسی خوبصورت چیز بن جاتا جسے آپ نہایت عزیز رکھتے"۔

جُوتے کی اِن واعظانہ باتوں سے مَیں دل میں کانپ گیا۔ مگر یہ اچھا نہ معلوم ہُوا کہ ایک ذلیل شے سے قائل ہو جاؤں۔ جواب دیا "اِن صورتوں میں سے جو صورت ہوتی۔ ویسی ہی تمہاری قدر و منزلت بھی کی جاتی۔ مگر اب تو تم ایک جوتے ہو اور ٹوٹے ہوئے جُوتے! ایسی حالت میں عزّت کا نام لیتے تمہیں شرم نہیں آتی"؟ مگر وہ جوتا بھی کچھ ایسا جھنجلایا ہُوا تھا۔ کہ کسی طرح جان نہ چھوڑی اور کہا "میں تو جُوتا ہونے میں بھی اپنی توہین و تذلیل کی کوئی وجہ نہیں پاتا۔ جوتا ہونے سے کیا کوئی ذلیل ہو جاتا ہے؟ اگر میں آپ کے بادشاہ یا

کسی معمولی حاکم ہی کا جوتا ہوتا - تو آپ زمین پر سر رکھ کے مجھے چومتے ۔ اگر میں آپ کے مرشد یا کسی ولی اللہ کا جوتا ہوتا - تو آپ مجھے باوجود شکستگی کے آنکھوں سے لگاتے - اگر میں آپ کے اُستاد یا کسی دوسرے بزرگ کا جوتا ہوتا - تو آپ اپنی سعادت مندی تصور کر کے مجھ سیدھا کرتے - اب آپ ہی فرمائیے - کہ جوتا ہونے سے میری کیا آبرو گھٹ گئی ؟ ہاں اس بات کو میں البتہ مان لونگا کہ آپ کے ایسے ناحق شناس انسان کی پاپوش بننے سے میری عزت جاتی رہی - اور مجھ میں ذلت و حقارت جو کچھ ہے - آپ سے ملنے - آپ کے پاس آنے اور آپ کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے ہے" +

اب گفتگو نے ایسی صورت اختیار کر لی تھی - کہ اپنی کمزوری ظاہر ہونا تو درکنار - مجھے یہ نظر آ رہا تھا - کہ میرا ہی جوتا مجھے کمال بے باکی سے ذلیل کر رہا ہے - برہمی کے ساتھ کہا "تیری حقارت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے - کہ حضرت موسٰے[1] جب مقدس دربار الٰہی میں پہنچے - تو حکم ہوا - کہ اپنی جوتیاں اُتار ڈالو" جوتے نے کہا - بے شک اِس مقام پر جناب موسٰے کو جوتیاں اُتارنی پڑیں - مگر جس منزل تک وہ

[1] - حضرت موسٰے آگ کی تلاش میں ایک جنگل میں جا رہے تھے - کہ انہیں پیغمبری عطا ہوئی - اس وقت انہیں جوتیاں اتارنے کا حکم ملا +

جوتیاں پہنے چلے گئے - اور جہاں تک میرا اُن کا ساتھ رہا - وہاں تک آپ تو کیا ہیں بڑے بڑے آئمۂ دین کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی - ذاتِ وحدت کی قربت میں ضرورت تھی - کہ حضرت موسےٰ دُنیا کی تمام نمائشوں سے مُعرّے ہو جائیں - جوتیاں تو جوتیاں وہاں تو اُنہیں ہمارے کپڑے اُتار ڈالنا چاہئے تھے - اِس میں اول تو میری ذلّت نہیں ہوئی - اور جو ہوئی بھی - تو آپ کے مقابلے میں نہیں - آپ سے افضل ہی ہوں" +

آخر میں نے تنگ آ کے پوچھا - کیا تو سچ مچ اپنے آپ کو مجھ سے افضل و اعلےٰ سمجھتا ہے یا یہ فقط تیری سخن پروری ہے؟ اُس نے کہا - "سخن پروری اور ضِد اِنسان کے صفات ہیں - اور اِنسان کے سوا ساری مخلوق اِن سرکشانہ صفات سے مبرّا ہیں - رہا اپنی بڑائی اور فضیلت کا خیال - تو وہ نفس پرستی کا تقاضا ہے - اور خدا نے مجھے اِس مرض سے محفوظ رکھا ہے - اپنے مخلوقیت کے فرائض ادا کرنے کی دُھن میں کبھی مجھے اس مسئلے پر غور کرنے کی فرصت ہی نہیں ملی - میں کیا جانوں کہ آپ افضل ہیں یا میں؟ ہاں ایک بات البتہ خیال میں آتی ہے - مگر آپ شاید بُرا مانیں

یا نہ مانیں" میَں نے گھبرا کے پوچھا۔ "وہ کون سی بات ہے؟ جواب ملا۔ کہ "اپنے فرائض زندگی کو جو شخص جتنی زیادہ عمدگی و مستعدی سے بجا لائے۔ اُسی قدر اُسے افضل ہونا چاہیئے"۔ میں نے کہا۔ بے شک! میری زبان سے بے شک کا لفظ سُنتے ہی وہ ایک جوشِ مسرت کے ساتھ بولا۔ "اچھا تو پھر میں آپ سے افضل ہوں۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اپنے فرائض ادا کرنے میں کبھی مَیں نے کوتاہی نہیں کی۔ مَیں آپ کے سپرد کیا گیا تھا۔ اور دربارِ الٰہی سے آپ کے یہاں میرا تقرر ہوُا تھا۔ آپ نے جب اور جو کام لینا چاہا۔ مَیں نے عذر نہیں کیا۔ آپ بُرے کاموں کے لئے گئے۔ ایذا رسانی اور مخلوق کو آزار پہنچانے کے لئے روانہ ہوئے۔ اور ہمیشہ مجھے پہن کے گئے۔ میری طرف سے آپ کی فرماں برداری میں ذرا بھی کمی ہوئی ہو تو فرمائیے؟ آپ مجھے پہنے ہوئے نجاستوں میں چلے گئے۔ کانٹوں اور پتھروں میں گھُس گئے۔ مجھے ان باتوں سے تکلیف ہوئی۔ مگر مَیں نے اطاعت سے مُنہ نہ موڑا آپ کی رفاقت میں مجھے حد درجے کی بے نفسی سے کام لینا پڑا۔ نیکی اور بدی کی طرف سے اپنے آپ کو بالکل بے حِس کر لینا پڑا۔ غرض میں نے ہر طرح

کی مصیبتیں جھیلیں۔ مگر آپ کی نافرمانی نہیں کی۔ اب اس کے مقابلے میں آپ اس کا ثبوت دیں۔ کہ آپ بھی اپنے فرائضِ زندگی کو بے عذر و بے تامّل ادا کرتے رہے۔ اور کبھی آپ سے اِن مقاصدِ زندگی کے بجا لانے میں قصور نہیں ہُوا۔ اگر آپ اسے ثابت کر دیں۔ تو گو کہ اِس سے صرف میری آپ کی مساوات ثابت ہوگی۔ مگر مَیں آپ کو اپنے سے افضل مان لونگا۔ ورنہ بندہ نواز قصور معاف آپ ہزار بڑھ بڑھ کے باتیں بنائیں۔ مَیں آپ سے اچھا ہوں"۔

اب میں بالکل لاجواب تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ اُس کے یاد دلانے سے زندگی بھر کے گناہ اور قصور میری آنکھوں کے سامنے پھر رہے تھے۔ کمال بے اختیاری سے قبول کر لینا پڑا۔ کہ "میں ہارا اور تم جیتے۔ واقعی تم مجھ سے ہزار درجے بہتر ہو۔ اور میں نے جو تمہاری تحقیر کی۔ اُسے معاف کرو۔"

سوالات

۱۔ جُوتے اور اس کے مالک کی گفتگو کے آخری حصّے کو جو ادائگی فرائض کے متعلق ہے۔ اپنے الفاظ میں لکھو۔

۲ - ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-
متکبرانہ - اسفل - سناں - جاں ستانی - فضیلت - نفع رسانی - مستعار - آئمۂ دین - سخن پروری - مساوات ۔

۳ - برہمی - دانت نکال دینا - وابستہ - قائل - توہین - رسائی ہونا - معرّا - افضل - مبرّا - لاجواب - ان کے معنی بتاؤ - اور انہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو ۔

حالی

جہلِ مرکّب

از مسدسات حالی

1 کسی نے یہ بقراطؔ سے جا کے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا
کہا دُکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا
کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اُس کو ہذیان سمجھیں

۲ سبب یا علامت گر اُن کو سمجھائیں
تو تشخیص میں سَو نکالیں خطائیں
دوا اور پرہیز سے جی چرائیں

ؔ - ایک یونانی حکیم تھا ۔

یونہیں رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائیں
طبیبوں سے ہرگز نہ مانوس ہوں وہ
یہاں تک کہ جینے سے مایوس ہوں وہ

۴ یہی حال دنیا میں اس قوم[ل] کا ہے
بھنور میں جہاز آ کے جس کا گھرا ہے
کنارہ ہے دور اور طوفاں بپا ہے
گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہیں لیتے کروٹ مگر اہلِ کشتی
پڑے سوتے ہیں بے خبر اہلِ کشتی

سُوالات

۱- اس نظم کے مضمون کو سلیس اردو نثر میں لکھو ÷
۲- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ - اور انہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو :-
تُھنک - ہذیان - تشخیص - مانوس ÷
۳- دوسرے بند کے معنی سلیس اُردو میں لکھو ÷

ل - مراد یہاں مسلمانوں سے ہے - مگر حبِّ وطن اور جذباتِ قومی کے لحاظ سے قریب قریب تمام ہندوستانیوں کی یہی حالت ہے ÷

شیر شاہ سوری

ہندوستان کے شاہانِ سلف میں سب سے زیادہ شیر شاہ انتظامِ ملکی کی لیاقت رکھتا تھا۔ باوجود اِس کے کہ اُس نے بہت تھوڑی مدت یعنی صرف پانچ برس فرمانروائی کی۔ اور ان ایام میں بھی برابر لڑائی میں مصروف رہا۔ لیکن اس پر بھی جس قدر عمدہ اور مفید آئین و قوانین اُس نے ایجاد کئے۔ جس کثرت سے رفاہِ عام کے کام اُس کے عہد میں ہوئے۔ اس کی کوئی نظیر ہندوستان کی تاریخ میں آج تک نہیں ملتی۔ اس زمانے میں ریل و تار اور امن و امان نے ہر قسم کی سہولت پیدا کر دی ہے۔ لیکن اگر نظرِ انصاف سے دیکھا جائے۔ تو ہندوستان کے کسی وائسرائے نے بھی اپنے پنج سالہ عہدِ حکومت میں شیر شاہ کے برابر قوانین ایجاد نہیں کئے۔ نہ کسی ایک کے عہد میں اس قدر رفاہ عام کے کام ہوئے۔ ہندوستان کے مورّخ جو خاندانِ تیموریہ کی رعایا اور نمک خوار تھے۔ اُس پر غصبِ سلطنت کا الزام لگاتے ہیں۔ علامہ ابوالفضل[1] اپنے زورِ قلم سے اس کے تمام عمدہ قوانین

[1] - اکبر کا وزیر - مصنف آئین اکبری

کا موجد علاؤ الدین[1] خلجی کو قرار دیتے ہیں۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ خود علامہ نے جن پھولوں سے آئینِ اکبری کو سجایا ہے۔ وہ سب شیر شاہ ہی کے خیابانِ انتظام میں کھلے تھے۔

شیر شاہ کا اصلی نام فرید خاں تھا۔ اُس کا دادا ابراہیم خاں سلطان بہلول لودی کے عہد سلطنت میں گھوڑوں کی سوداگری کرتا تھا۔ سکندر لودی کے زمانے میں ابراہیم خاں نے جمال خاں حاکم جون پور کی ملازمت اختیار کی۔ اُس کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا حسن خاں جانشین ہوا۔ اور اپنی لیاقت و کاردانی سے ترقی پا کر پانسو سواروں کا افسر ہوگیا۔ سہسرام اور ٹانڈا جاگیر میں پایا۔ یہیں شیر شاہ پیدا ہوا۔ اور عین شباب کے عالم میں اپنے باپ سے ایک بات پر رنجیدہ ہو کر جون پور چلا گیا۔ اور جمال خاں کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیلِ علم میں مشغول ہوا اور نہایت شوق اور ذوق سے علم حاصل کیا باپ نے جب بیٹے کو ہونہار دیکھا۔ تو بلا بھیجا۔ مگر یہ نہ گیا آخرکار خود جونپور آ کر نہایت اصرار سے بیٹے کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اور اپنی جاگیر کا مختار کر کے سہسرام کو روانہ کیا۔ شیر شاہ نے نہایت اچھی طرح جاگیر

[1] بادشاہ ہندوستان ۔

کا انتظام کیا۔ اور باپ کے مرنے کے بعد اُسے
وراثت میں پایا۔ اسی عرصے میں سلطان بابر نے
ابراہیم لودی[1] سے ہندوستان چھین لیا۔ لودی خاندان کا
ایک امیر بہار کا حاکم تھا۔ سلطان محمود کا خطاب اختیار
کر کے خود مختار ہو بیٹھا۔ شیر شاہ اس کی ملازمت میں
حاضر ہو کر عمدہ خدمتیں بجا لایا۔ ایک دن شکار گاہ
میں نہایت مردانگی دکھائی۔ اور تلوار سے شیر کا شکار
کر کے شیر خاں کا خطاب پایا۔ کچھ عرصہ بعد شیر خاں
سلطان محمود سے کسی بات سے بدگمان ہو کر اُس کے
پاس سے چل دیا۔ اور بابری امیر جنید برلاس کی
خدمت میں حاضر ہو کر خاص تقرب حاصل کیا۔ اور
اُسی کے ذریعے سے بابر کے دربار میں باریابی حاصل
کی۔ یہاں مغلوں کا رنگ ڈھنگ دیکھ کر اس کی
اولوالعزمی نے جوش مارا۔ اور دل میں جہانبانی کے
خیالات پیدا ہونے شروع ہوئے۔ اکثر اپنے یاروں
سے کہا کرتا۔ کہ تمام مغل عیش و عشرت میں ڈوبے
ہوئے ہیں۔ اور آج کا کام کل پر موقوف
رکھتے ہیں۔ اگر میری قوم ساتھ دے۔ تو میں مغلوں
کو ہندوستان سے اس طرح نکال دوں۔ جیسے دودھ

[1] بادشاہ دہلی۔ بابر نے اسے پانی پت کے میدان میں شکست
دی تھی۔

سے مکھی کو نکال پھینکتے ہیں۔ اُس کے دوست اِن باتوں پر ہنستے تھے۔ ایک دن شیرخاں جنید برلاس کے ساتھ دعوت شاہی میں شریک ہُوا۔ بابر بلا کا قیافہ شناس تھا۔ اُس کے تیور دیکھتے ہی پہچان گیا کہ آفت کا پرکالہ ہے۔ فوراً قید کا حکم دیا۔ جنید نے عرض کی۔ کہ اگر جہان پناہ اِسے قید فرمائینگے، تو دربار میں پٹھانوں کی آمد و رفت بالکل بند ہو جائیگی۔ بابر یہ سُن کر چُپ ہو رہا۔ اگرچہ تمام گفتگو ترکی زبان میں ہوئی تھی۔ مگر شیر خاں طرزِ کلام سے کل مطلب سمجھ گیا/ اور اُس دربار میں ٹھیرنا مناسب نہ سمجھ کر پھر بہار کے حاکم کے پاس جا پہنچا۔ وہاں اُس نے ایسا اِقتدار پیدا کیا۔ کہ سلطان محمود کے مرنے کے بعد خود بہار کا مالک بن بیٹھا۔ اور قرب و جوار کے علاقوں اور قلعوں کو فتح کر کے ۹۴۵ھ میں تمام بنگالہ اور پٹنہ پر قابض ہو گیا۔ سلطنت کا شوق تو مدّت سے اُس کے دِل میں لہرا رہا تھا۔ بابر کے مرنے کے بعد جب اُس نے دیکھا۔ کہ ہمایوں اور اُس کے بھائی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ اور وہ اور اُن کے تمام اُمرا آرام طلب اور عیش پسند ہیں تو اُس نے بادشاہی علاقے پر ہاتھ مارنا شروع کیا۔ اور تمام افغانوں کے دلوں میں اتفاق کے ساتھ قومی

ترقی اور ہمت و حوصلہ کی روح پھونک کر انہیں ایسا جری بنا دیا۔ کہ جدھر کا رُخ کیا۔ کامیابی نے خوش آمدید، کا گیت سُنایا۔ آخر کئی خونریز معرکوں کے بعد شیر خان نے ہمایوں کو ہندوستان سے نکال باہر کیا۔ اور ۱۵۴۰ء میں محض اپنی قوتِ بازو سے کل سلطنت ہند کا مالک ہو کر شیر شاہ کے لقب سے تخت نشین ہُوا۔ اور اگرچہ مرگِ بے ہنگام نے اسے پانچ سال سے زیادہ سلطنتِ ہند کا نظم و نسق نہ کرنے دیا۔ مگر اس قلیل زمانے میں اُس کے فلاحِ عامہ کے ایسے ایسے کام کئے۔ انصرامِ سلطنت کے ایسے ایسے نادر اصول باندھے کہ مشکل سے کوئی بادشاہ ہوگا۔ جس نے اپنی پنجاہ سالہ حکومت میں بھی اس سے زیادہ یادگاریں چھوڑی ہوں۔ پندرہ برس امارت اور سلطنت کے حاصل کرنے میں صرف ہوئے۔ صرف پانچ برس سرسبزی کی بہار دیکھی۔

شیر شاہ کی منصف مزاجی زبان زد خاص و عام ہے۔ اُس کا قول تھا۔ کہ عدل و سلطنت کی بُنیاد ہے۔ اُس نے جابجا عدالت کی کچہریاں قائم کیں۔ اور خود عدالت کا ایسا دلدادہ تھا۔ کہ جب کوئی ستم رسیدہ اُس کے دربار میں آتا۔ تو سب کام

چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوتا۔ اور ظالم کو خواہ وہ اُس کے بیٹوں۔ عزیزوں یا امیروں ہی میں سے کیوں نہ ہوتا۔ بغیر سزا دئیے نہ چھوڑتا۔ وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا۔ کہ بادشاہوں کے ظلم و غفلت اور ارکانِ دولت کی رشوت ستانی نے مجھے بادشاہ بنایا ہے +

راہزنی اور چوری کے انسداد کے واسطے شیرشاہ نے یہ قانون بنایا تھا۔ کہ اگر چور اور راہزن مع مال کے گرفتار نہ ہوں۔ تو جس قدر مال چوری گیا ہو۔ اُس کی قیمت اُس مقام کے مقدم سے دلائی جائے جہاں چوری یا راہزنی واقع ہوئی ہو۔ اگر مقام کے تعین میں اختلاف ہو۔ تو چاروں حدود کے مقدموں سے چوری کا معاوضہ دلایا جائے۔ گرفتاری کی حالت میں چوروں کو قانونِ اسلام کے مطابق سزا دی جائے۔ اگر کوئی قتل ہو۔ اور قاتل پکڑا نہ جائے۔ تو عامل مقدموں کے ذریعے سے اس کا پتا لگائیں۔ ایک مرتبہ اٹاوے کے قریب قتل ہوا۔ مقامِ قتل کی نسبت کہ کس کی حد میں ہے۔ مقدموں میں جھگڑا تھا۔ جب قاتل کا پتا نہ چلا۔ تو یہ مقدمہ شیر شاہ تک پہنچا۔ بادشاہ نے خفیہ طور سے دو آدمی تعین کئے۔ کہ مقام متنازعہ پر پہنچ کر ایک درخت کاٹیں۔

اور جو شخص اُن کو منع کرے۔ اُس کو گرفتار کر کے دربار میں بھیج دیں۔ جب یہ دونو آدمی وہاں پہنچے۔ اور درخت کاٹنا شروع کیا۔ تو ایک مقدم نے آکر روکا۔ وہ گرفتار کر کے بادشاہ کے روبرو لایا گیا۔ شیرشاہ نے اُس سے کہا۔ کہ اتنے فاصلے پر ایک درخت کے کٹنے کی تو تجھے خبر ہو گئی۔ مگر ایک آدمی کے گلا کٹنے کی خبر نہ ہوئی۔ حکم دیا۔ کہ اس گاؤں کے تمام مقدم قید کیے جائیں۔ اگر وہ تین دن کے اندر قاتل کو پیش نہ کریں۔ تو اس کے عوض میں وہ قتل کیے جائینگے۔ آخر دوسرے ہی دن قاتل کا پتہ چل گیا۔ اور مقدموں نے قید سے رہائی پائی۔ اس سخت گیری کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُس کے عہد میں رہزنی یا دیگر جرائم کا ارتکاب بہت کم ہو گیا۔

شیرشاہ کو زراعت کی افزائش اور حفاظت کا بہت خیال تھا۔ اس کا حکم تھا۔ کہ میری سلطنت میں ہر سال پیمائش ہو۔ اسی پیمائش کے بموجب جنس کی صورت میں مالگزاری وصول کی جاتی تھی۔ اُس نے تمام ملک کو پرگنوں میں تقسیم کیا تھا۔ ہر پرگنے کے واسطے ایک قانونگو مقرر تھا۔ پرگنے کا تمام زراعتی حساب کتاب اُس کے ذمے تھا۔

ایک امیر - ایک شقدار - ایک خزانچی - ایک کارکن ہندی نویس - ایک فارسی نویس ہر پرگنے میں متعین تھے - ہر سرکار میں ایک صدر شقدار اور ایک صدر الصدور رہتا تھا - کہ عمال کے مظالم و بیداد سے رعایا کو بچاتے رہیں - سال دو سال کے بعد عاملوں کا تبادلہ ہو جاتا تھا - لشکر کے کوچ کی حالت میں بادشاہ بذات خود زراعت کی حفاظت کرتا - اگر کسی سپاہی سے ذرا بھی زراعت کا نقصان ہوتا - تو اُس کو نہایت سخت سزا دیتا تھا - اگر کسی مجبوری سے زراعت پامال ہوتی - تو اُس کا کافی معاوضہ دیا جاتا تھا - دشمن کے ملک میں بھی زراعت کے پامال کرنے یا رعایا کے اسیر کرنے کی اجازت نہ تھی - اُس کا مقولہ تھا - کہ رعیت بے گناہ ہوتی ہے - وہ ہمیشہ فریق غالب کی اطاعت کرتی ہے - پس اُس کو تباہ کرنا اپنا نقصان کرنا ہے - یہی وجہ تھی - کہ دشمن کے مُلک میں بھی اُس کے لشکر کو ہر قسم کی رسد کثرت سے مل جاتی تھی - اور اُس کا مُلک ایسا سرسبز و شاداب تھا - کہ قحط کا تو کیا ذکر - کبھی غلّے کی گرانی بھی نہیں ہوئی ؞

شیر شاہ کے قوانین میں سے ایک یہ بھی تھا - کہ سوداگروں اور مسافروں کی ہر طرح سے خاطرداری

کی جائے - اگر کوئی تاجر مرجائے - تو اُس کے مال میں دست اندازی نہ کی جائے - اور جہاں تک ممکن ہو- وارثوں کو تلاش کر کے اُن کے پاس پہنچا دیا جائے - تمام مُلک میں صرف دو جگہ مالِ تجارت پر محصول وصول کیا جاتا تھا - جب بنگال کی طرف سے سوداگر آتا - تو گڑھی (سیکری گلی) میں - اور جب خراسان کی طرف سے آتا - تو سرحد پر محصول لیا جاتا تھا - درمیان میں کسی کا مقدور نہ تھا - کہ کسی قسم کا محصول وصول کرے - بادشاہ اور امرا بھی بازار کے نرخ سے مال خریدتے تھے - بادشاہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا - ؎

بزرگاں مسافر بجاں[1] پرورند
کہ نام نکوشاں بعالم برند

ہندوستان میں سب سے پہلے علاؤالدین خلجی نے جاگیر کا طریقہ موقوف کر کے فوج کو نوکر رکھا - اور داغ[2] کا ضابطہ نکالا - فیروز شاہ تغلق کے عہد میں پھر جاگیریں مل گئیں - شیر شاہ نے اپنے زمانے

---

[1] بزرگ مسافر کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں - کیونکہ وہ اُن کا نام دنیا میں مشہور کرتا ہے +

[2] سپاہی کے گھوڑے پر گرم لوہے سے داغ لگا دیتے تھے +

میں داغ کے آئین کو تازہ کیا - اور فوج کی جاگیریں موقوف کر کے تنخواہیں مقرر کیں - وہ اپنے سپاہیوں کو بہت عزیز رکھتا تھا - اُس کی فوجیں ممالک محروسہ کی مختلف چھاؤنیوں میں متعین رہتی تھیں - اور اُن کا تبادلہ ہوتا رہتا تھا - قلعہ رہتاس گڑھ - بہرہ کھنڈ شیر گڑھ - شیر گوہ وغیرہ کئی قلعے تعمیر کرائے - اور کہا کرتا تھا - کہ اگر زندگی نے وفا کی - تو ہر سرکار میں مناسب مقام پر ایک ایک قلعہ تعمیر کراؤنگا +

شیر شاہ کو خیرات اور رفاہِ عام کا بے حد خیال تھا - فقرا - مساکین - محتاجوں کے واسطے لنگر خانے جاری تھے - جہاں اُن کو لذیذ کھانے ملتے تھے - ان لنگر خانوں کا خرچ پانسو اشرفی روزانہ تھا - اندھے - لولے - لنگڑے - بُڈھے - بیوہ اور مریض عورتیں سب کے نقد وظیفے مقرر تھے - مشائخین - علما اور طلبا کی مدِ معاش مقرر تھی - اس کا دستر خوان خدائی دستر خوان تھا - کہ جس کا جی چاہے آئے اور کھائے - مسافروں کے آرام کے واسطے اُس نے چار بڑی سڑکیں بنوائی تھیں - ایک قلعہ رہتاس (پنجاب) سے سُنار گاؤں (بنگالہ) تک جو چار ماہ کا راستہ تھا - دوسری آگرے سے بُرہان پور (دکھن) تک - تیسری آگرے سے جودھ پور اور چتوڑ تک - چوتھی لاہور سے ملتان تک - ان سڑکوں پر

دو رویہ کھرنی اور آم وغیرہ کے درخت تھے - دو دو کوس کے فاصلے پر سرائیں موجود تھیں - جن میں ہندو اور مسلمانوں کے قیام کے واسطے جدا جدا انتظام تھا - ہر سرائے میں مسلمانوں کے واسطے مسجد - امام - موذن پانی کی سبیل - خدمت کے واسطے خدمتگار - ہندوؤں کے واسطے برہمن موجود رہتا تھا - ایک ایک نقارہ - دو دو ڈاک کے گھوڑے ہر سرائے میں رہتے تھے - جب بادشاہ دسترخوان پر بیٹھتے - فوراً نقارہ بجتا تھا - اُس کی آواز سُن کر برابر کی سراؤں میں نقارہ بجتا چلا جاتا تھا - اُسی وقت مسلمانوں کو پکّا پکایا کھانا اور ہندوؤں کو دال - آٹا - گھی وغیرہ تقسیم ہوتا تھا - گھوڑے یا بیلوں کے واسطے دانہ وغیرہ بھی مفت ملتا تھا - ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعے سے شاہی خبریں اور مراسلات دور دراز مقامات پر بھی بہت جلد پہنچ جاتے تھے +

فوجی قلعوں کے علاوہ جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے شیر شاہ نے دارالخلافت دہلی میں جمنا کے کنارے نیا شہر آباد کیا - اور اُس میں دو قلعوں کی تعمیر کا حکم دیا - قلعہ حاکم نشین شیر منڈل کے نام سے موسوم تھا - اب اُس کا کوئی نشان باقی نہیں - دوسرا قلعہ تیار نہ ہونے پایا تھا - کہ شیر شاہ نے انتقال کیا -

دہلی کے پُرانے قلعے کی مشہور عمارت جہاں نُما جو شیر منڈل کے نام سے مشہور ہے - اور خوشنما مسجد اور درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی چار دیواری شیر شاہ کی یادگار سے ہیں +

ان آئین و قوانین کے علاوہ جن کا حال اوپر بیان کیا گیا ہے - اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے قوانین شیر شاہ کی یادگار ہیں - مثلاً چودھری - میر محلہ اوّل اوّل شیر شاہ ہی نے مقرر کئے تھے - سکّے میں بھی بہت کچھ اِصلاح کی - اور ٹنکہ کا نام بدل کر روپیہ رکھا - جو اسی نام سے اب تک مستعمل ہے - شیر شاہی روپیہ اور پیسہ زمانۂ سلف کے سب سکوں سے زیادہ خوبصورت ہیں +

شیر شاہ کے دامن شہرت پر ایک بد نما دھبّہ قلعہ رائے سین کے محصورین کے قتل کا ہے - جس کی کوئی قابلِ اطمینان وجہ معلوم نہیں ہوتی - اس کی اصلیت یہ ہے - کہ رائے سین کا قلعہ سلہدی راجہ کے بیٹے پورن مل کے تصرّف میں تھا - جسے بہادر شاہ گجراتی کے عہد میں بڑا اختیار اور اقتدار حاصل تھا ۹۵۰ھ میں شیر شاہ نے اس کا اس کا محاصرہ کیا - محصورین نے تنگ آ کر چند شرطوں پر اطاعت کر لی - اور قلعہ شیر شاہ کے حوالے کر دیا - شیر شاہ نے اپنے قول

کے خلاف سب کو قتل کرا دیا - ممکن ہے - کہ اس وعدہ شکنی کی کوئی خاص وجہ ہو - جس سے ہم لاعلم ہیں +

~~۹۵۲ھ~~ میں شیر شاہ نے قلعہ کالنجر کا محاصرہ کیا اثنائے محاصرہ میں ایک دن وہ خود ایک مورچے پر کھڑا تھا - باروت کے گولے قلعے میں پھینکے جا رہے تھے ایک گولہ دیوار قلعہ پر لگا اور ٹکرا کر مورچے میں آیا - پاس ہی اور گولوں کا ڈھیر لگا ہؤا تھا - دفعتہً سب بھڑک اُٹھے - سینکڑوں سپاہی اور سردار جل کر کباب ہو گئے - شیر شاہ بھی جھلس گیا - کبھی ہوش میں آجاتا تھا - کبھی بیہوش ہو جاتا تھا - مگر جب آنکھ کھولتا للکار کر حملے کا حکم دیتا - جو کوئی سردار اُسے دیکھنے آتا - اُس سے کہتا - یہاں کیوں آئے ہو - کیا قلعہ فتح ہو گیا ؟ لوگ صندل اور گلاب چھڑکتے تھے - مگر موت کی تپش تھی - کسی طرح ٹھنڈی نہ ہوئی - شیر شاہ بار بار فتح کی خبر پوچھتا تھا - ادھر کسی نے فتح کی خوشخبری سُنائی - اُس نے الحمدللہ کہا - اور فوراً طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا - ہزاروں حسرتیں دل کی دل ہی میں رہ گئیں +

شیر شاہ کی نسبت مشہور ہے - کہ جب وہ آئینہ دیکھتا - تو کہا کرتا - افسوس شام[۱] کے وقت مجھ کو

[۱] - یعنی بڑھاپے میں ملی +

باد شاہی ملی - ۵

امید بستہ بر آید ولے چہ فائدہ زانکہ
امید نیست کہ عمر گزشتہ باز آید[1]

شیر شاہ کا مقبرہ سہرام میں ہے - یہ ہندوستان کی عمدہ اور خوش نما عمارتوں میں شمار ہوتا ہے - اور افغانی عہد کی ہنرمندی کا قابل قدر نمونہ ہے ؛

سوالات

۱- شیر شاہ کے اوائل عمر کے حالات اپنے الفاظ میں بیان کرو ؛

۲- شیر شاہ نے مسافروں کے آرام کے لئے جو انتظامات کئے اُنہیں ایک پیراگراف میں بیان کرو ؛

۳- شیر شاہ کے عدل و انصاف کی کوئی مثال تمہیں معلوم ہو اُسے اپنے الفاظ میں لکھو ؛

۴- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ ؛

سلف - آہنی - غصب - خیابان - تقرب - باریابی - ضابطہ متائخ - موسوم - قفس عنصری ؛

---

[1] امید ممکن ہے پوری ہو جائے - لیکن اس سے کیا فائدہ کیونکہ اس کی اُمید نہیں کہ گذری ہوئی عمر واپس آئے ؛

سپاہی کا خواب

از کلام محروم

۱ دورِ افق پہ گرنے لگے پھاہے شام
دینے لگی صدائے بگل[۱] امن کا پیام
پہرے پہ مستعد جو کواکب[۲] ہوئے تمام
فرشِ زمیں پہ لشکریوں نے کیا قیام
جو تھک گئے تھے مائلِ خوابِ گراں ہوئے
گھائل جو تھے وہ ملکِ عدم کو رواں ہوئے

۲ میں[۳] بھی گیاہِ خشک کے بستر پہ سو گیا
روشن وہیں الاؤ[۴] پئے دفعِ گرگ تھا
دی تھی وہ آگ ہم نے سرِ شام ہی جلا
لاشیں نہ کھوئی جائیں یہ تھا اس سے مُدعا
آدھی بجی تو خواب وہ دیکھا کہ واہ رے
تا صبح تین بار وہ آیا نظر مجھے

---

۱ - یعنی بگل بجی اور سپاہیوں کو حکم ہوا - کہ وہ آرام کریں۔
۲ - یعنی جب ستارے نکل آئے +
۳ - ایک سپاہی اپنا خواب بیان کر رہا ہے +
۴ - یعنی بھیڑیوں کو لاشوں سے دور رکھنے کے لئے آگ جلا رکھی تھی - الاؤ آگ کے ڈھیر کو کہتے ہیں +

۳ دیکھا کہ دُور ہوں میں صفِ کارزار سے
صحرا کو کاٹتا ہوں کسی رہگزار[۱] سے
ظاہر اثر خزاں کا ہے ہر شاخسار سے
سورج عیاں ہوا ہے ابھی کوہسار سے
اور مَیں رواں[۲] ہوں جانبِ کاشانۂ پدر
لیتا ہے وہ بلائیں مری رہ میں آن کر

۴ جب کھیت وہ سہانے نظر پڑے
جو سیرگاہ تھے مری فصلِ شباب کے
بے اختیار دوڑ پڑا فرطِ شوق سے
نقشے پُرانے سب مری نظروں میں پھر گئے
آواز بکریوں کی وہی تھی چٹان پر
جاری وہی تھے گیت کساں کی زبان[۳] پر

۵ پہنچا میں اپنے گھر جو بصد شوق بیقرار
مِل مِل کے مجھ سے روتے تھے احباب زار زار
وعدہ کیا کہ اب میں نہ جاؤں گا زینہار
سب سے بطورِ عہد پیا جامِ خوشگوار
بچّوں نے چُوم چُوم کے بتلائیں اُلفتیں
بیوی نے آہ کھینچ کے کیں دکھ منتیں

---

۱ - یعنی کسی پگ ڈنڈی کے راستے صحرا کو عبور کر رہا ہوں ۔
۲ - یعنی باپ کے گھر کی طرف دوڑتا جا رہا ہوں ۔
۳ - یعنی وہی پُرانے گیت جو میں بچپن میں سُنا کرتا تھا ۔

۶ للہ اب نہ جاؤ یہاں سے یہیں رہو
کافی سہے ہیں رنج بلا میں نہ اب پھنسو
جھیلی ہیں سختیاں بہت - آرام بھی تو لو
میں خستہ جان بھی سُن کے یہ بولا کہ جو کہو[1]
لیکن نمودِ صُبح نے مجھ پر ستم کیا
بیوی تھی وہ نہ بچے نہ وہ یار و آشنا

سُوالات

۱ - سپاہی کا خواب اپنے الفاظ میں بیان کرو +
۲ - مستعد - کواکب - الاؤ - کاشانہ - فرطِ شوق - ان الفاظ کے معنی بتاؤ +

خطوط - اپنے بیٹے کے نام

مولوی نذیر احمد — از موعظہ حسنہ

خط نمبر ۱

کیوں جی کانپور میں کہاں کالج ہے؟ البتہ وہ ملتقیٰ ہے حد ریلوں کا - اور غدر میں جو انگریز مارے گئے۔

لہ - یعنی جو کہو وہی کرونگا +

اُن کا میموریل گارڈن[1] وہاں بنا ہے - بٹھور ایک قصبہ ضلع کانپور میں ہے - وہ بڑا تیرتھ ہے - راجہ رامچندر نے وہیں علم حاصل کیا - اور وہاں ہر سال بڑا میلہ ہوتا ہے - الہ آباد میں گنگا جمنا کا سنجوگ[2] ہے - اکبر کا قلعہ وہاں اور آگرے میں مشہور ہے +

خلاصہ یہ ہے کہ میں نے تمہارے جواب پسند نہیں کئے - اب جو نمبر تم کو وہاں کے ممتحن دیں - اُن سے مجھ کو ضرور اطلاع دو اور لکھو کہ تم اپنی کلاس میں کیسے رہے ؟ بڑا گُر یہ ہے - کہ جو پڑھو - تحقیق سے پڑھو اور یاد رکھو - خصوصاً گرامر کہ یہ جس قدر ضروری ہے - اُسی قدر تم اس سے بے پروائی رکھتے ہو - ایک بڑا خوف یہ ہے - کہ لکھ کر نظر ثانی کرنے کی تمہاری عادت نہیں - ہم لوگ تو اپنے جوابوں کے مسودے لے آتے تھے - اور اُن کو کتابوں سے لاکر ملا لیتے تھے بھلا خیر اگر تضیقِ وقت کی وجہ سے مسودہ نہ کر سکو - تاہم جواب کو تو بغور دیکھنا ضرور ہے - میں تم کو کسی قدر معذور بھی سمجھتا ہوں - کیونکہ یہ تمہارا پہلا امتحان تھا - یقین ہے - کہ انشاءاللہ تمہارے آیندہ امتحان عمدہ ہونگے - بشرطیکہ امتحان کا بُرا ہونا یا کسی

---

[1] - باغ جو بطور یادگار بنا ہے +

[2] - ملنے کی جگہ +

ہم جماعت سے گھٹ کر رہنا تمہارے نزدیک موجب بے غیرتی ہو۔ بھئی میرا تو یہ حال تھا۔ کہ امتحان بگڑا تو مدتوں مجھ کو ملال رہتا تھا۔

خط نمبر ۲

آٹھویں جماعت جس میں تم کو رعایتاً چڑھا دیا گیا۔ وہ جماعت ہے۔ جس میں تم کو میں سال گزشتہ داخل کرنے والا تھا۔ شاید تم کو معلوم نہ ہُوا ہو۔ مگر مجھ کو تمہارا ساتویں میں داخل ہونا پسند نہ تھا۔ تعجب ہے۔ کہ تم آٹھویں کا نام سُن کر گھبراتے ہو۔ رعایتی ترقی محمود ترقی نہیں ہے۔ ؎

حقّا کہ با عقوبتِ[لہ] دوزخ برابر است
رفتن بہ پائمردئ ہمسایہ در بہشت

لیکن اگر تم آٹھویں میں نہ گئے ہوتے۔ تو مجھ پر سخت صدمہ ہوتا۔ اور میں تم کو دہلی میں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

برخوردار! محنت سے جان چُرانا تو طالب علم کا

لہ۔ یعنی اچھی ترقی۔

کہ۔ ہمسائے کی مدد سے بہشت میں جانا ایسا ہی تکلیف دہ ہے۔ جیسا کہ دوزخ میں پڑنا۔

کام نہیں ہے۔ اور پھر یہ بھی کوئی محنت ہے۔ خدا کے فضل سے ہر طرح کے آرام کے ساتھ گھر میں رہنا اور پڑھنا؟ وہ بھی بندگانِ خدا ہیں۔ جو دن بھر کلہاڑی چلاتے۔ سڑک کوٹتے۔ دوڑتے۔ راتوں کو جاگتے۔ بوجھ ڈھوتے ہیں۔ ہزار شکر ہے۔ کہ شاقہ محنت میں مبتلا نہیں کئے گئے۔ محنت ایک امرِ اضافی ہے۔ اِس کا مفہوم متعین نہیں۔ ایک کام زید کے واسطے محنت کا ہے۔ مگر شاید خالد کے حق میں وہ کامل آسائش کا موجب ہے پس جس کو تم نے محنت سمجھا۔ کیا تم جیسے اور تم سے بہتر ہزاروں لاکھوں اس کو نہیں کرتے۔ افسوس ہے۔ کہ تم اس کو محنت کہو۔ ارے بابا! اگر یہ محنت بھی ہے۔ تو ساری عمر کا آرام۔ ساری عمر کی خوشحالی۔ ساری عمر کی آبرو اس محنت کے طفیل سے حاصل ہوگی۔ ایک ظریف کا مقولہ ہے۔ کہ جینا تو جینا۔ بے محنت مرنا بھی نہیں ہو سکتا ؛

مجھ کو تمہارے اس کہنے پر بڑی ہنسی آئی۔ کہ تاریخ جغرافیہ سب مضمونوں میں مشکل ہے۔ میں تو ان دونوں کو قصہ کہانی سمجھتا ہوں۔ البتہ بل یہ پڑتا ہے۔ کہ کتاب پڑھتے وقت عبارت پر تو لحاظ ہوتا ہے۔ حاصل مطلب کی طرف توجہ نہیں

ہوتی - ورنہ اگر ہر آدھے یا پورے صفحے کے بعد آنکھ بند کر کے غور کر لیا جائے - کہ اتنے کا خلاصۂ مطلب کیا ہؤا - تو ممکن نہیں کہ واقعات مستحفظ نہ رہیں - جغرافئے کی جان ہے نقشہ - ایک مکمل نقشہ منگوا لو - اور ایسے موقع پر لٹکا دو - کہ تھک کر بیٹھے - تو نقشہ سامنے ہو - بار بار دیکھتے دیکھتے یاد ہو جاتا ہے - کہ فلاں شہر کہاں ہے اور وہ ندی یا پہاڑ کدھر واقع ہے - اگر تمہاری تاریخ چند روز کے لئے مجھ کو ملے - اور میں اُس کا اُردو میں خلاصہ کر دوں - یا سوال جواب بنا دُوں - اور تم اُس کو یاد کر لو - پھر فیل ہو جاؤ تو میرا ذمّہ +

حساب - جبر و مقابلہ - اقلیدس البتّہ سوچ بچار اور مشق و مہارت کے کام ہیں - میں نے تم کو کسُورِ عام اور کسُورِ اعشاریہ تک پڑھا دیا تھا - اور جتنا تمُ نے حساب و جبر و مقابلہ مجھ سے سیکھا تھا - وہ ساتویں جماعت میں کامیاب ہونے کو کافی تھا - لیکن مصیبت یہ ہے - کہ تمُ نے نہ تو یہاں جی لگایا - نہ وہاں لگاتے ہو +

میں نے تم کو متواتر لکھا - کہ بشیر ہر کتاب کو سبقِ روزمرہ تک یاد کرتے جاؤ - لیکن دُنیا میں

باپ ہونا بات کو بے وقعت کرتا ہے۔ تم نے کہا نہیں
تو دل میں خیال کیا۔ کہ اس کی تو عادت ہے۔
اسی طرح کے خط لکھا کرتا ہے +

خط نمبر ۳

لوگ ایسا خیال کرتے تھے۔ کہ انگریزی تعلیم رفتہ
رفتہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک کر دیگی۔ لیکن
علی الرغم التوقع[۱] چند سال سے دیکھتے ہیں۔ کہ دونو
قوموں میں اُلٹی ایک طرح کی مخاصمت سی پیدا ہوتی
جاتی ہے۔ اگر یہ مخاصمت صرف طرفین کے عوام
میں ہو۔ تو کچھ پروا کی بات نہیں مگر افسوس ہے
کہ تعلیم یافتہ اور انلائٹنڈ[۲] لوگوں کے دلوں میں تکدر
آگیا ہے۔ یہ باہمی نفاق اگر جڑ پکڑ گیا۔ ممکن نہیں
کہ ملک کو پنپنے دے۔ اس فتنہ خوابیدہ کو بیدار
کیا ہے تاریخوں نے۔ جو سرکاری مدارس کے کورس[۳]
میں داخل ہیں۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا ہے
کہ بعض مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں کے ساتھ
ظالمانہ مدارات کی۔ لیکن کس قوم کی شخصی سلطنت میں

۱ہ - خلاف اُمید +

۲ہ - روشن خیال +

۳ہ - نصاب +

(اور سلطنت بھی بزور شمشیر حاصل کی ہوئی) ایسی مثالیں نہیں ہیں۔ اور اگر بعض مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں پر ظلم کیا ہے۔ تو بعض نے (اور یہ بعض اُن بعض ظالموں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہیں) ہندوؤں کے ساتھ سلوک بھی ایسے ایسے کئے ہیں۔ کہ کسی گورنمنٹ نے غیر مذہب کی رعایا کے ساتھ نہ کئے ہونگے۔ مسلمانوں کی سلطنت میں ظلم متوارث ہوتا۔ تو آج ہندو دوا کو بھی ڈھونڈے نہ ملتے۔ مجھ سے اور سر رشتۂ تعلیم کے کسی افسر سے اگر کبھی ملاقات کا اتفاق ہؤا۔ تو میں ضرور اُس سے کہ کر رہونگا۔ کہ ایسی تاریخیں ہٹاؤ یا بہ فرمائش بنواؤ اور مدارس میں پھیلاؤ کہ یہ دونو قومیں پچھلی نااتفاقیوں کو بھلا کر آئندہ صلح کاری سے زندگی بسر کریں۔ مگر میری کون سنیگا خدا کرے گورنمنٹ کو خود ہی سوجھ پڑے +

خط نمبر ۴

یہ خیال کرنا بڑی بے انصافی اور ہٹ دھرمی کی بات ہے کہ دوسری قوموں کے رسم و رواج عموماً لغو و بیہودہ ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر بے انصافی اور ہٹ دھرمی کی بات یہ ہے۔ کہ کسی دوسری قوم کے آدمی سے نفرت کی جائے۔ یا اُس کو نظر حقارت سے

دیکھا جائے صرف اس وجہ سے کہ وہ دوسری قوم کا ہے۔ ہم کو ہندوؤں کے ساتھ بڑا قوی تعلق ہے جس کی لوگ کیسی عمدہ تشبیہ دیتے ہیں۔ کہ ہمارا ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہمارا اُن کا ایک جگہ رہنا سہنا۔ ملنا جلنا۔ لین دین پشت ہا پشت اور سینکڑوں برس کا ہے۔ ہم آپس میں لڑیں یا جھگڑیں۔ رُوٹھیں یا بگڑیں۔ مگر کہلائینگے ہندوستانی ہم دونو کے اغراض ایسے مشتبک[1] اور وابستۂ یکدگر ہیں۔ کہ ہم کسی طرح ایک دوسرے سے چھُوٹ نہیں سکتے۔ پس ہم دونو کا مفاد اسی میں ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ ایک دوسرے کی طرف سے دل صاف رکھیں ؀

ہاں تو مَیں ہندوؤں کے چند رواج بیان کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے گائے بیل کی بزرگ[2] داشت سے چلو۔ اُن منفعتوں پر نظر کرو۔ جو بنی نوع انسان کو اِس جانور سے پہنچتی ہیں۔ تو دنیا کا کوئی جانور اتنا کار آمد نہیں۔ سب پر مقدّم کاشت کاری کہ اس میں جتنے کام مشقّت کے ہیں۔ بنامہا[3] اسی جانور

[1] ملے جُلے ؀

[2] خدمت گزاری۔ خبر گیری ..

[3] سب کے سب ؀

سے لئے جاتے ہیں - سواری - بار برداری - دودھ - گھی - یہاں تک کہ مرے پیچھے بھی ہڈی - چمڑا - سینگ - کوئی چیز بے مصرف نہیں - میں سمجھتا ہوں کہ جس شخص نے ہندوستان میں اس جانور کی بزرگ داشت کا قاعدہ جاری کیا - بڑا ہی دانشمند اور عاقبت اندیش ہو گزرا ہے - اس نے ملکی ضرورت پر نظر کی - اور یہ بھی سمجھا کہ تاوقتیکہ داخلِ احکامِ مذہبی نہ کی جائے - پوری پوری بزرگ داشت ممکن نہیں ÷

اسی طرح گنگا جمنا کی تعظیم بھی بے اصل نہیں - میں اپنے نفس پر قیاس کرتا ہوں - کہ مجھ کو بجنور کے تعلّق سے گنگا کے ساتھ ایک اُنسِ خاص ہے - جب کبھی اُدھر کا اتفاق ہوتا ہے - پیاس نہ بھی ہو - تو بے اختیار اُس ہاضم اور شفاف اور سرد پانی کو جی چاہنے لگتا ہے + کئی بار ایسا بھی ہوا کہ نماز کا وقت نہیں ہے اور میں ٹھیرا رہا ہوں - کہ دریا کے پانی (گنگا جل) سے (اشنان نہیں) وضو کر کے دو رکعت پڑھ لوں تو چلوں - ہندوستان کی کروڑوں بیگھے زمین گنگا اور جمنا سے سیراب ہوتی ہے - معلوم ہے کہ پانی محاسنِ قدرت میں سے ہے اور لوگ مصنوعی تالابوں اور نہروں سے جی خوش کر لیتے ہیں - تو کیا گنگا جمنا اُن سے بھی گئی گزری

ہوئیں ؟ ملک کی گرمی اور آب و ہوا کے لحاظ سے ہندوؤں میں ہر روز کے غسل (اشنان) کا قاعدہ بھی پسند کرنے کے قابل ہے +

یورپ میں ڈاکٹروں کا اگر اجماع نہیں - تو غلبہ رائے اس طرف ضرور ہے کہ انسان کو خدا نے گوشت کھانے کے لئے نہیں بنایا - کیونکہ اس کام کے لئے نہ تو اُس کے دانت مناسب ہیں نہ معدہ - کیونکہ گوشت خور جانوروں کے معدے میں ایک قسم کے تیزاب کی تولید ہوتی رہتی ہے - جو گوشت کو خوب ہضم کرتا ہے - انسان کے معدے میں اُس تیزاب کے پیدا کرنے کی بھی صلاحیت نہیں - یہ ہے ماخذ وجی ٹیرین[1] لوگوں کا جو ہمارے مُلک کے ہندوؤں کی طرح گوشت نہیں کھاتے + اور یورپ میں یوماً فیوماً زیادہ ہوتے جاتے ہیں - ایک بار اخبار میں نظر سے گزرا - کہ امریکہ کے ڈاکٹروں نے بہ دلائل ثابت کیا ہے - کہ آدمی کا جھوٹا آدمی کو طبعاً مضر ہے +

غرض کسی قوم - کسی ملک کا مبتذل سے مبتذل رواج بھی مصلحت سے خالی نہیں - ہاں ممکن ہے - کہ لوگ اِس میں کچھ مبالغہ کرنے لگے ہوں - یا لوگوں کی حالت بدل جانے سے اُس میں ترمیم کی ضرورت

[1] - نبات خور +

حمل حرکت ۔۔۔ ۱۰۰ ۔۔۔

ہو - ان دنوں کے انگریزی خوانوں کا عام رجحانِ طبع ہے کہ اپنے مُلک کی ہر چیز کو حقارت سے دیکھتے ہیں - انہی کے بے جا تعصب اور نادانی کی دلیل ہے ٭

مدت کی بات ہے - گورکھپور میں کچھ دنوں شہر کی صفائی کا چارج میرے پاس رہا - ولایت سے صفائی کے متعلق ایک کتاب نئی آئی تھی - صاحب کلکٹر نے مجھ کو دی - کہ دیکھو اس میں سے شاید کوئی بات اخذ کرنے کی ہو - میں نے اس کو پڑھا - تو معلوم ہوا - کہ ایک کمیشن[۱] بیٹھی تھی - اس بات کے دریافت کرنے کے لئے سلب عفونت کی آسان تدبیر کیا ہے - اہل کمیشن نے فرانس - قسطنطنیہ - عرب مصر - ہندوستان - غرض تمام اطراف و اکناف میں برسوں تحقیقات کی - آخر کار ثابت ہوا - کہ مٹی بالخاصہ دافع عفونت ہے - وہ کتاب جو صاحب نے مجھ کو دی تھی - اُس کمیشن کی رپورٹ تھی - اُس کے پڑھنے سے مجھ کو دو خیال پیدا ہوئے - اول تو انگریزوں کی تلاش کہ ایک ذرا سی بات کے لئے اس قدر زحمت - دوسرے جو بات اس قدر تحقیقات کے بعد دریافت ہوئی - اب سے تیرہ سَو برس پہلے ہمارے پیغمبر صاحب کو معلوم تھی - اور

[۱] کسی خاص امر کی تحقیقات کے لئے کمیٹی ٭

اُنہوں نے مٹّی کو طاہِرؔ[1] طہور فرمایا ٭

سُوالات

۱- اپنے ایک دوست کو خط لکھو - جس میں ہندو مسلمانوں کے نفاق کے اسباب بتاؤ ٭

۲- گائے کی نگہداشت - گنگا - جمنا کا احترام - ان کے وجوہ پر ایک پیرگیراف لکھو ٭

۳- دوسرے خط کے مضمون کو اپنے الفاظ میں بیان کرو ٭

۴- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-
معذور - مخاصمت - متوارث - مشتبک - محاسن - تولید - اجماع - مضر - بتندل - عفونت - سلیب - مرادف - شاقہ - مستخفظ ٭

پھُول کی فریاد

شوق قدوائی — از منتخبات نظمِ اُردو

۱ کیا خطا میری تھی ظالم تو نے کیوں توڑا مجھے
کیوں نہ میری عمر ہی تک شاخ میں چھوڑا مجھے
۲ جانتا گر اِس ہنسی[2] کے دردناک انجام کو

---

[1] : پاک اور پاک کرنے والی ٭
[2] - پھُول کے کھلنے کو ہنسی سے تشبیہ دی ہے - پھُول جب کھلتا ہے - تو توڑ لیا جاتا ہے ٭

ہیں ہوا کے گدگدانے سے نہ ہنستا نام کو
۳ شاخ نے آغوش میں کس لطف سے پالا مجھے
تو نے مَلنے کے لئے بستر پہ لا ڈالا مجھے
۴ میری خوشبو سے بسائیگا بچھونا رات بھر
صبح ہو گی تو مجھے تُو پھینک دیگا خاک پر
۵ پتّیاں اُڑتی پھرینگی منتشر ہو جائیں گی
رفتہ رفتہ خاک میں مِل جائینگی کھو جائیں گی
۶ تو نے میری جان لی دم بھر کی زینت کے لئے
کی جفا مجھ پر فقط تھوڑی سی فرحت کے لئے
۷ دیکھ میرے رنگ کی حالت بدل جانے پہ ہے
پتّی پتّی ہو چلی ہے اب مُرجھانے پہ ہے
۸ جس کی رونق تھا میں بے رونق وہ ڈالی ہو گئی
حیف ہے بچّے سے ماں[1] کی گود خالی ہو گئی
۹ تتلیاں بے چین ہونگی جب نہ مجھ کو پائینگی
غم سے بھونرے روئینگے اور بلبلیں چلّائینگی
۱۰ دودھ شبنم نے پلایا تھا رلا وہ خاک میں
کیا خبر تھی یہ کہ ہے بے رحم گلچیں تاک میں
۱۱ مہر کہتا ہے مری کرنوں کی سب محنت گئی
ماہ کو غم ہے کہ میری دی ہوئی رنگت گئی

---

[1] - ڈالی کو ماں اور پھول کو بچّہ قرار دیا ہے *

١٢ دیدۂ حیراںؔ ہے کیاری باغباں کے دل پہ داغ
شاخ روتی ہے کہ ہے ہےؔ گُل ہُوا میرا چراغ
١٣ میں بھی فانی تو بھی فانی سب ہیں فانی دہر میں
اک قیامت ہے مگر مرگِ جوانی دہر میں
١٤ شوقؔ کیا کہتے ہیں تو سُن لے سمجھ لے مان لے
دل کسی کا توڑنا اچھا نہیں تو جان لے

سُوالات

١- اس نظم کے مضمون کو نثر میں ادا کرو۔
٢- دوسرے پانچویں اور تیرھویں شعر کے معنی بتاؤ۔

دل ہی تو ہے

خان بہادر شیخ عبدالقادر — از انتخاب مخزن

(ترجمہ از فرانسیسی)

وکلائے شہر میں موسیو مارگے کی فصاحت کی دھوم تھی۔ پہلے یہ شخص وکالت کرتا تھا۔ لیکن بعد میں

۱۔ کیاری جو پھول سے خالی ہو گئی ہے۔ اُسے دیدۂ حیران قرار دیا ہے۔
۲۔ پھول کو چراغ قرار دیا ہے۔ گُل ہونا کے معنی بجھنا ہیں۔

سرکار کی طرف سے ایڈوکیٹ[1] جنرل مقرر ہوگیا۔ جب کبھی عدالت سشن میں کوئی بھاری مقدمہ پیش ہوتا تھا۔ تو ملزم کے خلاف تقریر اسی کے سپرد ہوتی تھی اُس کی گونجتی ہوئی آواز مشہور تھی - اور اس کی تقریر کی گرمی اور جوش نہایت پُر تاثیر تھا معززین شہر جو بطور جیوری[2] کے ملزم کی قسمت کا فیصلہ کرنے بیٹھے تھے۔ ہمیشہ اس کی تقریر سے متاثر ہوجاتے تھے۔ اب کُتا ہونے سے پیشتر وہ ایک اثر حاضرین پر ڈال لیتا تھا۔ اُس کی صورت گویا اس ذلت مجسّم انتقام ہوتی تھی - جس کا فرض تھا۔ کہ مُلک کو جرم سے پاک کر دے - قانون تعزیرات کے عملدرآمد کرانے والے وزیر دولت کا جامہ اسے خوب زیب دیتا تھا۔ اُس کا عدالت کے کمرے میں آکر اپنی کرسی پر بیٹھنا ملزم کے حواس باطل کر دیتا تھا۔ خود دوسرے وکلا اُس کی لیاقت کے قائل تھے۔ اور سمجھتے تھے - کہ موسیو مارگے کو خدا نے اُس فصاحت کا جو فنِ وکالت کے لئے درکار ہے - خاص حصہ دیا ہے ÷

[1] - سب سے بڑا سرکاری وکیل ÷

[2] - چند اشخاص جو مقدمے کو سُن کر جج کو بتاتے ہیں - کہ آیا ملزم قصوروار ہے یا نہیں ÷

موسیو مارگے اپنی تمام ہمت اس خدمت میں صرف کرتا تھا - اور اپنی قوت کا استعمال اس سختی کے ساتھ کرتا تھا - کہ گویا اُس کو نرم دلی اور رحم سے کچھ واسطہ ہی نہیں - ضابطۂ فوجداری ہاتھ میں لئے وہ ہر ملزم کے متعلق حکمِ مناسب لگا دیتا تھا - اور رحم کو اس معاملے میں بالکل دخل نہیں دیتا تھا - اُس کی یہ عادت اِس حد تک بڑھی ہوئی تھی - کہ کسی نے کبھی اُس کو ہنستے نہیں دیکھا تھا - اُس کی روزمرہ زندگی ہر قسم کی تفریح سے خالی تھی - اور سب خوشیاں چھوڑ کر وہ کام میں محو تھا - لوگ اس کی عزت کرتے تھے - لوگ اس سے ڈرتے تھے - اور یہ جانتے تھے - کہ جس بات پر اڑ جائے - کبھی اُس سے ٹلنے والا نہیں - مگر حقیقت یہ تھی - کہ موسیو مارگے کو ایک ایسی مصیبت کا سامنا ہو چکا تھا - جس کا صدمہ اُسے اندر ہی اندر کھائے جاتا تھا - اور اس لئے وہ چاہتا تھا - کہ سخت محنت سے اپنے غمِ جانکاہ کو کسی قدر گھٹا دے * ابتدائے عمر میں اس کی شادی ایک جوان شریف عورت سے ہوئی تھی - جس پر وہ دل سے فدا تھا - خدا نے اس بیاہ سے ایک لڑکا دیا - جو ماں باپ دونو کی آنکھ کا تارا تھا - اُن کی جوانی کی خوشی اور اُن کے بڑھاپے کی

امید۔ مگر شامتِ اعمال سے لڑکا بگڑ گیا۔ اور اس مایوسی نے باپ کا یہ حال کر دیا۔ شاید باپ کی طبیعت کی قدرتی سختی بھی کسی حد تک لڑکے کی خرابی کا باعث ہوئی ہو۔ کبھی کبھی یہ سوال مارگے کے دل میں کھٹکتا تھا۔ مگر پھر اُسے یہ خیال آتا تھا۔ کہ ماں کی طبیعت کی کمزوری لڑکے کے چلن کے بگڑنے کا باعث ہوئی ہو گی۔ لیکن ایسے واقعات کے صحیح اسباب کون بتا سکتا ہے۔ اور ذمہ داری کا ٹھیک حصّہ دریافت ہونے کا کونسا ذریعہ ہے

موسیو مارگے نے لڑکے کی نافرمانی سے تنگ آکر اس کی اصلاح کی یہ تدبیر سوچی تھی۔ کہ اُسے جہاز پر معمولی ملاحوں میں نوکر کرا دیا جائے۔ تاکہ جہاز کی زندگی کی سختیاں اُس کی سرکشی کا علاج بنیں اور جو طبیعت گھر میں ہر طرح کی کوشش سے راہِ راست پر نہیں آسکی۔ وہ جہاز والوں کے احکام کی پابندی سے مائل بہ اطاعت ہو جائے۔ اُس نے جب لڑکے کو اپنا یہ فیصلہ سنایا اور کہا۔ کہ تمہیں جانا پڑیگا۔ تو لڑکا ناچار بادلِ ناخواستہ گھر سے نکل پڑا۔ مگر سخت اندوہگین تھا۔ اور غم و غصّے سے جل رہا تھا۔ ماں کی ممتا مشہور ہے۔ لڑکے کو رخصت کرتے وقت زار زار رونے لگی۔ مگر لڑکے کا دل اِس بدسلوکی سے

پتھر ہو گیا تھا - اُس نے نہ ماں کے آنسوؤں کی پروا کی - اور نہ اُن نصائح کی جو باپ نے وقتِ رخصت ضروری سمجھیں - دل ہی دل میں کچھ ارادہ کیا اور چل دیا - جہاز کی سختی اس سے کہاں جھیلی جاتی - پہلے ہی مقام پر جہاں جہاز کنارے لگا - اُتر کے سیر کو گیا - اور پھر واپس نہ آیا - اس دن سے برابر مفقود الخبر تھا - چھ سال گزر گئے اور باپ کو معلوم تک نہ تھا کہ مر گیا یا جیتا ہے ۔

اوّل اوّل ماں باپ دونو بیٹھے اپنی اس بدقسمتی پر افسوس کیا کرتے تھے - کبھی بیٹے کو کسی مصیبت میں مبتلا تصور کرتے تھے - کبھی ڈرتے تھے - کہ کسی قید خانے میں ہوگا - کبھی کہتے تھے - کہ کاش یقیناً معلوم ہو جاتا کہ مر ہی گیا ہے - چار آنسو تو بہا لیتے - اس کشمکش اور قلبی تکلیف نے آخر ماں کی جان لی ماں کو دمِ واپسیں تک بیٹے کی یاد تھی - خاوند کو جو آخری وصیت کی - یہ تھی :-

"اُسے معاف کر دو" ۔

لڑکا پہلے جا چکا تھا - بیوی یوں رخصت ہوئی - اور بیچارہ موسیو مارگے ہمیشہ کے لئے ان کا ماتم کرنے کو رہ گیا - اس حالت میں کام میں دل لگانا اور سخت محنت کرنا ہی اُس کے درد کا درماں تھا -

اور اس لئے وہ کام میں اس قدر مصروف رہتا تھا +

آج بھی حسب معمول موسیو مارگے کاغذات کا پلندا بغل میں دبائے کچہری کو گیا - دِل میں مضمونِ تقریر سوچتا جاتا تھا - کہ قتل کے اُس مقدمے میں جو عدالت کے سامنے پیش ہونے کو ہے - اور جس کا شہر بھر میں بہت چرچا تھا - یہ باتیں کہنی چاہیئیں + اس مقدمے کی شہرت کا زیادہ تر باعث یہ ہؤا - کہ قاتل نے عدالت میں اپنا نام بتانے اور ارادۂ جُرم کی وجہ بیان کرنے سے قطعی انکار کیا - سَشن کے کمرے میں لوگ صبح سے مقدمہ سُننے کے لئے جمع تھے - اتنے میں چوکیدار نے اعلان کیا "عدالت بیٹھتی ہے" - اور افسرانِ سَشن سُرخ چغے پہنے کمرے میں داخل ہوئے - موسیو مارگے اُن کے پیچھے پیچھے تھا - وہ آتے ہی اپنی کُرسی پر بیٹھ گیا - اور بغیر اِدھر اُدھر دیکھنے کے حسبِ عادت اپنے کاغذات میں مصروف ہوگیا - تاکہ فرد قرارداد جُرم کی تیاری میں اگر کچھ کمی رہ گئی ہو - تو پوری ہو جائے - اور سرکار کی طرف سے مقدّمہ اور مضبوط ہو جائے - اتنے میں مُلزم بھی داخل ہؤا - ایک جوان خوش پوش آدمی عین عالم شباب میں جس کی ظاہری حالت معمولی مجرموں سے بالکل علحدہ تھی +

صدرِ عدالت نے سوال کیا۔ "تمہارا کیا نام ہے"؟
ملزم۔ "میں پیشتر بھی اس سوال کا جواب دینے سے انکار کر چکا ہوں۔ میرا سر آپ کی عدالت کے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہے۔ لیکن یہ میرا عزم مصمم ہے۔ کہ میں راز فاش کئے بغیر مرونگا۔ میرا نام ہرگز کسی کو معلوم نہ ہوگا"۔

اس آواز سے موسیو مارگے کانپ اُٹھا۔ کیونکہ اُس کے کان اِس آواز سے آشنا تھے۔ اُس نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا۔ تو اُسے معلوم ہوا۔ کہ بدقسمت ملزم اُس کا گمشدہ لڑکا ہے۔

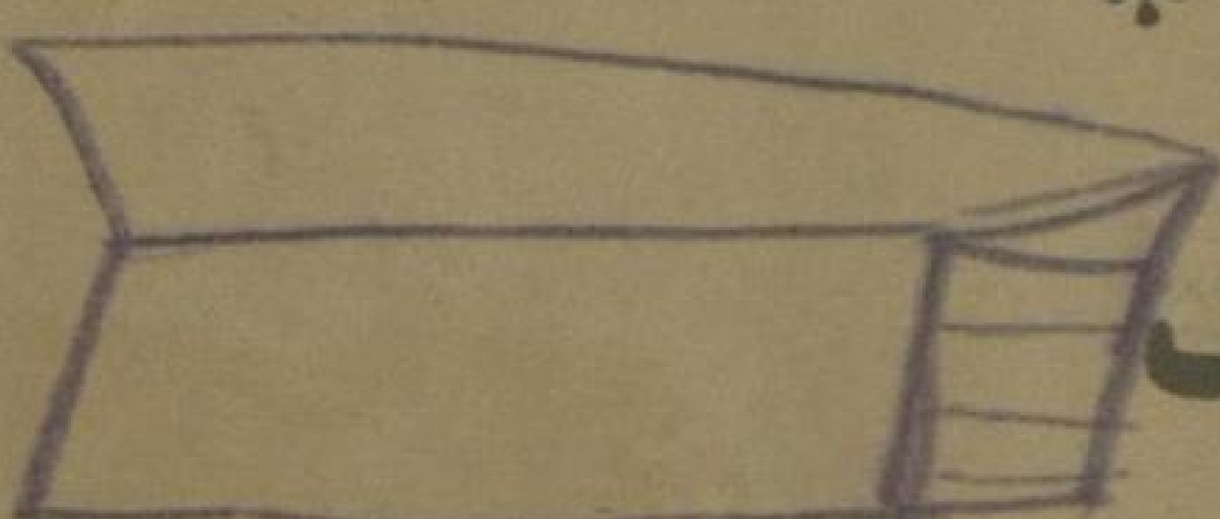
اُدھر ملزم نے بھی اپنے باپ کو پہچان لیا۔ اور اس کا دل بھی بے اختیار بھر آیا۔ بچپن کے آرام کے دن اُس کی آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔ ماں باپ کی ان دنوں کی نازبرداریاں یاد آئیں۔ اور ماضی و حال کا یہ تضاد اس قدر گراں گزرا۔ کہ اُسے غش آگیا۔

نوجوان کو اُٹھا کر باہر لے گئے۔ اور مقدمہ ملتوی ہوگیا۔ لوگ بھی اس غیر متوقع حادثے سے متاثر ہوکر گھروں کو چل دئے۔ اور سوچتے جاتے تھے۔ کہ دیکھیں اس عجیب مقدمے کا انجام کیا ہوتا ہے۔

ایڈوکیٹ جنرل اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ تو اُس

کے قدم ڈگمگا رہے تھے - اور اس سے چلا نہیں جاتا تھا ÷
کمرے کا دروازہ اندر سے بند کیا - اور اپنے سر کو اپنے دونو ہاتھوں سے دبا کر کرُسی پر بیٹھ گیا - دل سے پوچھنے لگا - کہ کیا کیا جائے - مدعی بن کر بیٹے کا جرم خود ثابت کرنا اور اُس کی جان لینا تو اُسے صاف ناممکن نظر آیا - البتہ یہ خیال آیا - کہ چُپکے سے کوئی عذر کر کے کسی کو یہ راز بتائے بغیر یہ مقدمہ کسی اور وکیل کے سپرد کر دے - مگر مہر پدری نے خانۂ دِل سے آواز دی کہ بیٹا اگر بچ سکے - تو کسی طرح اسے بچانا چاہئے - اس کی تائید بس اُسے اُس مرنے والی کی آخری وصیّت یاد آئی - کہ "اُسے معاف کر دو" - ان الفاظ کا یاد آنا تھا - کہ اسے اور سب کچھ بھول گیا نہ یہ خیال رہا - کہ لڑکے کے کیا کیا قصور تھے - نہ یہ کہ اب وہ کس جُرم کا ملزم ہے - اتنا ہی یاد رہ گیا - کہ "میں باپ ہوں - وہ بیٹا ہے" - اور وہ ایڈوکیٹ جنرل جو سنگ دل مشہور تھا - زار و زار رونے لگا - اور طبیعت ذرا سنبھلی - تو اُٹھا - اور اس نے بے پس و پیش نوکری سے اپنا استعفا لکھ کر عدالت میں بھیج دیا - اب کیا تھا - آزاد تھا - اور اپنی مرضی کا مالک - اس نے معمولی وکیل کا لباس زیب تن کیا اور یہ لفظ کہے :-

اے میری پیاری بیوی ! اے مرنے والی ! جس کی یاد میں میں آج تک ماتمی ہوں ۔لے ۔بس تیرے حکم کی تعمیل کرتا ہوں ۔میں نے اُسے معاف کر دیا۔ اور میں اُس کی طرف سے وکالت کرنے کے لئے عدالت کے روبرو جاتا ہوں ÷



سوالات

۱- اس قصّے کو مختصر طور پر اپنے الفاظ میں بیان کرو ÷

۲- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-

فصاحت - قائل - مفقود الخبر - تضاد - غیر متوقع - جانکاہ - شامت اعمال - اندوہگین - کشمکش +

غزل

میر — از کلیاتِ میر

۱ اندوہ سے ہوئی نہ رہائی تمام شب
مجھ دل زدہ[1] کو نیند نہ آئی تمام شب

۲ چشمک چلی گئی تھی ستاروں کی صبح تک
کی آسماں نے دیدہ[2] درآئی تمام شب

۱- غم زدہ +

۲- دلیری - شوخ چشمی +

۳ - تارے سے میری پلکوں پہ قطرے اشک کے
دیتے رہے ہیں میرا دکھائی تمام شب

معرفت

امیر مینائی — از مراۃ الغیب

دوسرا کون ہے جہاں تو ہے — کون جانے تجھے کہاں تو ہے
لاکھ پردوں میں تو ہے بے پردہ — سو نشانوں پہ بے نشاں تو ہے
تو ہے خلوت میں تو ہے جلوت میں — کہیں پنہاں کہیں عیاں تو ہے
نہیں تیرے سوا یہاں کوئی — میزباں تو ہے میہماں تو ہے
نہ مکاں میں نہ لامکاں میں کچھ — جلوہ فرما یہاں وہاں تو ہے
رنگ تیرا چمن میں بو تیری — خوب دیکھا تو باغباں تو ہے
محرم راز تو بہت ہیں امیر — جس کو کہتے ہیں رازداں تو ہے

سوالات

۱- دوسرے - تیسرے اور پانچویں شعر کے معنی بتاؤ۔

۲- خلوت - جلوت - لامکاں - عیاں - محرم راز - راز داں - ان کے معنی بتاؤ۔

---

۵ - آنسو۔

۶ - یعنی خدا۔

جون آف آرک

(فرانس کی مظلوم حامیۂ وطن) نمبر ۱

یوں تو ہر مُلک اور ہر قوم میں صدہا نامور عورتیں گزری ہیں۔ جنھوں نے اپنے حسن و جمال کی قوت سے زمانے کو مسخر کر لیا۔ اور بڑے بڑے کارہائے نمایاں دکھائے۔ مگر جون آف آرک کی شان و وضع کی عورت چراغ لے کے ڈھونڈیئے۔ تو بھی ساری دُنیا میں نظر نہ آئیگی۔ اس کی سرگزشت جیسی دلچسپ اور حیرت خیز ہے۔ ویسی ہی جگر خراش اور خون رلانے والی بھی ہے +

پندرھویں صدی عیسوی کے آغاز میں مملکت فرانس کی حالت نہایت ہی نازک ہو رہی تھی۔ شاہ چارلس ششم بالکل خاتر العقل اور مجنون تھا۔ نہ اُس کے سنبھالے نظامِ مملکت سنبھلتا تھا۔ اور نہ بیرونی حملہ آوروں کی روک تھام ہو سکتی تھی۔ اُس کا اکلوتا بیٹا ڈوفین نالائق خوشامدیوں میں گھرا ہوا تھا۔ ادھر ایک معاہدے کی رو سے سارے حقوقِ شاہی انگلستان کے بادشاہ ہنری پنجم کو دے دئے گئے۔ اور وہ جائز وراثت سے

رہے

محروم کر دیا گیا۔ اُدھر بادشاہ کے رشتہ داروں اور دیگر اُمرا نے اپنے جتھے باندھ کے ارادہ کیا۔کہ خود ہی مُلک کے مالک بن جائیں۔ خصوصاً ڈیوک آف برگنڈی جو انگریزوں سے ملا ہُوا تھا۔ سلطنت کی ہوس کے ساتھ بعض خاندانی نزاعوں کا انتقام بھی لینا چاہتا تھا۔ مگر امرا کے سوا عام رعایا چارلس ششم کے بیٹے ڈوفین ہی کی طرفدار تھی۔ اور اُسی کو حقیقی وارث سلطنت تصوّر کرتی تھی۔ ان سب امور کا نتیجہ یہ تھا۔کہ فرانس کے امرا اور شاہزادوں میں جھگڑے بکھرے ہوئے تھے۔ دوسری طرف سے انگریزوں کے لشکر نے فرانس کی فوجوں کو شکستیں دیں۔ اور یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرتے چلے جاتے تھے۔ آخر کار انگریزوں نے شہر اُورلیان[1] کا محاصرہ کر لیا۔ محصورین کی حالت نازک ہو رہی تھی۔ اور سلطنت کے بنائے کچھ نہ بنتا تھا +

ایسے نازک وقت میں ان تمام دشواریوں کے دُور کرنے اور فرانس کو تباہی سے بچانے کے لئے خدا نے یہ عجیب و غریب لڑکی جون آف آرک پیدا کی۔جو ساری دُنیا میں آپ ہی اپنی نظیر ہے +

مُلک فرانس میں دریائے لورین کے کنارے

[1] فرانس کا ایک مشہور شہر ہے +

ڈومری نام ایک چھوٹا سا گاؤں ہے - اُس میں جیک آف آرک نام ایک کسان رہتا تھا - جو اپنی بی بی ازابو کے ساتھ بستی کے دوسرے لوگوں کی نسبت کسی قدر معزّز و ممتاز خیال کیا جاتا تھا - کیونکہ اُس کے پاس تھوڑا سا سرمایہ تھا - مویشیوں کے دو ایک گلّے تھے - اور اُس کے ساتھ خدا نے تین بیٹے دئے تھے اور دو بیٹیاں - انہیں دو بیٹیوں میں سے ایک جون آف آرک تھی - جسے بعض لوگ چھوٹی بہن بتاتے ہیں اور بعض بڑی +

جون آف آرک ۱۵ جنوری ۱۴۱۲ء کو پیدا ہوئی تھی - ابھی ننھی بچّی ہی تھی - کہ باپ کی بکریاں چرانے کو گاؤں کے اطراف و جوانب میں چلی جاتی - اُس کی ماں ازابو نے کسی خانقاہ میں تعلیم پائی تھی - جس کی وجہ سے اُس پر مذہبی رنگ غالب تھا - اور وہی تعلیم اُس نے اپنی بیٹیوں کو بھی دی - سینا - پرونا کاڑھنا - چرخہ کاتنا سکھانے کے ساتھ ساتھ اُس نے اُنہیں دعا و عبادت - زہد و تقوٰے اور پاکدامنی و عفّت شعاری کی اعلےٰ تعلیم دی - خصوصاً ابتدائے شب کو جب بیٹیاں اُس کے پاس اپنا سینا پرونا لے کے بیٹھتیں - تو وہ انہیں مسیحی ولیوں اور شہیدوں اور بزرگانِ دین کی داستانیں سنایا کرتی +

یہ باتیں دوسری بہن پر تو معمولی اثر کرتی رہیں۔ گر جون کے دل پر فطری استعداد کے باعث عجیب قسم کا اثر ہُوا پانچ ہی برس کی تھی۔ کہ ان واقعات کی فکر میں اُس پر ایک استغراق اور مراقبہ کا سا عالم طاری ہو جاتا۔ اور کبھی کبھی اُن بزرگوں کی صورتیں متشکل ہو کے اُس کے خیال کی آنکھوں کے سامنے آ کر کھڑی ہو جاتیں۔ اور چند ہی روز میں اُسے بار بار نظر آنے لگا۔ کہ عالم خیال میں فرشتے اور روحیں آ آ کے اُس سے ملتی اور باتیں کرتی ہیں۔ مگر اُن کیفیتوں کو اُس نے اپنے پر اسرار سینے میں مخفی رکھا۔ اور ماں باپ یا کسی پر بھی کوئی بات نہ ظاہر ہونے دی ؛

اب وہ تیرہ برس کی نو خیز دوشیزہ تھی۔ ایک دن گاؤں کے گرجے کے قریب اپنے گلّے کی نگہبانی کرتی اور ہاتھ میں کوئی کپڑا لیئے کاڑھ رہی تھی۔ کہ ناگہاں آنکھوں کے سامنے ایک نور چمکا۔ پھر ایک نورانی پیکر آسمان سے اُترتا نظر آیا۔ جس نے قریب آ کے کہا۔ ”جون! اچھی لڑکی بن“۔ اس واقعہ سے وہ سہم گئی اور نہایت حیران و پریشان اور بدحواس و ہیبت زدہ تھی۔ مگر ان روحانی سیروں کا سلسلہ بڑھتا ہی جاتا تھا۔ بار بار ایسی ہی چیزیں نظر آتیں۔

جن کے ذریعے سے اُسے ہدایت کی جانے لگی۔ کہ "اُٹھ خدا نے جس کام کے لئے تجھے پیدا کیا۔ اُسے پورا کر! جا اور پادشاہ فرانس کی مدد کر! کیونکہ تو ہی مُلک کی پُشت و پناہی کریگی" یہ باتیں سُن کے وہ اور زیادہ سہم گئی۔ بعض اوقات کانپتی۔ تھرتھراتی اور اپنی بے بسی پر رونے لگتی۔ اور آنکھوں سے آنسو پونچھ کے کہتی۔ "مجھ سی غریب ناتوان و ناکارہ لڑکی کیا کر سکتی ہے۔ میں نہ گھوڑے پر سوار ہونا جانتی ہوں۔ نہ تلوار چلانا جانتی ہوں۔ پھر فرانس کی کیا خاک مدد کرونگی"۔

مگر اُس میں ضبط کا یارا نہ تھا۔ دلی جذبات کے ظاہر کرنے کے لئے بیتاب تھی۔ مگر کسی سے کچھ کہتے بھی نہ بنتی تھی۔ آخر نہ رہا گیا۔ اور اپنے ایک عزیز ہم سن لڑکے سے جس کا نام جرارڈ تھا اور ایک ایسے گاؤں کا رہنے والا تھا۔ جہاں کے لوگ شاہِ فرانس کے خلاف اور ڈیوک آف برگنڈی کے طرفدار تھے۔ اس نے دبی زبان سے کہا۔ "اگر تم برگنڈی کے طرفدار نہ ہوتے۔ تو میں تم سے ایک بات کہتی۔ جرارڈ دل ہی دل میں جون کا فریفتہ ہو رہا تھا۔ یہ کلمات سُن کے خوش ہوا۔ اور سمجھا کہ غالباً میری طرح یہ بھی میری طرف مائل ہے۔

شادی کا تذکرہ چھیڑیگی ۔مگر وہ ہزار پوچھتا رہا۔جون نے کچھ نہ بتایا ۔ اور لب تک آئی ہوئی بات کو پھر دبا دیا ؛

وہ نورانی صورتیں جو اُس کے پاس آیا کرتیں۔ اُنہوں نے اُسے یہ بھی بتایا تھا ۔کہ مقام دوکلر کے کپتان کے ذریعے سے تو پادشاہِ فرانس چارلس ہفتم سے مل ۔اِسی فکر میں تھی ۔کہ اس کپتان سے کیونکر ملوں ۔کہ اتفاقاً ڈیورنڈ نام اُس کا ایک رشتہ دار اُس کے والدین سے ملنے کو آیا ۔ وہ مقام دوکلر کے قریب ہی رہتا تھا ۔ جون نے تنہائی میں موقع پا کے اُس سے التجا کی ۔کہ چند روز کے لئے آپ مجھے اپنے ساتھ لیتے چلئے ۔ اور ابّا جان سے یہ بہانہ کر دیجے ۔کہ چچی امّاں (آپ کی بی بی) نے مجھے بُلایا ہے ۔ڈیورنڈ نے جون کی یہ خواہش پوری کر دی ۔اور اُسے اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گیا ۔وہاں پہنچ کے ایک دن جون نے جی کڑا کر کے ڈیورنڈ سے کہا ۔"آپ دوکلر کے کپتان کے پاس میرا اتنا پیغام پہنچا دیتے ۔کہ مجھے بادشاہ چارلس ہفتم کے پاس پہنچا دیں ۔ اس لئے کہ میں اُن کی مدد کرنے اور انگریزوں کو فرانس سے مار کے نکال دینے کی اہم خدمت پر خدا کی طرف سے مامور ہوئی ہوں ڈیورنڈ

یہ باتیں سُن کے حیرت زدہ ہو گیا - پھر اُس کی حالت اور کیفیت دریافت کی - اور گو یہ باتیں اُسے نہایت لغو نظر آتی تھیں - مگر اُس کا پیغام لے کے کپتان کے پاس چلا گیا - کپتان نے سُنتے ہی ایک قہقہہ لگایا اور کہا - تمہاری عقل جاتی رہی ہے - اُس چھوکری کے دو دھولیں لگاؤ - اور اُس کے گھر بھیج دو انگریزوں کا مقابلہ اور ایک لڑکی ! بھلا کوئی سمجھ میں آنے کی بات ہے ؟ ڈیورنڈ نادم ہو کے واپس آیا - اور کپتان کا جواب صاف صاف جون سے بیان کر دیا ؛

اب جون بظاہر تو خاموش ہو رہی - مگر دل کو کسی طرح قرار نہ آتا تھا - ناکام و نامراد باپ کے گھر میں واپس آئی - اب اُس کا راز فاش ہو چکا تھا - باپ کو بھی خبر ہوئی - اور اس کے دل میں خیال گزرا - کہ معلوم ہوتا ہے - جون کے دل میں آوارگی کے خیالات پیدا ہوئے ہیں - اور بدکار و بد اخلاق فوجی سپاہیوں میں جا کے رہنا چاہتی ہے - یہ خیال آتے ہی مارے غیرت کے پسینہ پسینہ ہو گیا - اور یہ حالت تھی - کہ کبھی خود کشی پر آمادہ ہو جاتا - اور کبھی بیٹی کی جان لینے پر - مگر جون نے ان باتوں کی ذرا بھی پروا نہ کی - کیونکہ

اُسے حمایت وطن کی دُھن بندھی ہوئی تھی۔ اور روحانی قوت نے اس میں ہمت۔ حوصلہ۔ جرأت۔ شجاعت سپہ گری۔ شہسواری کے تمام کمالات پیدا کر دیئے تھے۔ آخر دو ایسے نو عمر ساتھی بھی مل گئے۔ جو اُس کے طرفدار اور حامی و مددگار بنے۔ اور اُنہیں ساتھ لے کے ۲۳۔ فروری ۱۴۲۹ء کو جبکہ اُس کی عمر ہنوز ۱۶ یا ۱۷ برس کی تھی۔ وہ گھر سے نکل کھڑی ہوئی۔ لوگوں نے روکا۔ کہ راستہ دشوار اور آج کل ملک میں انگریزی لشکروں کے پھیلے ہوئے ہونے کے باعث خطرناک ہو رہا ہے۔ مگر اُس نے ہر ایک کو یہی جواب دیا۔ کہ "میں ایسے خطروں کے برداشت کرنے ہی کے لئے پیدا ہوئی ہوں"۔ سفر پر قدم رکھتے وقت مردانے کپڑے پہن لئے۔ ہتھیار لگائے۔ گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوئی۔ اور وطن کے لئے جان دینے کو روانہ ہو گئی ؎

چارلس ہفتم اُن دنوں شہر **شیون** میں تھا۔ جہاں اُس کے گرد فضول مصاحبوں۔ صدہا عورتوں اور بہت سے تباہ کرنے والے نا عاقبت اندیش افسروں کا ہجوم تھا۔ راستے میں طرح طرح کے خطرے دیکھ کے **جون** راتوں کو سفر کرتی۔ اور دن کو کسی پناہ کی جگہ ٹھیر جاتی۔ گیارہ دن کی دشت

نوردی کے بعد یہ سفر ختم ہوا - اور وہ شیون کے
قریب ایک گاؤں میں ٹھیر گئی - یہاں سے اُس نے
بادشاہ چارلس کو اپنے آنے کی خبر کی اور کہلا
بھیجا - کہ میں آپ کے تخت کو بچاؤں گی - شہر
اورلیان پر سے انگریزوں کا محاصرہ اٹھاؤں گی - اور
مقام رائن میں آپ کو تاج شاہی پہناؤنگی"
جون کے قاصد نے بادشاہ کی باریابی حاصل کر کے
جیسے ہی یہ پیغام پہنچائے - بادشاہ کو غصہ سا آگیا -
کہ ایک کم سن چھوکری اور میری امداد کا دعوے!
پھر ایک زہر خند کے ساتھ بولا - "اچھا میں اس
بارے میں وزیروں سے مشورہ کر لوں - تو جواب
دوں" وزیروں اور مشیروں کے سامنے یہ معاملہ
پیش کیا گیا - تو ایک گروہ نے اس درخواست کا
مضحکہ اُڑایا اور ایک گروہ کی رائے قرار پائی -
کہ اسے اپنی تدبیریں عمل میں لانے کا موقع دیا
جائے کیونکہ اس میں کوئی مضائقہ نظر نہیں آتا - تین
دن تک اِن لوگوں میں کمیٹیاں ہوتی رہیں - اور کوئی
فیصلہ نہ ہو سکا - غنیمت یہ ہوا - کہ خود بادشاہ
موافق و مخالف گروہوں کے بین بین تھا - آخر
اُس کے دل میں آئی کے اچھا کوئی امر طے کرنے
سے پہلے میں اُس سے مل کے آزما تو لوں - فوراً

قاصد واپس گئے۔ کہ جون کو لے آئیں۔ اور اُن کے جانے کے بعد اُس عجیب و غریب لڑکی سے ملنے کے لئے اُس نے دربار مرتب کیا۔ تو اپنی جگہ اپنے کسی افسر کو اپنے کپڑے پہنا کے صدر میں بٹھا دیا۔ اور خود نہایت ہی عام وضع کے کپڑے پہن کے درباریوں میں مل کر کھڑا ہوگیا۔ جون آئی۔ حاضرین دربار کی صفیں چیرتی ہوئی صدر میں پہنچی صدر نشین کو دیکھا۔ پھر تمام حاضرین کے چہروں پر ایک نظر ڈالی۔ اور لپک کے خود چارلس ہفتم کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ ادب سے سر جھکا دیا۔ اور بولی۔ بادشاہ کی عمر دراز! چارلس نے کہا میں بادشاہ نہیں۔ بادشاہ وہ صدر میں بیٹھے ہیں۔ جون نے ادب سے عرض کیا۔ "بادشاہ آپ ہی ہیں اور میں ایک غریب لڑکی ہوں۔ جو خدا کی جانب سے اِس خدمت پر مامور ہوئی ہوں۔ کہ آپ کی سلطنت کی بنیاد مضبوط کردوں"۔

جون کی سادگی اور اس کی باتوں نے چارلس کے دل پر بڑا اثر کیا۔ امرائے دربار سے الگ تخلیہ میں جا کے اُس سے ملا۔ اس موقع پر جون نے ایسی باتیں بتائیں۔ جو چارلس کے خیال میں اس کے سوا دُنیا بھر میں کسی کو معلوم نہ تھیں۔

اس ملاقات کے بعد پادشاہ دربار میں بر آمد ہوُا- اور تمام وزرا و اُمرا سے کہا-" مجھے تو اس پاک دل لڑکی کی سچائی کا پوُرا یقین ہو گیا - تاہم تم سب لوگوں کے اطمینان کے لئے مَیں اُس کا اَور امتحان کرتا ہوں - یہ کہ کے اُس نے شہر کے بڑے بڑے مقتدایانِ دین - عالموں اور مختلف علوم کے باکمالوں کو جمع کر کے جون کو اُن کے سامنے پیش کیا - کہ جس مسئلہ کو چاہیں اُس سے پُوچھیں - عالموں نے مشکل سے مُشکل مسئلے چھیڑے - اور سب کے ایسے صحیح و برجستہ جواب جون نے ایسے فصیح و بلیغ الفاظ میں دئے - کہ سب اُس کے علم و فضل کے سامنے عاجز آگئے - اور سارا دربار عش عش کر گیا +

اب کسی کو اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہی - اور چارلس تو اُس کا عقیدت کیش مرید ہی بن گیا تھا - فوراً اپنا شاہی گارڈ اُس کے حوالے کر دیا - اور کہا - "تمہارا جب جی چاہے - فوج کشی کے لئے روانہ ہو جاؤ"- جون اُس کی افسر بن کے فوراً روانہ ہو گئی - اب جون کی عجیب شان تھی - ایک ہاتھ میں نیزہ تھا - اور دوسرے ہاتھ میں شاہی علم - زرہ بکتر سے آراستہ - آبدار خود پہنے اور زلفِ مشکین کو پیٹھ اور شانوں پر بکھرائے گھوڑے پر سوار فوج کے آگے آگے جا رہی تھی -

سپاہیوں کے دلوں میں شاید یہ خیال گزرا ہو۔ کہ یہ گھوڑے تک پر کبھی سوار نہیں ہوئی۔ دشمنوں سے کیا مقابلہ کریگی۔ مگر اُس نے تھوڑی ہی دیر میں چابکسواری سے ایسے کمالات دکھا دئیے۔ کہ کل ہمراہی سوار مبہوت و حیرت زدہ ہو گئے*

شہر اورلیان کی حالت نہایت نازک ہو رہی تھی۔ انگریز بہت ہی سختی سے محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ شہر والوں میں ذرا بھی دم باقی نہ رہا تھا۔ جو فرانسیسی لشکر انگریزوں سے مقابلہ کر رہا تھا۔ اُس کے حوصلے پست تھے۔ اور کچھ بنائے نہ بنتی تھی۔ اور سلطنت میں اتنی قوّت نہ تھی۔ کہ محصورین کی کمک کر سکے۔ ایسی حالت میں جون آف آرک شاہی گارڈ کو لئے ہوئے جوش و خروش سے پہنچی۔ یہاں پہنچ کے پہلی بات اُس نے یہ کی۔ کہ اپنی فوج میں سے تمام بدکار عورتوں کو نکلوا دیا۔ سپاہیوں کو بُرے کاموں سے توبہ کرا کے اُن کے دل پاک و صاف کئے۔ پھر اُن کے دلوں میں اُمّید و رجا کی شمعیں روشن کیں۔ اور سب سے کہا۔ بس خدا ہی پر بھروسا رکھنا اس کے بعد اُس نے ایسی سختی سے حملہ کیا۔ کہ پہلے ہی دن کی لڑائی میں اہل شہر کی امیدیں مضبوط ہو گئیں۔ انگریزوں میں گھبراہٹ پیدا ہوئی

اور لڑائی کا رنگ بدل گیا*

لیکن سچ یہ ہے۔کہ ان دنوں فرانس والوں کی اخلاقی حالت نہایت گری ہوئی تھی۔ اور وہ اِس قابل نہ تھے۔کہ خدا اُن کی دستگیری کے لئے جون آف آرک کے سے فرشتۂ رحمت کو بھیجتا۔ انگریزوں میں تو یہ خیال مشہور ہوا۔کہ یہ عورت کوئی جادوگرنی ہے جس سے یہ خوف کھانے لگے۔ مگر فرانسیسی افسروں نے ناشکری کا پہلا اظہار یہ کیا۔کہ ایک عورت کی ماتحتی اور اُس کے مشوروں پر عمل کرنے کو اپنی حقارت و ذلّت سمجھے۔ اور خود پادشاہ کے شاکی ہوئے۔کہ ایک گنوار چھوکری کو ہم پر سردار مقرر کیا ہے۔ اور ابتدا ہی سے اُن کی وضع یہ رہی۔کہ جون کی مخالفت کرتے۔اُس کے احکام کے خلاف کارروائیاں کرتے۔اُس کی تذلیل و تحقیر کے لئے سازشیں کرتے۔ اور محض اس کی عداوت کے خیال سے لڑائی کا رنگ بدلنے اور قومی سلطنت کے ذلیل کرانے میں کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھتے۔ جون ان سب باتوں کو دیکھتی اور سمجھتی تھی۔ مگر حمایت وطن میں اُس کے قدم کو ذرا بھی لغزش نہ ہوتی*

بہرحال جون نے انگریزوں سے مقابلہ شروع کیا۔تو اُن کے حواس جاتے رہے۔اور آغازِ جنگ

ہی ہیں اُنہیں اپنی کامیابی مشتبہ نظر آنے لگی - سب کو یقین ہو گیا - کہ یہ اگر جادوگرنی نہیں - تو کوئی فرشتہ ہے - جو دشمنوں کی مدد کے لئے آسمان سے اُتر آیا ہے - اب جون نے خود حملے کا قصد کیا - سفید براق کپڑے زیب بدن کئے - کالی کالی زلفیں پیٹھ پر پھیلائیں - نقرہ گھوڑے پر سوار ہوئی - ایک ہاتھ میں نیزہ اور ایک میں علم لیا اور شاہی گارڈ کو لے کے بزن بول دیا - یہ ایسا زبردست حملہ تھا - کہ انگریزوں کے قدم اُکھڑ گئے - اور پریشان و بد حواس ہو کر بھاگے - اِس کے بعد اورلیان میں اُس نے انگریزوں کو تابڑ توڑ شکستیں دیں - یہاں تک کہ انگریزوں نے بہت نقصان اُٹھا کے محاصرہ چھوڑ دیا - اور واپس چلے گئے ٭

اُس کی اس کامیابی پر فرانسیسی افسرانِ فوج کے دلوں میں آتشِ حسد اور بھڑکی - بالخصوص اس لئے کہ اُن کی مخالفت نے بھی جون کی فتحمندی میں فرق نہ آنے دیا - جون فتح حاصل کر کے شہر بلوا میں گئی - کہ پادشاہ کو مژدۂ فتح سنائے - اب اُس کی اِس قدر شہرت ہو گئی تھی کہ عام اہلِ فرانس اُس کے نام پر فریفتہ اور اُس کی زیارت کے مشتاق تھے - جدھر اُس کا گزر ہوتا - ہزارہا

خلقت کا انبوہِ اُس کی صورت دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتا۔ جو جوش و خروش سے اُس کی تعظیم کے لئے جھکتے۔ اُس کے قدم چومتے۔ جو خاک اُس کے پاؤں سے چھُو جاتی۔ اُسے چوُمتے اور متبرک خیال کرتے شہر ہلوا والوں نے بڑی ہی گرم جوشی سے اُس کا استقبال کیا۔ اور بادشاہ نے مژدۂ فتح سُننے کے بعد اظہارِ شکر گزاری کے لئے اُسے اپنے ساتھ کھانے پر بُلایا۔ مگر جون نے قطعاً انکار کیا اور کہا۔ "یہ وقت کوشش اور جان کھپانے کا ہے۔ نہ مزے اُڑانے اور دعوتیں کھانے کا۔

رُوح القدس نے مجھے یقین دلا دیا ہے۔ کہ میرے سفرِ آخرت کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور میری دو سال سے زیادہ زندگی باقی نہیں ہے۔ اس لئے فوراً شہر رائین میں چلیئے۔ تاکہ میں آپ کو اپنے ہاتھ سے تاجِ شاہی پہنا دوں۔ اس کے بعد خدا جو چاہے کرے۔ اس طریقے سے اُس نے چارلس ہفتم کو مجبور کر دیا کہ بہت جلد اُس کے ساتھ شہر رائین کی طرف کوچ کرے ❖

سوالات

۱۔ جون آف آرک کی شاہِ چارلس سے جو پہلی ملاقات

ہوئی۔ اُس کا حال اپنے الفاظ میں بیان کرو ۔

۲۔ ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :۔
مسخر۔ جگر خراش ۔ فائز العقل ۔ زہد ۔ تقوے ۔ فطری ۔
استغراق ۔ مراقبہ ۔ باریابی حاصل کرنا ۔ زہر خند ۔
عقیدت کیش ۔ بہوت ۔ رجا ۔

حضرت عون و محمدؑ کی جنگ پر روانگی

میر انیس — از مرثیہٴ میر انیس

۱ دو روز کے پیاسو[1] تمہیں اللہ کو سونپا
حیدرؑ[2] کے نواسو تمہیں اللہ کو سونپا

۲ ہاں صدقے بزرگوں[3] کا چلن بھول نہ جانا
سیکھے ہو جو کچھ جنگ کا فن بھول نہ جانا
آدابِ شہنشاہِ[4] زمن بھول نہ جانا

[1] ۔ حضرت زینب خواہر حضرت امام حسینؑ اپنے بیٹوں کو رخصت کرتی ہیں ۔ حضرت امام حسین اور اُن کے ہمراہیوں کو جن میں یہ بچے بھی شامل تھے ۔ دو روز سے پانی نہ ملا تھا ۔

[2] ۔ حضرت علی کا خطاب ہے ۔

[3] ۔ یعنی لڑائی میں پیٹھ نہ دکھانا ۔

[4] ۔ حضرت امام حسینؑ ۔

جو مَیں نے کہا ہے وہ[۱] سخن بھول نہ جانا
وہ کہتے تھے جرأت تو خدا داد ہے امّاں
تشویش نہ کیجے ہمیں سب یاد ہے امّاں

۳ یہ کہ کے رکابوں میں قدم دونو نے ڈالے
گھوڑوں پہ ہوئے جلوہ نما گیسوؤں والے
تن تن کے رکھے کاندھوں پہ جو بچوّں نے بھالے
ماں تکتی تھی ہاتھوں سے کلیجے کو سنبھالے
رہوار کو ترجیح تھی چلنے میں صبا پر
دو چاند کے ٹکڑے نظر آتے تھے ہوا پر

۴ تسلیم کو گھوڑوں سے جُھکے دونو وہ خوش رُو
دل ماں کا یہ اُمڈا کہ ٹپکنے لگے آنسو
باگیں جو اُٹھائیں تو فرس بن[۲] گئے آہو

۱۔ دیکھو مرقع ادب حصّۂ دوم۔ حضرت زینب بیٹوں سے کہتی ہیں :۔

جھپکے نہ پلک سر پہ جو شمشیر اجل آئے
چھاتی پہ [illegible] لگے تیر تو ابرو پہ نہ بل آئے
قاصر نہ ہو ہمت نہ شجاعت میں خلل آئے
چھاتی نہ [illegible] ہٹے سینے پہ برچھی کا جو پھل آئے
اس [illegible] ایسے ہی جانبازوں کو روتے ہیں جہاں میں
[illegible]وں کے پسر شیر ہی ہوتے ہیں جہاں میں

۲۔ یعنی [illegible]وڑے بہت ہی تیزی سے دوڑے ✢

پھر دیکھنے پائی نہ اُنہیں زینب خوش خو
میداں کی طرف یاس سے منہ رہ گئی تک کر
پنہاں ہوئے بدلی میں ستارے سے چمک کر

ہماری اسپرانٹو

خان بہادر شیخ عبدالقادر

از انتخاب مخزن

یورپ میں آج کل ایک نئی زبان کا بہت چرچا ہے - جسے 'اسپرانٹو' کہتے ہیں - شاید دنیا میں یہ پہلی مصنوعی زبان ہے - جو کامیاب ہوتی نظر آتی ہے - گو زبانوں کی جڑ کو دیکھیں - تو سب زبانیں کم و بیش مصنوعی ہیں - ان کی ابتدائی حالت میں چند انسانوں نے ضرور یہ قرار دیا ہوگا - کہ زبان و لب کی فلاں حرکات سے فلاں معنی لئے جائیں - مگر یہ پتہ نہیں چل سکتا - کہ کون سی زبان کس زمانے میں اِس حالتِ ابتدائی میں تھی بلکہ عام طور پر ہر قوم کی زبان اس قوم کی زندگی کے ساتھ وابستہ معلوم ہوتی ہے - جب سے اُس قوم کی زندگی شروع ہوتی ہے - اُسی وقت سے اُس کی زبان اُس کے ساتھ پیدا ہوتی ہے - حالات کے تغیّر کے ساتھ تغیّر پاتی ہوئی بتدریج بڑھتی جاتی ہے - اور اہلِ بصیرت کے لئے اس قوم کی زندہ تاریخ ہوتی ہے -

مگر ایسا کم سننے میں آیا ہے - کہ کوئی ایک شخص ایک زبان ایجاد کرے - یا چند آدمی مل کر ایک زبان گھڑ لیں - اور اس کے قواعد منضبط کریں - اور اس کے بعد اس کی اشاعت کی کوشش کریں - اور یہ بنائی ہوئی زبان مقبول ہو جائے - اختلاف السنہ سے جو مشکلات سیر و سیاحت اور تجارت کے رستے میں پیش آتی ہیں - اُن سے بچنے کے لئے ایک مشترکہ زبان ایجاد کرنے کی کوشش کئی مرتبہ یورپ میں ہو چکی ہے - مگر ناکام رہی۔ پر آخری کوشش جو 'اسپرانٹو' کے نام سے مشہور ہے - ایک روسی عالم کی محنت کا نتیجہ ہے - علامہ موصوف نے روسی اور فرانسیسی - انگریزی - جرمن اور اطالین زبانوں کی آمیزش سے یہ زبان پیدا کی ہے - اور اس کے صرف و نحو کو بالکل باقاعدہ اور آسان بنا دیا ہے - کوئی استثنائی قواعد اس میں داخل نہیں کئے - جن سے طالب زبان کو دِقّت ہو - اور اس کا اسپرانٹو نام رکھا ہے - یہ اطالین زبان کا لفظ ہے - اور اس کے معنی ہیں 'اُمید' چونکہ اس کے بانی اور اس کے معاونوں کے نزدیک اس سے یہ اُمّید بندھتی ہے - کہ یورپ کی مشترکہ زبان ہونے میں کامیاب ہوگی - اس لئے اس کا یہ نام رکھا گیا - اس کے ساتھ ایک رعایت اس نام میں اور رکھی ہے - اور وہ یہ کہ

اس زبان میں یہ قاعدہ کلیہ ہے ۔ کہ سب اسماء حرفِ واؤ پر ختم ہوں ۔ اور اس لئے اس نام سے زبان کی ماہیت پر بھی کچھ روشنی پڑتی ہے ؎

جب یہ زبان پہلے پہل ایجاد ہوئی ۔تو اکثر لوگ اس کی ہنسی اڑاتے تھے ۔ اور کہتے تھے ۔کبھی اِس طرح بھی زبانیں بنتی ہیں اور پھیلی ہیں ۔ قدرتی طور پر بنتی اور قدرتی اسباب سے بڑھتی ہیں ۔مگر آفرین ہے اس کے بانی اور اُس کے ہمراہیوں کی ہمت اور تدبیر پر ۔انھوں نے ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے اور اب یورپ کے ہر بڑے شہر میں اسپرانٹو والوں کی ایک کثیر تعداد پیدا ہوگئی ہے ۔ اور برلن ۔پیرس اور لندن کی بڑی بڑی دکانوں پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہاں اسپرانٹو بولی جاتی ہے ۔اِس کے بانیوں کا یہ منشا نہیں ۔کہ یہ موجودہ زبانوں کی جگہ چھین لے ۔ وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں ۔کہ ہر قوم اپنے گھر میں اپنی زبان اور اپنے علم ادب کو ہی ترجیح دیگی ۔ اور اس سے یہ توقع رکھنا ۔کہ وہ اپنی زبان چھوڑ کر اس مشترکہ زبان کو اختیار کر لیگی ۔ بے سود ہے ۔مگر وہ یہ چاہتے ہیں ۔کہ یہ مشترکہ زبان اُن سب مختلف زبانوں والی قوموں میں ایک مفید واسطہ بن جائے ۔ اور خصوصاً تجارتی کار و بار میں سہولت کا باعث ہو ۔

تاکہ اسپرانٹو جاننے والا یورپ کے ہر حصّے میں اپنا کام نکال لے۔ علمِ لسان کے چند علما کے علاوہ پہلے جس طبقے نے اس زبان کی طرف توجہ کی۔ وہ تجارت پیشہ لوگ تھے۔ کیونکہ اُنہیں اس کے اختیار کرنے اور اس کی اشاعت کرنے میں صریح فائدہ نظر آیا۔ اس کے بعد اُن کی مثال کے اثر اور اُن کی شبانہ روز سعی کی بدولت اور لوگ بھی ماننے لگے۔ کہ اس زبان کو پھیلانا چاہیئے۔ اب اُن لوگوں کو یہاں تک کامیابی ہوگئی ہے۔ کہ لندن اور پیرس کے اکثر مدارس میں یہ زبان داخل درس ہوگئی ہے۔ اور اُن لڑکوں کو جو تجارتی کار و بار میں پڑنا چاہتے ہیں۔ تاکید ہے۔ کہ وہ یہ زبان ضرور سیکھیں۔ علاوہ ازیں اس کے حامی ہر برس ایک عظیم الشان کانفرنس یورپ کے کسی نہ کسی مشہور مقام میں کرتے ہیں۔ اور وہاں ہر ملک کے رہنے والے جمع ہوتے ہیں۔ اُس جلسے کی کارروائی سب اسی زبان میں ہوتی ہے۔ اور اراکین ایک دوسرے سے اسپرانٹو میں باتیں کرتے ہیں۔ اب اگر اس کے حامی اسی سرگرمی سے کام کرتے رہے۔ جو آج تک ان کا شعار رہی ہے۔ تو وہ ضرور کامیاب ہونگے۔ اور اسے آخر یورپ کی زبان عمومی بنا کے چھوڑینگے ؛

اسپرانٹو والوں نے کئی وسائل اِس زبان کے مقبول بنانے کے لئے استعمال کئے ہیں۔ جابجا اسپرانٹو کی انجمنیں قائم کی ہیں۔ ان انجمنوں کے جلسے وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں۔ اور اُن میں اسپرانٹو کی مشق ہوتی ہے۔ اور اس کے ذریعے مختلف اللّسان لوگ آپس میں تبادلۂ خیالات کرتے ہیں۔ سارے یورپ کی زبانوں کی مشہور اور مقبول ترین کتابوں کا اس زبان میں ترجمہ ہونا شروع ہوگیا ہے۔ کیونکہ یہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ کہ لطیف سے لطیف خیالات بھی اس میں ادا ہو سکتے ہیں۔ ہر دل عزیز گیتوں کا ترجمہ بھی اسپرانٹو میں کیا گیا ہے۔ اور موسیقی کے بعض استادانِ فن اپنی دلکش آواز سے ان گیتوں کی دلچسپی بڑھاتے ہیں۔ کئی رسالے اسپرانٹو میں نکلنے لگے ہیں۔ اور اسپرانٹو کے ہواخواہ بعض اخبارات میں اپنے تجارتی اشتہارات اس زبان میں چھپواتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کی نگاہیں اس کے الفاظ سے آشنا ہو جائیں۔ اور بیگانگی دور ہو جائے۔ اسپرانٹو کے معاونوں کی سرگرمی کا یہ حال ہے۔ کہ سفر میں ہوں یا حضر میں۔ جہاں کسی نئے شخص سے ملاقات ہوئی۔ پہلا سوال یہ کرتے ہیں۔ آپ اسپرانٹو جانتے ہیں۔ اگر اُس نے اسپرانٹو کا نام سُنا ہے۔ تو اس

کے متعلق باتیں شروع ہو جاتی ہیں - اور اگر نہیں سُنا۔ تو مختصر سا حال اس کے آغاز اور اس کی ترقی کا سُنا کر اُسے اُس کی طرف توجہ کرنے کا شوق دلاتے ہیں - اسپرانٹو پر چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے گئے ہیں - وہ اُن لوگوں کے پاس اکثر موجود رہتے ہیں - اور نئے شائقین میں بانٹے جاتے ہیں +

یہ ہے ایک مختصر سا خاکہ' اُن کوششوں کا جو یورپ کی مختلف اللسان قوموں میں رابطۂ اتحاد اور سہولتِ تجارت پیدا کرنے کے لئے ہو رہی ہیں - اور باوجودیکہ ایک نئی زبان کا عدم سے وجود میں لانا ایک کٹھن کام ہے - اسپرانٹو کے حامی کمرِ ہمّت باندھے ہوئے مصروفِ سعی ہیں - اور کامیابی کے امیدوار - یہاں تک کہ اُنہوں نے اس نئی زبان کا نام ہی " زبانِ امید" رکھا ہے - اس خاکِ پاکِ ہند میں بھی جو ہمارا وطن ہے - ایک زبانِ امید موجود ہے - جو یورپ کی اسپرانٹو سے بہت سی باتوں میں ملتی اور بعض اعتبارات سے فضیلت رکھتی ہے - مگر افسوس ہے - کہ ہم اس سے غافل ہیں - اور ان امکانات سے بے خبر ہیں - جو اس کی ترقی میں پنہاں ہیں +

ہماری اسپرانٹو وہی زبان ہے - جسے کوئی اُردو - کوئی ہندی اور کوئی ہندوستانی زبان کہتا ہے - ہم

نام کے پابند نہیں ۔ ہمیں کام سے کام ہے ۔ جو نام کسی کو بھلا معلوم ہو ۔ اُس نام سے اُسے یاد کرے ۔ مگر اس کوشش میں رہے ۔ کہ چار دانگ عالم میں ہندوستان کی اس "خداداد اسپرانٹو" کا چرچا ہو جائے ۔ اُردو کو میں "خداداد اسپرانٹو" اِس لئے کہتا ہوں ۔ کہ اپنی یورپین بہن کی طرح یہ ایک تازہ انسانی ایجاد نہیں ہے ۔ بلکہ صدیوں میں ان قدرتی اسباب کے جمع ہونے سے پیدا ہوئی ہے ۔ جن سے دُنیا بھر کی زبانیں پیدا ہوئی اور بڑھی ہیں ۔ اور یہی سب سے بڑی فضیلت ہے ۔ جو ہماری اسپرانٹو کو یورپ کی اسپرانٹو پر حاصل ہے ۔ اسی لئے اُردو کے پھیلانے کا کام بہ نسبت اسپرانٹو کے زیادہ آسان ہے ۔ کیونکہ ابھی کل کی بات ہے ۔ کہ اسپرانٹو بولنے والوں کا وجود ہی نہ تھا ۔ اور ہندوستانی بولنے والے ہمارے ملک میں صدیوں سے چلے آتے ہیں ۔ یورپ میں اسپرانٹو کا فقط اس کی ذاتی کامیابی کی توقّع کے سبب امید نام رکھا گیا ہے ۔ مگر ہندوستان میں ہندوستانی زبان کی کامیابی ملک کی کامیابی ہے ۔ اور مُلک کی بہتری اور اہل مُلک کے اتحاد کی اُمّید کا صرف یہی ایک پہلو ہے ۔ کہ کم از کم سب ہم زبان تو ہوں ۔ اختلافاتِ مذہبی تو کسی

کے مٹائے مٹنے والے نہیں۔ مگر ایک مُلک میں ایک حکومت کے زیر سایہ رہتے ہوئے اور نقل و حرکت کے ذرائع کی کثرت کے باوجود ملکی زبان کا ایک نہ ہو سکنا اور اس کی اشاعت میں کوتاہیاں نہایت قابل افسوس ہیں +

کئی زبانوں کا مجموعہ مرکب ہونے میں اُردو کو اسپرانٹو کے ساتھ پوری مشابہت ہے۔ اور بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ ابھی اور الفاظ کی آمیزش کی گنجائش اس میں موجود ہے۔ ہندوستان کی مختلف زبانوں کی موجودہ بولیاں جو اپنی اپنی جگہ قائم رہنے کے قابل اور قائم رہنے والی ہیں۔ ایک دوسرے سے بہت کچھ ملتی جلتی ہیں۔ اور خصوصاً ہندوستانی کے الفاظ اُن میں بہت سے شامل ہیں۔ جو انگریزی الفاظ اب ہندوستان کی زبانوں میں مل کر جزوِ زبان بن گئے ہیں۔ اُن سے یہ مشترک حصہ ان سب زبانوں کا اَور بھی زیادہ ہوگیا ہے ایسی صورت میں اُردو کا عام رواج پا جانا سب کی آسانی کا باعث ہے۔ اور بغیر بہت غیرمعمولی تردّد کے ممکن ہے۔ کہ اگر لوگ اس طرف مائل ہوں۔ یورپ جس کے لئے ایک زبان پیدا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ دس بارہ مختلف دُوَل کا مجموعہ ہے۔ جہاں ہر حکومت میں زبان جُدا۔ طرز حکومت

جدا اور قانون جدا ہے - ایک حکومت کے باشندوں کی
اغراض اکثر اوقات دوسری حکومت کے باشندوں کی اغراض
کے خلاف ہیں - اور ایک سلطنت اور دوسری سلطنت
میں رقابت موجود ہے - مگر ان لوگوں کی وسعتِ خیال
اور روشن دماغی دیکھئے - کہ ایسے بڑے اختلافات کو بھی
مٹانے یا اُن کے دبانے کے لئے ایک نیا رشتۂ یگانگت
پیدا کرنے کی فکر میں ہیں - اور ہماری کوتاہ اندیشی کو
دیکھئے - کہ ایک مُلک - ایک حکومت اور مشترکہ ضروریات
اور اغراض کے باوجود فکرِ ہم زبانی سے غافل ہیں -
حالانکہ ہمارے راستے میں وہ مشکلات بھی نہیں جو اُن
کے راستے میں ہیں +

سُوالات

۱ - اسپرانٹو زبان پر ایک مختصر نوٹ لکھو +
۲ - اُردو اور اسپرانٹو میں کیا مشابہت ہے ؟
۳ - ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-
منضبط - السنہ - شعار - معاون - کٹھن - مستفید - ہمعصر +

غالب

گذارِ مایوسی

از دیوانِ غالب

۱ کوئی اُمید بر نہیں آتی
کوئی صورت[۱] نظر نہیں آتی

۲ موت کا[۲] ایک دن معیّن ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

۳ آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

۴ ہے[۳] کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں
ورنہ کیا بات کر[۴] نہیں آتی

۵ ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری[۵] خبر نہیں آتی

---

[۱] یعنی حصولِ امید کی ÷

[۲] یعنی ہجر میں اگر موت نہیں آتی - تو تعجب نہیں - کیونکہ موت کا دن تو مقرر ہے - مگر حیران ہوں کہ نیند کیوں نہیں آتی ÷

[۳] یعنی مَیں جو تمہاری شکایت نہیں کرتا - اس کی یہ وجہ ہے - کہ مجھے تمہاری رسوائی کا خیال ہے ÷

[۴] اب کیسنگے بات کرنی ÷

[۵] یعنی ایسی خود رفتگی کی حالت ہو گئی ہے ÷

۶ مرتے[۱] ہیں آرزو میں مرنے کی
موت آتی ہے پر نہیں آتی

۷ کعبہ کس منہ[۲] سے جاؤ گے **غالب**
شرم تم کو مگر نہیں آتی

غزل

از دیوانِ ذوق

ذوق

۱ لائی حیات آئے۔ قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

۲ بہتر تو ہے یہی کہ نہ دُنیا سے دل لگے
پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے

۳ کم ہونگے اس بساط[۳] پہ ہم جیسے بدقمار
جو چال ہم چلے سو نہایت بُری چلے

---

[۱] پہلے مرنے سے مراد کثرتِ شوق ہے۔ اور دوسرے مرنے سے مراد حقیقی موت ہے +

[۲] یعنی ساری عمر تو گناہ میں گزری - اب کعبہ جا کر خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ مگر یہاں حرفِ اشتباہ ہے یعنی شاید +

[۳] شطرنج کا تختہ۔ مراد ہے دُنیا +

۴ ہو عمرِ خضرؑ[1] بھی تو کہینگے بوقتِ مرگ
ہم کیا رہے یہاں ؟ ابھی آئے ابھی چلے

۵ نازاں نہ ہو خرد پہ ۔ جو ہونا ہو سو ہی ہو
دانش تری نہ کچھ مری دانشوری چلے

۶ دُنیا نے کس کا آہ فنا میں دیا ہے ساتھ؟
تم بھی چلے چلو یونہیں جب تک چلی چلے

۷ جاتے ہوائے شوق[2] میں ہیں اس چمن سے ذوقؔ
اپنی بلا سے بادِ صبا اب کبھی چلے

عصرِ حاضر کا ایک ساحِر

اس حکایت میں ہم ایک ایسے شخص کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالیں گے ۔ جس نے صرف ذاتی محنت و کاوش سے وہ نام حاصل کیا ۔ جو تمدّن و تہذیب کی تاریخ میں قیامت تک باقی رہیگا ۔ اس زندۂ جاوید ہستی کا نام طامسن آتما ایڈیسن ہے ۔ جس

[1] حضرت خضر کے متعلق خیال ہے ۔ کہ وہ ہمیشہ زندہ رہینگے ۔
یعنی انسان کا اس دنیا سے کبھی جی نہیں بھرتا ہے۔

[2] یعنی ہمارا شوق تو پورا نہیں ہوا ۔

نے برقی لیمپ - گراموفون[1] - ٹیلیفون[2] - کینما بیٹو گراف[3] اور
اسی قسم کی صدہا عجیب و غریب چیزیں ایجاد کیں
اور دُنیا پر ظاہر کر دیا - کہ انسانی عقل کا خدائی
چراغ عالم کائنات کی تاریکیوں میں بجلی بن کر
چمک سکتا ہے - اور تمام جہان کو منوّر کر سکتا
ہے - اگر ایڈیسن اوائل عمر میں اپنی حالت پر
قانع ہو جاتا اور مزید ترقّی کی کوشش نہ کرتا -
تو یقیناً وہ بھی ایک مجہول اور نا معلوم انسان ہوتا -
اور گوشۂ گمنامی میں پڑا پڑا ہمیشہ کی نیند سو
جاتا - لیکن اُس نے سعی و ہمّت سے جو شیوۂ مردانگی
ہے - کبھی جی نہ چُرایا - اور زندگی کے اس راز کو
خوب سمجھ لیا - کہ بے ہمّت - پست خیال - کم حوصلہ لوگ
نہ صرف اپنی ذات کے لئے مضر ہوتے ہیں - بلکہ
مُلک و قوم اور تمام عالم کے لئے غیر مفید اور
مضرت رساں ہوتے ہیں - خود ایڈیسن اگر ہمّت مردانہ
سے کام نہ لیتا - تو تم خود بتاؤ - دنیا اُس کی

---

[1] - ایک قسم کا باجا جس میں توا سا لگا دیتے ہیں - اور پھر اس میں سے راگ نکلتا ہے +

[2] - ایک آلہ جس کے ذریعے میلوں سے ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کر سکتے ہیں +

[3] - ایک مشین جس سے تصویریں چلتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں +

ایجادات اور مخترعات سے کیونکر مستفید ہوتی - اور یہ طلسمات جو معجزے یا جادو سے کم نہیں - کیونکر وجود پذیر ہوتے +

یہ سچ ہے - کہ ہر انسان موجد اور مخترع نہیں ہو سکتا . مگر کیا وہ کسی اعلٰے مقصد کے حصول کے لئے انتہائی کوشش بھی نہیں کر سکتا؟ اور پھر یہ کہ کوشش کئے بغیر انسان کو معلوم بھی کیسے ہو سکتا ہے - کہ وہ کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں کر سکتا - ایڈیسن نے بھی پہلے سعی بلیغ کی - تب کہیں جا کر وہ حالات پیدا ہوئے - جو ہمارے لئے موجب استعجاب و تحیرّ ہیں +

ٹامس آنما ایڈیسن نے سائنس کے مسلّمہ اصولوں کی مدد سے بہت سی نئی چیزیں ایجاد کیں - اور اس طرح اپنے خداداد افکار و خیالات کو عملی جامہ پہنایا - اس کی زندگی کا مطالعہ ہم کو بتاتا ہے - کہ تعلیم کے وسائل کی غیر موجودگی میں بھی خدا کی دی ہوئی طاقتیں سعی و کوشش سے کمال کا درجہ حاصل کر سکتی ہیں +

ایڈیسن اوہیو[1] Ohio کے ایک چھوٹے سے قصبہ میلان Milan میں پیدا ہوا - اس کا باپ اگرچہ کامل فن تھا - مگر غیر مستقل مزاجی اور تلوّن طبیعت

---

[1] - جنوبی امریکہ کی ایک ریاست +

کی وجہ سے اپنے کار و بار میں کچھ زیادہ کامیابی حاصل نہ کر سکا +

اڈیسن بچپن ہی میں سعدی کے اس شعر کا مصداق تھا ؎

بالائے سرش زِ ہوشمندی
مے تافت ستارۂ بلندی

وہ بیحد متین اور سنجیدہ - ذہین اور ہوشیار تھا - اُس کی ہر ادا اُس کی فطرتِ سلیم کا پتہ دیتی تھی - وہ ہر چیز کے متعلق پوچھتا تھا - یہ کیا ہے ؟ کیوں ہے ؟ ایسی کیوں ہے ؟ ویسی کیوں نہیں ؟ وغیرہ وغیرہ +

ذہین بچے اکثر صحت کے اچھے نہیں ہوتے - اڈیسن بھی اس قاعدے سے مستثنےٰ نہ تھا - محض صحت کی خرابی کی وجہ سے وہ اچھی بڑی عمر میں سکول بھیجا گیا - اور اس پر طرّہ یہ کہ اُستاد بھی قابل نہ ملے - اڈیسن سوال کرتا - اُستادوں سے جواب نہ بن پڑتا - اور اُلٹا اُسے ہی ڈانٹ بتائی جاتی - نتیجہ یہ ہُوا - کہ اُس کی والدہ نے جو خود بھی معلّمہ تھی - اڈیسن کو مدرسے سے اُٹھا لیا - اور خود تعلیم دینی شروع کی - ماں سے بڑھ کر ہمدرد استاد کہاں مل سکتا ہے - اِدھر ایسا شفیق اُستاد - اُدھر شاگرد اڈیسن سا - بس سمجھ لو - چند دنوں ہی میں کہیں کا کہیں پہنچ گیا +

لہ - اُس کے سر پر سمجھ کی وجہ سے اقبال کا ستارہ چمکتا تھا +

دس سال کی عمر میں انگلستان اور روما کی تاریخی کتابیں جن کے مصنّف گبن صاحب ہیں - سمجھ کر دیکھ ڈالیں - اور انسائیکلوپیڈیا Encyclopaedia کا مطالعہ شروع کر دیا - غالباً اِسی کتاب کا مطالعہ علم کیمیا کے ساتھ اس کی دلچسپی کا موجب ہوا ؏

اُنہیں ایّام میں ایسے واقعات پیش آئے - کہ اُس کے والدین کو تبدیلِ مکان کی ضرورت محسوس ہوئی - اور وہ پورٹ ہیورن Port Horon میں جا مقیم ہوئے یہاں آن کر اُن کی مالی حالت پہلے سے کچھ بہتر ہو گئی - اب کیا تھا - کتابیں خریدی گئیں - اور مکان کے تہ خانے میں کیمیا کے عملی تجربے ہونے لگے - جب بارہ برس کا ہوا - تو خیال آیا - کہ ماں باپ کی مدد کے لئے کچھ معاش کی بھی فکر کرنی چاہیئے - چنانچہ پورٹ ہیورن اور ڈیٹرارٹ کے درمیان ریلوے لائن پر اخبار فروشی شروع کر دی - گاڑی میں اُسے ایک چھوٹا سا علیٰحدہ کمرہ مل گیا - جس میں اُس نے اپنا کتب خانہ اور سامانِ کیمیا جما دیا - اخبار فروشی سے فرصت ملتی تو اِدھر جُٹ پڑتا - کچھ روز بعد ایک چھوٹا سا پریس اور کچھ ٹائپ خرید لیا - اور چلتی ریل سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کر دیا - جس میں سفر اور مسافروں کے حالات - منڈیوں کے نرخ اور دیگر روزانہ خبریں

درج ہوئیں - اسی اُدھیڑ بُن میں ایڈیسن کی عمر سولہ برس کی ہوگئی ؛

زندگی میں اکثر ایسے واقعات پیش آ جاتے ہیں - کہ اُن کا ظاہر رنجدہ مگر باطن ترقیوں کا راز اور کامیابیوں کا پیش خیمہ ہوتا ہے - یہ واقعات شاذ نہیں - بلکہ ہونہار اور کامیاب ہستیوں کے ساتھ آئے دن پیش آتے رہتے ہیں - کسی نے خوب کہا ہے - "خدا شرّےؔ[1] بر انگیزد کہ خیرے ما دراں باشد"- ایک دن فاسفورس کی بوتل الماری سے گر کر ٹوٹ گئی - اور گاڑی میں آگ لگ گئی - اس قصور پر گارڈ نے پیٹا اور نکال دیا - تمام مال و اسباب تلف ہوگیا - اور مکّوں اور گھونسوں کا اثر پہلے تو قوّتِ سامعہ میں زوال کا اور آخر میں اس کی سلبیت کا موجب ہوگیا - کون جانتا تھا - اور جان بھی کیونکر سکتا تھا - کہ اس مصیبت و ابتلا کی تاریکی میں ایڈیسن کو آبِ حیات پلایا جا رہا ہے - جو اس کے نام کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھیگا ؛

اس واقعہ کے بعد ایڈیسن پھر اپنے کام میں مصروف ہوگیا - اور چند دنوں ہی میں پنپ کر ویسی ہی حالت پیدا کر لی - اب اس زبردست شخصیت

[1] - خدا کرے دشمن کوئی ایسی حرکت کرے - جس میں ہمارا فائدہ ہو ؛

کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ جو آج دُنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ÷

ایک دن کلیمن Kalaiman کے ریلوے اسٹیشن پر گاڑی کی آمد کا منتظر تھا۔ کہ اتفاقاً عین انجن کی زد میں ایک بچہ نظر آیا۔ اس نے فوراً لپک کر بچے کو اُٹھا لیا۔ اور گاڑی سَن سے نکل گئی۔ یہ بچہ سٹیشن ماسٹر کا تھا۔ اُس نے شکریے میں اُسے تار کا کام سکھا دیا۔ اور یہ کام سیکھ کر مختلف مقامات پر تار بابو کے فرائض انجام دیتا رہا۔ لیکن اس ملازمت کے دوران میں اُسے جب اور جس وقت فرصت ملتی۔ اپنے کیمیائی تجربوں میں مصروف و مشغول ہو جاتا۔ چنانچہ اسی زمانے میں ڈوپلکس ٹیلیگراف یعنی ایک ہی تار کے ذریعے دو پیغام بھیجنے کا آلہ ایجاد کیا۔ مگر اس وقت کچھ اس کی ایسی قدر نہ ہوئی ÷

اس کے بعد ایڈیسن نیو یارک گیا۔ وہاں افلاس کے ہاتھوں تنگ آکر ایک ٹیلیگراف کمپنی کے دفتر میں ملازمت کی درخواست کی۔ یہ ابھی جواب ہی کا منتظر تھا۔ کہ وہاں مشین بگڑ گئی۔ اور کام رُک گیا۔ جب مشین کسی سے بھی درست نہ ہوئی۔ تو ایڈیسن نے اجازت لے کر آن کی آن میں مشین چلا کر اُن کے

حوالے کی۔ اب کیا تھا۔ سکہّ بیٹھ گیا۔ فوراً تین سو ڈالرٔ ماہوار پر ملازم رکھ لیا گیا۔ترقی کے لیئے جتنی چیزوں کی ضرورت تھی۔ایڈیسن کو اب سب حاصل تھیں۔ اطمینان۔ روپیہ۔ فرصت۔ فارغ البالی۔ایک ہی سال میں تار کے متعلق اپنی بہت سی ایجادوں کو کثیر رقم لے کر بیچ دیا۔ اور اس رقم سے ایک کارخانہ قائم کر لیا۔ اور تار کے آلات بنانے شروع کر دئے۔ اور اب اس کا وقت تمام تر ایجاد و اختراع میں صرف ہونے لگا +

کواڈرو پلکس ٹیلیگرافی Quadrunlex Telegraphy

اس کی مشہور ایجادات میں سے ہے۔اس پر ایک تار میں چار پیغام ایک ہی وقت میں روانہ ہو سکتے ہیں ٹیلیفون Telephone میں ایسی مفید تبدیلی کی۔ کہ وہ بہ نسبت زیادہ کار آمد ہوگیا۔ اور آواز پہلے سے بہت زیادہ صاف آنے لگی +

اسی زمانے میں اُس نے فونوگراف ایجاد کیا۔اگرچہ آواز کو بند کرنے کی کوشش پہلے بھی ہو چکی تھی۔ اُس کو اس کا علم نہ تھا۔بہر حال کارآمد فونوگراف اسی کی سعی کا نتیجہ ہے۔ وہ خود کہتا ہے۔کہ جب میں نے آواز دہرانے والا آلہ لگا کر مشین کو چلایا۔ اور

ٔ ۔ ایک امریکن سکہّ جو تین روپے کے برابر ہوتا ہے +

جو الفاظ گائے گئے تھے - وہی بعینہٖ نکلے - تو میں ہکا بکا
رہ گیا - ایڈیسن نے اس ایجاد کو پیٹنٹ Patent
کرا لیا - اوروں نے اس کو ترقی دیکر گراموفون Gramophone
اور ڈکٹوفون Dictophone وغیرہ آلات بنا لئے - ڈکٹوفون
Dictophone ایک چھوٹا سا آلہ ہے - کثیر المشاغل لوگ
احکام و ہدایات اِس کو سُنا جاتے ہیں - جب اُن
کے نائبوں کو فرصت ملتی ہے - وہ اس آلے سے
سُن کر احکام و ہدایات کی نقل کر لیتے ہیں +

جب پہلے پہل بجلی کے لیمپ ایجاد ہوئے - تو
صرف اُن میں قوسِ برقی ایلکٹرک آرک Electric Arc
استعمال کی جاتی تھی - مگر یہ لیمپ کبھی کبھی چٹاخے دیتے
تھے - اور شرارے پھینکتے تھے - اس لئے یہ صرف سڑکوں اور
عظیم الشان عمارتوں ہی کے کام کے تھے - بجلی کی لطیف
اور ٹھنڈی دلکش روشنی جو گھروں کی زینت کو
دو بالا کرتی ہے - اور دفاتر و معابد اور دکانوں اور
تماشا گاہوں کو بقعۂ نور بنا دیتی ہے - کسی کے فانوسِ خیال
میں نہ آئی تھی - ایڈیسن نے اس ایجاد کے لئے فونوگراف
کو ادھورا چھوڑ کر ایک ایسا برقی لیمپ ایجاد کیا - جس
میں شیشے کے گولے کے اندر محض ایک باریک تار گرم
ہو کر نور بیزی کرنے لگا - اور ساتھ ہی ایک ایسا طریقہ
کہ ایک ہی تار سے بیسیوں لیمپ آنِ واحد میں روشن ہو سکتے ہیں +

ہو جائیں - اس نے اس چیز پر متواتر دو سال صرف کئے - اور بجلی پیدا کرنے والی مشینوں میں مختلف ترمیمیں کیں - اور اس سے گرمی - روشنی اور طاقت حاصل کرنے کے وسائل نکالے - جن کا نتیجہ یہ ہے - کہ اب اگر چاہو تو بیسیوں میل کے فاصلے پر ایک آبشار کی برقی طاقت کو کام میں لا کر اپنے گھر میں لمپ روشن کر لو - اور پھر اس کی مدد سے کمرے گرم کر لو - کھانا پکا لو - کارخانے چلا لو - ریلیں دوڑا لو +

چلتی پھرتی تصاویر کا اگرچہ ایڈیسن موجد نہیں - تاہم اُس کی اختراعات اس حیرت انگیز آلے کی تکمیل ہے لئے بہت کچھ مفید اور کارآمد ثابت ہوئی ہیں - ایڈیسن نے بجلی جمع کرنے کی عجیب و غریب بیٹری بنائی - پتھر پیسنے کے لئے دیوسان نکالی - سیمنٹ کے لئے بھٹی تیار کی - اور اسی قسم کی بے شمار چیزیں ایجاد کیں - خود اُن سے کام لیا - اور دُنیا کو اُن سے فائدہ پہنچایا +

ابھی جنگ عالمگیر کے زمانے میں جب کاربالک ایسڈ کے کمیاب ہو جانے کا خطرہ محسوس ہونے لگا - تو ایڈیسن نے نہ صرف کاربالک ایسڈ بنانے کے آلات ایجاد کئے - بلکہ بنزول Benzole جس سے خود کاربالک ایسڈ بنایا جاتا ہے - اس کے تیار کرنے کا سامان کر دیا +

ئہ - ایک ا

سُوالات

۱- ایڈیسن کی ابتدائی زندگی کے حالات ایک پیرگراف میں بیان کرو ۔

۲- ایڈیسن کی اختراعات پر ایک مختصر نوٹ لکھو ۔

۳- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ - اور جن لفظوں کے نیچے سیاہ لکیر ہے - انہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو۔

کاوش - تمدّن - زندۂ جاوید - کائنات - مجہول - مصرت رساں - مستفید - موجد - مخترع - مصداق - متین - فطرت سلیم - مستثنےٰ - تلف ہونا - دستبرد - کر... - ...ابد - بقعۂ نور - نور بیزی ۔

مرزا ہادی

ہوائی جہاز[۱]

از انیس ادب

۱ اے پرندِ[۲] مغربی ہوتا ہے جب تو پر فشاں[۳]

۱- اس نظم کو مثلّث کہینگے - کیونکہ اس میں ہر بند تین شعروں کا ہے۔

۲- ہوائی جہاز کو پرندِ مغربی اس وجہ سے کہا - کہ اس کی ایجاد مغرب یعنی یورپ میں ہوئی ہے ۔

۳- پر فشاں کے معنی ہیں پروں کو پھڑپھڑانا یعنی اڑنے کے لئے تیار ہونا - یہاں اُڑنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے ۔

تنگ ہو جاتا ہے میدانِ فضائے آسماں
دیکھتے ہیں ٹکٹکی باندھے تجھے اہلِ جہاں
۲ اے ہوا میں اڑنے والے اے پری پیکر جہاز
اے فضا کے طائرِ بے بال خوش منظر جہاز
ہاں دکھا دے آج چل کے مجھ کو سیرِ آسماں
۳ اہلِ اوجِ ترقی ہے ترا پیکِ خیال
تو نے آساں کر کے دکھلایا ہے اک کارِ محال
کونسی قوّت بتا دے تیرے دل میں ہے نہاں
۴ گو کہ ہیں پستی کے ساکن[۲] آج ہیں رفعت نصیب
عالمِ بالا کے منظر ہوتے جاتے ہیں قریب
جا رہے ہیں چین سے بیٹھے سرِ تخت رواں
۵ جُز فضا ملتا نہیں ہے اب کسی شے کا اثر
آسماں جس کو سمجھتے تھے وہ ہے حدِ نظر
تو ہی تو ہے ~~صرف~~ مابینِ زمین و آسماں
۶ یوں اُڑینگے وہم بھی ہوتا نہ تھا اس باب میں
بچپنے میں ہاں اُڑا کرتے تھے وہ بھی خواب میں

---

[۱] یعنی آسمان پر لوگوں کو اور کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ یہ وجہ نہیں کہ آسمان در حقیقت تنگ ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہ کہ
دیکھتے ہیں ٹکٹکی باندھے تجھے اہلِ جہاں +

[۲]۔ یعنی ہم پستی کے رہنے والے ہیں۔ مگر تیری بدولت بلندی حاصل ہوئی ہے +

آج دکھلایا ہے بیداری میں تو نے یہ سماں

۷ کوئی قوّت روک لے تجھ کو بہت دشوار ہے
دل ہوا کا تو نے برمایا[۱] ہے وہ رفتار ہے
اُس[۲] کی قدرت ہے یہ نظارے کہاں اور ہم کہاں

۸ تجھ سے ظاہر ہوگئی اس عصر کی دانشوری
قوّتِ سائینس تیرے پرزے پرزے میں بھری
عقل کا اصلی مرقع علم کا اصلی نشاں

۹ ایئرشپ[۳] تو ہے یا یورپ کا ہے عِلمِ معتبر
یہ زمانہ اُڑ رہا ہے تیری صورت میں مگر
طائرِ عقلِ رسا کا تجھ پہ ہوتا ہے گماں

۱۰ جا رہا ہے تو بلندی پر غبارے کی طرح
چڑھ رہا ہے موسمِ گرما میں پارے کی طرح
قابلِ نظارہ ہے تیری ترقّی کا سماں

سُوالات

۱ - ہوائی جہاز پر ایک مختصر سا جواب مضمون لکھو ۔
۲ - پہلے - تیسرے - چوتھے - پانچویں - آٹھویں اور نویں بند کے معنی بتاؤ ۔

---

[۱] - برمانا کے معنی ہیں برمے سے چھید کرنا ۔
[۲] - یعنی خدا کی ۔
[۳] - انگریزی نام ہوائی جہاز کا ۔

۳- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ:-
خوش منظر - پیکِ خیال - رفعت - اوجِ ترقی - عصر- مرقع - دانشوری - طائرِ عقلِ رسا +

اکس ریز یا اشعۂ[۱] رانجن

اکس ریز یا اشعۂ رانجن زمانۂ حال کی حیرت انگیز ایجادوں میں سے ایک قسم کی روشنی ہے۔ جس سے جسم کی اندرونی کیفیت ہو بہو معلوم ہو سکتی ہے۔ غالباً بالکل مبالغہ نہ ہوگا۔ اگر میں یہ کہنے کی جرأت کروں۔ کہ اس روشنی کے دریافت ہونے سے طبِ جدید کا سرمایۂ فخر و نازِ فنِ جراحی دس قدم اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے موجد پروفیسر رانجن باشندۂ ورز برگ (جرمنی) نے جب جنوری ۱۸۹۶ء کے اخبار نیچر[۲] میں یہ اعلان کیا۔ کہ میں زندہ انسانوں کے نظامِ عظمے[۱] کی تصویریں لینے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ تو طبی دُنیا میں ہل چل مچ گئی۔

---

[۱]- اشعہ جمع شعاع کی۔ یعنی رانجن صاحب کی دریافت کردہ شعاعیں یا روشنی +

[۲]- ایک انگریزی رسالہ جس میں سائنٹیفک مضامین درج ہوتے ہیں۔ +

اور عام لوگ بھی دنگ رہ گئے - اس میں شک نہیں - کہ ایسا ہونا کچھ بے موقع بھی نہ تھا - کیونکہ پروفیسر رانجن کی ایجاد سے انسان کے قبضے میں ایک ایسی قوت آ گئی تھی - جس سے آگے چل کر بنی نوعِ انسان کے فائدے کے لئے بڑے بڑے کام ظہور میں آنے والے تھے - اگرچہ ایک ایسی روشنی کی ایجاد ہونی جو انسانی گوشت اور ملبوسات کتابوں کی جلدوں اور لکڑی جیسی ٹھوس چیزوں کے اندر داخل ہو سکے - بذاتہٖ کچھ کم تعجب خیز بات نہ تھی - لیکن علے الخصوص ڈاکٹروں کے لئے تو یہ ایک نعمت غیر مترقبہ تھی - کیونکہ وہ اب ان چیزوں کو جن کو جسم کے اندر پیشتر بڑی مشکل سے معلوم کر سکتے تھے - صاف دیکھ سکتے ہیں - اس سے بھی بڑھ کر اس ایجاد کا عجیب ترین حصّہ خود روشنی تھی - کیونکہ نہ تو وہ آفتاب کی روشنی تھی - نہ معمولی برقی روشنی - دُنیا کی بہت سی بڑی بڑی ایجادوں کی طرح اکس ریز کی ایجاد محض اتفاقیہ تھی - ایک دن رانجن کروکز کی نلی سے کچھ تجربہ کر رہا تھا (جو شیشے کی ایک نلی ہوتی ہے) اور اگر اس کے اندر کی ہوا نکال کر بجلی کی قوی رَو اِس میں داخل کی جائے - تو اس سے خاص قسم کی روشنی پیدا ہوتی ہے - مگر رانجن کی نلی پر چاروں طرف سیاہ کاغذ منڈھا ہُوا

تھا - اور کمرے میں بالکل اندھیرا تھا - یکایک کاغذ روشن ہوگیا - اور اُس کی چمک کم و بیش دو دو گز تک پہنچنے لگی - رانجن اور نیز دوسرے لوگوں کے مسلسل تجربوں نے جن میں سب سے بڑا حصہ زانتھن کا ہے - ثابت کر دیا - کہ ان شعاعوں کی راہ میں لکڑی یا اس قسم کی اور بہت سی چیزیں مطلق حائل نہیں ہوتیں - اور شعاعیں اُن کے اندر آسانی سے نفوذ کر جاتی ہیں - اور سوائے ہڈی یا لوہے جیسی سخت چیزوں کے ان کا روکنے والا کوئی نہیں ہے - مثلاً اگر ہم اپنے ہاتھ کا فوٹو لیں - تو اس سے وہ معمولی شکل پیدا ہوگی - جو ہم آنکھ سے دیکھتے ہیں - لیکن اگر فوٹو اکس ریز کے ذریعے سے لیا جائے - تو گوشت - پوست اور اعصاب و شرائین غائب ہو کر صرف ہڈیوں کے ڈھانچ کی تصویر آ جائیگی - جراحوں کو اس سے بہت بڑی سہولت ہو گئی ہے - کیونکہ ان شعاعوں کے ذریعے سے مقام ماؤف کا پتہ بہت جلد لگ جاتا ہے - اور شبہ میں متعدد جگہ عمل جراحی نہیں کرنا پڑتا - فرض کیجئے کہ میدانِ جنگ میں کسی سپاہی کے جسم کے اندر گولیاں رہ گئیں - تو اب اشعۂ رانجن کی مدد سے فوراً دریافت ہو سکتا ہے - کہ گولیاں جسم کے کس کس حصے میں ہیں - ورنہ

پیشتر جسم کو چھلنی کی طرح چھید ے بغیر گولیوں کا نکلنا ممکن نہ تھا - خدا اس کے موجد پر رحم کرے - اس کے ذریعے سے مریضوں کے دُکھ میں کتنی تخفیف ہوگئی - جرّاحوں کے علاوہ ڈاکخانہ اور پولیس والے بھی اِس سے مدد لیتے ہیں - اس کے ذریعے سے پارسلوں کے اندر کی چیزیں معلوم کر کے ممنوع البیع چیزیں روکی جا سکتی ہیں - غرض کہ اکس ریز بھی خدا کی دی ہوئی قوّتوں کا عجیب ترین نمونہ ہے +

امریکہ کے ایک ڈاکٹر نے یہ بھی دریافت کیا ہے - کہ اکس ریز کے ذریعے سے کالا رنگ گورا ہو سکتا ہے - چنانچہ وہ کامیابی کے ساتھ اس کا بارہا تجربہ کر چکا ہے - اور عنبر فام زنگی کافور رنگ ہو چکے ہیں - اگر ان تجربوں میں خاطر خواہ کامیابی ہوگئی - تو کالے سے گورا بننا انسان کے اختیار میں ہو جائیگا +

سُوالات

۱ - اشعۂ رانجن کی دریافت سے فنّ جراحی کو جو فائدہ پہنچا ہے - اس پر ایک پیرگراف لکھو +

۲ - ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-

طبِ جدید - سرمایۂ ناز - ملبوسات - نعمتِ غیر مترقبہ - مسلسل نفوذ کرنا - مقام ماؤف +

رامچندر جی ماں سے رخصت ہوتے ہیں

چکبست — از منتخباتِ نظم اُردو

۱ دل کو سنبھالتا ہوُا آخر وہ خوش خصال
خاموش ماں کے پاس گیا صورتِ[۱] خیال
دیکھا تو ایک در میں ہے بیٹھی وہ خستہ حال
سکتہ سا ہو گیا ہے یہ ہے شدّتِ ملال
تن میں لہو کا نام نہیں زرد رنگ ہے
گویا بشر نہیں کوئی تصویرِ سنگ ہے

۲ رو کر کہا خموش کھڑے کیوں ہو میری جاں
مَیں جانتی ہوں جس لئے آئے ہو میری جاں
سب کی خوشی یہی ہے تو صحرا کو ہو رواں
لیکن مَیں اپنے مُنہ سے نہ ہرگز کہونگی ہاں
کس طرح بَن میں آنکھوں کے تارے کو بھیج دوں
جوگی بنا کے راج دُلارے کو بھیج دوں

۳ سُن کر زباں سے ماں کی یہ فریادِ درد خیز
اُس خستہ جاں کے دل پہ چلی غم کی تیغ تیز
عالم یہ تھا قریب کہ آنکھیں[۲] ہوں اشک ریز
لیکن ہزار ضبط سے رونے سے کی گریز

۱ - یعنی نہایت چپ چاپ +
۲ - یعنی قریب تھا - کہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں +

سوچا یہی کہ جان سے بیکس گزر نہ جائے
ناشاد ہم کو دیکھ کے ماں اور مر نہ جائے[1]

۴ پھر عرض کی یہ مادرِ ناشاد کے حضور
مایوس کیوں ہیں آپ الم کا ہے کیوں وفور
صدمہ یہ شاق عالمِ پیری میں ہے ضرور
لیکن نہ دل سے کیجیے صبر و قرار دُور
شاید خزاں سے شکلِ عیاں ہو بہار کی
کچھ مصلحت اِسی میں ہو پروردگار کی

۵ راحت ہو یا کہ رنج خوشی ہو کہ انتشار
واجب ہر ایک رنگ میں ہے شکرِ کردگار
تم ہی نہیں ہو کشتۂ نیرنگِ روزگار
ماتم کدہ میں دہر کے لاکھوں ہیں سوگوار
سختی سہی نہیں کہ اُٹھائی کڑی نہیں
دُنیا میں کیا کسی پہ مصیبت پڑی نہیں

۶ اور آپ کو تو کچھ بھی نہیں رنج کا مقام
بعدِ سفر وطن میں ہم آئیں گے شاد کام
ہوتے ہیں بات کرتے میں چودہ برس تمام
قائم امید ہی سے ہے دُنیا ہے جس کا نام

[1] - مجھ کو ناشاد دیکھ کر ماں کی حالت کہیں بد تر نہ ہو جائے۔

اور یوں کہیں بھی رنج و بلا سے مفر[1] نہیں
کیا ہوگا دو گھڑی میں کسی کو خبر نہیں +

۷ اکثر ریاض[2] کرتے ہیں پھولوں پہ باغباں
ہے دن کی دھوپ رات کی شبنم اُنہیں گراں
لیکن جو رنگِ باغ بدلتا ہے ناگہاں
وہ گُل ہزار پردوں میں جاتے ہیں رائگاں
رکھتے ہیں جو عزیز انہیں اپنی جاں کی طرح
ملتے ہیں دستِ یاس[3] وہ برگِ خزاں کی طرح

۸ لیکن جو پھول کھلتے ہیں صحرا میں بے شمار
موقوف کچھ ریاض پہ اُن کی نہیں بہار
دیکھو یہ قدرتِ چمن[4] آرائے روزگار
وہ ابر و برف و باد میں رہتے ہیں برقرار
ہوتا ہے اُن پہ فضل جو ربِّ کریم کا
موجِ سموم بنتی ہے جھونکا نسیم کا

۱۔ فرار گاہ۔ بھاگنے کی جگہ +
۲۔ محنت کرتے ہیں +
۳۔ خزاں میں جب ہوا چلتی ہے۔ تو سوکھے ہوئے پتّے ایک دوسرے سے رگڑ کھاتے ہیں۔ اسے دستِ افسوس ملنے سے تشبیہ دی ہے +
۴۔ یعنی خدا +

۹ اپنی نگاہ ہے کرمِ کار ساز پر
صحرا چمن بنیگا وہ ہے۔ مہرباں اگر
جنگل ہو یا پہاڑ۔ سفر ہو کہ ہو حضر
رہتا نہیں وہ حال سے بندے کے بے خبر
اُس کا کرم شریک اگر ہے تو غم نہیں
دامانِ دشت دامنِ مادر سے کم نہیں

سُوالات

۱۔ اس نظم کے مضمون کو سلیس اُردو نثر میں لکھو۔
۲۔ چوتھے۔ پانچویں۔ ساتویں اور آٹھویں بند کے معنی بتاؤ۔
۳۔ ان الفاظ کو اپنے فقروں میں استعمال کرو:۔
خوش خصال۔ خستہ حال۔ ملال۔ خستہ جان۔ مصلحت۔ انتشار۔ سوگوار۔

جون آف آرک

(فرانس کی مظلومہ حامیۂ وطن) **نمبر۲**

آخر چارلس ہفتم کو ساتھ لے کے وہ برطے کرّ و فر سے اور عجیب شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوئی۔ پادشاہ کے آگے آگے سفید کپڑے پہنے۔ زلفیں بکھرائے۔

سفید گھوڑے پر سوار اور فرانس کا عَلَم ہاتھ میں لئے ہوئے وہ تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ انسان نہیں۔کوئی فرشتہ ہے۔ جو مملکتِ فرانس کی حمایت اور شاہِ چارلس کی پُشت پناہی کے لئے آسمان سے اُتر آیا ہے۔ یہ شاہی لشکر ایک قسم کی روحانی عظمت کی شان دکھاتا ہوُا شہر جانجوا کے قریب پہنچا۔ جس پر انگلستان والوں کا قبضہ تھا۔ انگریز پہلے تو اس قدر غالب آچکے تھے۔ کہ اپنے آپ کو سارے مُلکِ فرانس کا مالک تصوّر کرتے تھے۔ اور اُنہیں اپنی فتح میں ذرا بھی شک و شبہ نہ تھا۔ مگر اب جوَن کی کارروائیوں نے ان کی اس کامیابی کی رفتار میں رُکاوٹ پیدا کر کے اُنہیں پسپا کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور اُن کے دلوں پر جوَن کی ہیبت بیٹھ گئی تھی۔ تاہم انگریزوں کی حمیّت نے اس بات کو گوارا نہ کیا۔ کہ شہر کو بے لڑے فرانسیسوں کے حوالے کر دیں۔ وہ مزاحمت کے لئے تیار ہوئے۔ اور جوَن نے اُن پر بلا تامل جوش و خروش سے دھاوا کیا۔ اُس کی جانبازی نے فرانسیسی سپاہیوں کے مُردہ دلوں میں نئی زندگی پیدا کی۔ خصوصاً جب اُنہوں نے دیکھا۔ کہ جون آف آرک بغیر اس کے کہ ذرا بھی ہچکچائے اور اُس کے قدم کو کچھ بھی لغزش ہو۔

جھنڈے کو ہلاتی ہوئی سیڑھی لگا کر شہر پناہ پر چڑھ گئی۔ تو سب نے جان پر کھیل کے چاروں طرف سے یورش کر دی +

لیکن خود جوَن جب سیڑھی کے اوپر کے زینے تک پہنچی۔ اور شہر پناہ پر قدم جمانے کو تھی۔ کہ ناگہاں سیڑھی لڑھک کے نیچے آ رہی۔ اور اُس کے ساتھ ہی جون آف آرک بھی کھائی کے اندر تھی۔ گرنے میں کچھ ایسی چوٹ آئی۔ کہ جون کو غش آگیا۔ مگر ہوش آتے ہی اپنے آپ کو سنبھالا۔ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ گرد جھاڑ کے اوپر آئی۔ اور فوج کو للکارا۔ کہ "بہادرو! اِسی حملے پر لڑائی ختم ہے اور فتح تمہارے ہاتھ ہے"۔ ان سحر آگین الفاظ نے سب میں کچھ ایسا بلا کا جوش پیدا کر دیا۔ کہ سر ہتھیلیوں پر لے کے بڑھے۔ اور آناً فاناً میں انگریزوں کو مغلوب کر دیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد شہر فرانسیسوں کے قبضے میں تھا +

اس معرکے کے بعد انگریزوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور اُنہیں کلیتہً مایوسی ہو گئی۔ چنانچہ اُن کے سپہ سالار اعظم ٹالبوٹ نے خود ہی مصلحت دیکھ کے فرانس کے تمام شہروں پر سے اپنا قبضہ اُٹھا لیا۔ اور سارے انگریزی لشکروں کو جو مختلف

اطراف اور شہروں میں پھیلے ہوئے تھے۔ یکجا کر کے دار السلطنت پیرس کا ارادہ کیا +

دوسری طرف جون آف آرک برابر شکستیں دیتی اور فتحوں پر فتحیں حاصل کرتی بڑھتی چلی جاتی تھی۔ اور اس کے مقابل کسی جگہ انگریزوں کا قدم نہ ٹکتا تھا۔ آخر وہ شہر رائن میں پہنچی۔ جہاں ۱۷۔ جولائی ۱۴۲۹ء کو اُس نے بڑے ہی اہتمام اور نہایت تزک و احتشام سے شاہ چارلس کو تاجِ شاہی پہنایا۔ تاجپوشی کے وقت جون حسب معمول سفید لباس پہنے اور عَلَم ہاتھ میں لئے تخت کے آگے کھڑی تھی۔ اسی نے بادشاہ کو تاج پہنایا۔ اور اس کی کمر میں تلوار اپنے ہاتھ سے باندھی +

ان سب باتوں کو وہ ایک عجیب خلوص اور جوشِ مسرت سے اپنے ایک دینی اور روحانی فرض کی طرح بجا لائی۔ اور جب تمام رسوم تاجپوشی ادا ہو چکے۔ تو اُس پر ایک رقّت کا عالم طاری ہُوا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فوراً جُھک کے چارلس کے قدموں سے لپٹ گئی۔ اپنے گرم آنسوؤں سے اُس کے قدم دھوئے۔ اور نہایت جوش کے ساتھ بولی۔ "اب حضور کی فتح پوری ہوگئی۔ اور جو میں نے کہا تھا۔ کر دکھایا۔ بس اب مجھے آزاد کیجئے۔ کہ خوش خوش اپنے گھر

جاؤں - اپنے اُسی سنسان گاؤں اور گوشہ تنہائی میں بیٹھ کے چرخہ کاتوں - اور باپ کی بھیڑیں چراؤں - جس مشغلے میں کہ مَیں اِس سے پہلے مصروف تھی"۔ چارلس نے یہ کلمات سُن کے کہا - بھلا اب میں اُس حامی اور پُشت پناہِ قوم کو چھوڑ سکتا ہوں - جس نے قوم کو ہلاکت سے بچایا ہے؟ اب ملک کی ترقی اور قوم کی بہبود تمہارے ہی دم قدم سے وابستہ ہے - اور مجھ سے نہ ہوگا - کہ کامیابی کے بعد تمہارا دامن ہاتھ سے چھوڑ دوں"۔

بادشاہ کا یہ جملہ ساری قوم کے خیالات کا ترجمان تھا - اِس لئے کہ اب فرانس کی تمام رعایا کو جوَن سے بے حد عقیدت تھی - اور سوا چند امرا اور فوجی افسروں کے جن کو جوَن کے ساتھ بُغض و عناد تھا - سارے اہلِ فرانس جوَن ہی کی رفاقت میں اپنی فلاح سمجھتے تھے - اُس کے جھنڈے کے گرد اُنہیں تمام بزرگانِ سلف اور ولیوں کی روحیں نظر آتی تھیں - بادشاہ کے روکنے سے وہ رُک تو گئی - مگر اُسی گھڑی سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے مسرت و شادمانی ہمیشہ کے لئے اُس کے دل سے رخصت ہوگئی - اور گویا وہ بالکل بدل گئی - اب اُس میں نہ وہ قومی حمیت نظر آتی تھی -

اور نہ وہ اگلی سی جوانمردی و شجاعت - اُس کی سیرت و طبیعت - اُس کے اوضاع و اطوار اور اُس کے افعال و اقوال میں ایسا حیرت انگیز انقلاب ہوگیا کہ اُس کی باتیں سُن کے اور اس کی حالت دیکھ کے لوگوں کو تعجّب ہوتا تھا - اب بجائے اُس جوش و اولو العزمی کے وہ طرح طرح کے اوہام میں مبتلا اور اپنی حالت پر آپ ہی متحیّر نظر آتی - ہر وقت رویا کرتی - اور ایسا معلوم ہوتا تھا - کہ وہ ساری قوتِ باطنی جس کے برتے پر اُس نے یہ سب کچھ کر دکھایا تھا - اُس سے سلب ہوگئی ہے *

مگر یہ مزاجی انقلاب دیکھنے پر بھی بادشاہ نے اُسے اپنے پاس سے نہ جانے دیا - اور آخر اُس نے رانس کے گرجے سے اپنے اسلحہ پھر نے کے جسم پر آراستہ کئے - شہسواروں کی وضع بنائی - اور معرکہ آرائی کے لئے روانہ ہوئی - لیکن خرابی یہ تھی - کہ اِدھر تو خود جوَن اس طرح بدل گئی تھی - اور اُدھر اُمرائے فرانس کے دلوں میں اُس کا بُغض اور بڑھ گیا تھا - اور وہ بادشاہ کو جوَن پر مہربان اور ہر بات میں اُس کا مطیع فرمان دیکھ کے آتش حسد سے جلے مرتے تھے - وہ اُس پر طعن و تشنیع کرتے - روز اُس پر جھوٹے اتہام لگاتے - اُس کے کارناموں کو

برائی کے لباس میں دکھلاتے۔ اُسے بدنام کرتے۔ اور لشکریوں کو اُس کی طرف سے بد ظن کر کر کے نافرمانی اور سرکشی پر آمادہ کرتے۔ یہاں تک کہ اُس کے چال چلن پر حملہ کرنے میں بھی محسن کُش امرائے فرانس نے دریغ نہ کیا۔ جون کا معمول تھا کہ اب سوا شریف خاتونوں اور پاکدامن ننّوں کے اور کسی کی صحبت میں نہ بیٹھتی۔ کسی مرد سے خلا ملا نہ رکھتی۔ معزز اور آبرو دار عورتوں میں اپنی راتیں بسر کیا کرتی۔ اور کسی کو اس پر الزام لگانے کا موقع نہ مل سکتا۔ مگر اس پر بھی بد طینت اور ناسپاس اُمرائے فرانس نے اُس کے بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ وہ نہایت سختی کے ساتھ اُن کے الزاموں کی تردید کرتی۔ مگر سچ یہ ہے کہ فرانس والوں نے اپنی افترا بندیوں اور ناحق شناسیوں سے اُس کے بے لوث اور پاک و صاف دل کو بڑے بڑے چرکے دئے۔ اور جون کی نیک نفسی اس مزاجی انقلاب کے بعد بھی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اس نے اپنے ہاتھ سے کسی کو آزار پہنچانا گوارا نہیں کیا۔ بادشاہ اور لشکری سب اُس کے ساتھ تھے۔ اور اُس کے اختیار میں تھا۔ کہ جس افسر کو چاہتی۔ قتل کی سزا دلواتی۔ یا ایک معمولی اشارے سے مروا

ڈالتی - مگر اُس سے یہ نہ ہوسکا - کہ چاہے کیسا ہی دشمن اور اتہام لگانے والا ہو - اس کے خون سے اپنا ہاتھ رنگے - اس بارے میں سخت سے سخت غصے کے موقع پر بھی اُس کی تسلیم و رضا میں فرق نہیں آیا +

اب جون نے بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا - کہ خاص پیرس پر حملہ کر کے انگریزوں کو شکست دے اور فرانس کے دارالسلطنت کو اپنے قبضے میں لائے - اس ہدایت کے مطابق چارلس لشکر لے کے چلا - اور جون ہمراہ رکاب ہوئی - تابڑ توڑ کوچ کر کے شاہی لشکر پیرس کے گرد آ اُترا - راستے میں بھی کئی فتحیں ہوئیں - اکثر شہروں نے خود ہی سر اطاعت جھکا دیا - آخر شاہِ چارلس کے اشارے سے اُس نے مقام سینٹ انورے پر دھاوا کیا - جہاں کہ دشمنوں کا پڑاؤ تھا - اگرچہ جون نے کبھی کسی شخص کو اپنے ہاتھ سے نہیں قتل کیا - اور نہ کسی پر تلوار - نیزے یا کسی حربے سے وار کیا - مگر حملہ آوری میں ہمیشہ سپاہیوں سے آگے رہتی - اور سب سے پہلے حریف کے قلعے پر جا پہنچتی تھی - اسی میدان میں وہ کئی بار زخمی ہو کے گری اور غش آ گیا - اور ہر بار معمول تھا - کہ جب غش سے سکون ہوتا اور ہوش و حواس بجا ہوتے - تو بادشاہ سے اپنے گھر جانے کی اجازت

مانگتی - مگر چارلس نے کسی طرح منظور نہ کیا - اور آخر میں کہا "تمہاری اعلےٰ خدمات کے صلے میں تمہارے گاؤں کی مالگزاری معاف کر دی جائیگی - اور کوئی بہت اعلےٰ درجہ کی معزز خدمت تمہارے سپرد کی جائیگی"- گو کہ ان وعدوں کا اُس پر کوئی اثر نہ پڑ سکتا تھا - مگر بادشاہ کے اصرار سے مجبوراً اُسے شاہی رفاقت اور دربار داری کی زندگی اختیار کرنا ہی پڑی +

اس کے بعد بہت سے واقعات پیش آئے - جن میں اگرچہ کامیابی ہوئی - مگر امراے فرانس کی فتنہ پردازیاں اور جون کے بدنام کرنے کی کارروائیاں بدستور جاری تھیں - بلکہ روز بروز بڑھتی ہی جاتی تھیں - یہاں تک کہ ایک مرتبہ بادشاہ چارلس نے اُس کے ذمے یہ خدمت کی - کہ فوج لے کے جائے اور انگریزوں کو شہر کوم بین سے مار کے نکال دے - یہ شاہی حکم پاتے ہی وہ مسلّح ہو کے روانہ ہوئی - اور شہر پر پہنچ کے جوش و خروش سے حملے کی تیّاریاں کرنے لگی - اس موقع پر فرانسیسی افسروں کی ناپاک سازشوں کا یہ اثر نمایاں ہوا - کہ اُس نے فوج کو حملے کا حکم دیا - اور یورش کرنے کے لئے بڑھی - تو فوج والوں نے بجائے

اِس کے کہ اُس کے حکم پر عمل کریں۔ اِنحراف کیا۔ اسی قدر نہیں۔ بلکہ وہ جون کی نسبت اہانت و اتہام کے الفاظ زبان پر لائے۔ جون نے اپنی توہین کا تو کچھ خیال نہیں کیا۔ مگر انہیں حملے کے لئے اُبھارا اور خود دشمنوں کی طرف بڑھی۔ اب وہ تنہا دشمنوں کی طرف بڑھتی چلی جاتی تھی۔ گویا تن تنہا قلعے پر قبضہ کر لینے کی آرزومند تھی۔ مگر ہمراہیوں نے کسی طرح ساتھ نہ دیا۔ بلکہ شکست کھا کے بھاگے ناگہاں فرانسیسوں ہی کے ایک گروہ نے جو انگریزوں کا طرفدار تھا۔ اُسے گھیر لیا۔ اور گھوڑے سے کھینچ کر گرفتار کر لیا۔ اور کمال ناشکری و احسان فراموشی سے انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ انگریز جون کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ اور اُسے بڑی بھاری جادوگرنی تصوّر کرتے تھے۔ جون کی گرفتاری کی خبر مشہور ہوتے ہی لوگ اُس کی زیارت کو آنے لگے۔ عوام میں تو ہمدردی کا جوش تھا۔ اور غربا اُس کی اسیری پر آہ و زاری کر رہے تھے۔ مگر اُمرائے فرانس کی یہ حالت تھی۔ کہ گویا جون کے سب سے بڑے جانی دُشمن وہی تھے۔ اُنہوں نے فوراً انگریزوں سے صلح کر لی۔ بلکہ اپنی عجیب و غریب بے نفس محسنہ کو اُن کے حوالے کر کے اُن کے مطیع فرمان بن گئے +

اب علانیہ دھڑلے سے جون کی ہر بات پر اعتراض
ہو رہا تھا - اُس کی ہر ایک کارروائی پر نکتہ چینیاں
ہو رہی تھیں - اور اُس کے طرح طرح کے نام رکھے
اور اُسے ہر قسم کے الزام دئے جاتے تھے - اور
وہ نہایت استقلال و جوانمردی سے بغیر اس کے کہ
تیوریوں پر ذرا بھی بَل آئے - یا کسی قسم کی فکر
بھی چہرے سے ظاہر ہو - اپنے قید خانے میں خاموش
بیٹھی ہوئی تھی - اور تو اَور قوم فرانس کی دنائت
و ذلّت کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوگا - کہ خود
شاہِ چارلس جسے اُس نے بادشاہ بنایا - اب کمال ناشکری
کے ساتھ اُس کا دشمن تھا - اور دیگر اُمرا کی طرح وہ
بھی جون کے نام کی توہین کرتا اور اُسے طرح طرح
کے عیب لگاتا تھا - پیرس والے جون کے
سب سے زیادہ خلاف تھے - اور انگریزوں کو باربار
اُبھارتے تھے - کہ جون زندہ نہ چھوڑی جائے - اور
اُسے نہایت ہی سخت سزا دی جائے - چنانچہ وہ
اسیروں کی طرح فرانس کے قلعہ جان دی لکس برگ
میں رکھی گئی - انگریزی عدالت کے سامنے اُس پر
مقدمہ چلایا گیا - اور شاہ انگلستان ہنری نے
مقدمے کی سماعت کے لئے دو جج مقرر کئے -
اس مقدمہ کے دوران میں وہ سولہ مرتبہ اجلاس

کے سامنے لا کے پیش کی گئی - ہر بار اُس سے عجیب استقلال ظاہر ہوتا تھا - اور تمام الزامات کا وہ ایسا معقول جواب دیتی - کہ کسی کو جواب دیتے نہ بن پڑتی - آخر جب اَور کوئی الزام نہ عاید کیا جا سکا - تو صرف اس بنا پر کہ وہ جادو گرنی ہے - اُسے حبس دوام کی سزا دی گئی - اور صرف روٹی اور پانی اُس کی غذا مقرر ہوئی۔

اسی سلسلے میں اُس سے قسم کھلا کے عہد لیا گیا - کہ اب کبھی مردانے کپڑے نہ پہنونگی - اور یہ حلف لینے کے دو چار روز بعد یہ چالاکی کی گئی - کہ جب وہ سونے کے کپڑے پہن کے سو رہی - تو کسی نے چپکے سے جا کے اُس کے کپڑے غائب کر دئے اور اُن کی جگہ ایک مردانہ جوڑا رکھ دیا گیا - صبح کو جاگنے کے بعد جب اُس نے خواب گاہ کے کمرے سے نکلنا چاہا - تو مردانہ کپڑوں کے سوا اور کوئی لباس نہ ملا - مجبوراً انہی کپڑوں کو پہن کے خواب گاہ سے نکلی - ساتھ ہی چاروں طرف سے لوگوں نے نرغہ کیا - کہ تم نے اپنی قسم اور اپنے عہد کے خلاف کیا - اور اُسی لباس میں اُسے حاکم کے سامنے پکڑ لے گئے - اور اس بات کی شہادتیں پیش کیں - کہ اُس نے پھر مردانے کپڑے پہنے ہیں -

اور حضور کے ملاحظے کے لئے ہم اُسے اسی لباس میں لے آئے ہیں - مجسٹریٹ نے با ضابطہ کارروائی کر کے غریب جون پر دروغ حلفی کا جُرم عاید کیا - اور اس کی سزا یہ تجویز کی - کہ زندہ آگ میں جلا دی جائے - جو کہ اُن دنوں جادوگرنیوں کی مروّج سزا تھی - جوَن نے نہایت ضبط و تحمّل اور صبر و استقلال سے یہ حُکم سُنا - اور اُس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے - "تمہارے اس حکم کی اپیل اُس خدائے عالم و دانا کے سامنے پیش کرونگی" +

اس قدر جلد قتل کی سزا کی زیادہ وجہ یہ بھی تھی - کہ فرانس والوں نے گرفتار کر کے اُسے انگریزوں کے حوالے کر دیا تھا - برابر اصرار کر رہے تھے - کہ اُسے جلد قتل کی سزا دی جائے - انگریزوں کو اگرچہ جون کی کوششوں سے بے حد نقصان پہنچ گیا تھا - اور سچ یہ ہے - کہ اگر جون آف آرک نہ اُٹھ کھڑی ہوئی ہوتی - تو انہوں نے تمام مُلک فرانس فتح کر کے چارلس کو ہمیشہ کے لئے تاج و تخت سے محروم کر دیا ہوتا - تاہم انگریز اپنی جبلّی شجاعت کی وجہ سے اُس کی دلیری اور جوانمردی کے مدّاح تھے - اور وہ خود اُسے ایسی بے رحمی کی سزا نہ دیتے - مگر فرانس والوں کی نا شکری - احسان فراموشی - نالائقی -

اور بے جمیتی نے انگریزوں کو مجبور کر کے اُن کے ہاتھ سے ایک ایسا ظلم کرایا جو اُن کی تاریخ پر ایک بہت بدنما دھبّہ ہے ؛

اب اِس سزا کی تعمیل کا اہتمام ہونے لگا۔ فرانسیسی اُمرا سنگدل اور بے رحم تماشائیوں کی طرح جمع ہوئے۔ فرانس کی بے بس رعایا اپنی بدبختی پر روتی اور آنسو بہاتی ہوئی جمع ہوئی۔ ایک بڑی بھاری چتا بنائی گئی۔ اور اس پر جون لا کے کھڑی کر دی گئی۔ کہتے ہیں کہ موت کی اس نازک گھڑی میں اُس کے ہاتھ سے صبر و تحمل کی باگ نکل گئی۔ خوبصورت اور نازک چہرے پر بجائے متانت و استقلال کے حسرت برس رہی تھی۔ اور بار بار لبوں سے آہ نکل جاتی تھی۔ پھر جب چتا میں آگ لگا دی گئی۔ اور شعلے اس کے قریب پہنچے۔ اور اس کے پنڈے میں چرکے دینے لگے۔ تو وہ ایسی درد بھری آواز میں چیختی اور اس حضرت ربُّ العزّت کی درگاہ میں فریاد کرتی تھی۔ کہ پتھّر کا کلیجہ موم ہُوا جاتا تھا۔ عام تماشائی زار و قطار رو رہے تھے۔ مگر نہ اثر ہوتا تھا تو بے رحم امرائے فرانس کے دلوں پر +

یہ ایسا حسرت ناک اور جگر پاش پاش کرنے والا منظر تھا۔ کہ دشمنوں کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری

ہو گئے ۔ خود کارڈنل بونور (نائب پوپ) جو تعمیل حکم کرانے کے لئے آیا تھا ۔ اُس کے دل پر بھی خدا کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ایسی پیاری صورت کے دم بھر میں مٹا دینے کا اس قدر اثر ہوا ۔ کہ اس منظر کو نہ دیکھ سکا ۔ اور اُدھر سے مُنہ پھیر لیا ۔ اور اُس کی آنکھوں سے ایک سیلاب جاری تھا ۔ جس چتا پر باندھ کے جون جلائی گئی ۔ وہ اتنی بلند تھی ۔ کہ اگر کسی میں ہمدردی کا جوش بھی پیدا ہوتا ۔ تو وہ اُس کی کچھ مدد نہ کر سکتا ۔ آخر دم بھر میں شعلوں نے اُس کی سینہ شگاف چیخیں بند کر کے اُسے ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا ۔ جلنے کے بعد اُس کی خاک دریائے سین کے اوپر ہوا میں اڑا دی گئی ۔ تا کہ اُس کے جسم کا ذرّہ بھی کسی کے ہاتھ نہ آ سکے ۔ لیکن اُس عہد کے سنگدل بے عقلوں نے اُس کی فانی تصویر تو مٹا دی ۔ مگر اُس کے روشن نام کا مٹانا امکان سے باہر تھا ؛

بیگناہی کسی نہ کسی وقت ظاہر ہوتی ہی ہے ۔ اور ظالموں کو اپنا ظلم ضرور محسوس ہو جاتا ہے ۔ مگر اُس وقت سوا پچھتانے کے کچھ نہیں کر سکتے ۔ جون آف آرک کے جلائے جانے کے بیس برس بعد پیرس کے بشپ (لاٹ پادری) اور رومتہ الکبرے کے بشپ

نے آزادی سے یہ فتوےٰ جاری کیا۔ کہ جون کے حق میں جو فیصلہ کیا گیا۔ وہ غیر منصفانہ اور سراسر ظالمانہ تھا۔ اور اُس کے ساتھ ہی فرانس کے ادنے و اعلےٰ سب لوگ جون کے بے گناہ قتل کئے جانے پر پچھتانے اور کفِ افسوس ملنے لگے۔

کی مِرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اُس زودِ پشیماں کا پشیماں ہونا

جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا تھا۔ فرانس والوں کو اپنے دامن پر اُس خونِ ناحق کا دھبّہ زیادہ اُبھرتا نظر آتا تھا۔ اور کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ اس ناحق شناسی کے بار کو اپنے سینے پر سے کیونکر ہٹائیں؟ آخر ۱۸۲۰ء میں جون کے وطن ڈومری میں اُس کی ایک سنگین مورت بنا کے نصب کی گئی۔ پھر دوسری مورت خاص اُس مقام پر بنا کے قائم کی گئی۔ جہاں وہ چتا پر رکھ کے جلائی گئی تھی۔ اس کے چند روز بعد ایک مورت خاص پیرس میں ایک عمدہ موقع پر کھڑی کی گئی۔ جو اُس کی سب مورتوں سے زیادہ عمدہ اور فنِ بت تراشی کا بہترین نمونہ تھی۔ اس کے بعد ۱۸۵۱ء میں شہر اورلیان والوں نے جن کے علاقے میں جون کا وطن ڈومری واقع تھا۔ اپنے ہاں اُس کی ایک مورت بنا کے قائم کی۔ اور ہر سال ۸۔ مئی کو

اُس کی یاد تازہ کرنے کے خیال سے ایک میلہ کرنے لگے۔ جو آج تک جاری ہے۔ اس موقع پر جلسے کئے جاتے۔ اور اُن میں اُن ظالموں کی مذمّت و ہجو میں پُر جوش و پُر سوز نظمیں پڑھی جاتیں۔ جنہوں نے کمال سنگدلی سے اُس سچّی حامیۂ وطن کو اس بیرحمی کے ساتھ قتل کرایا تھا۔ اس سلسلے کے جاری ہوتے ہی اُس کی مظلومی کی تصویر دکھانے کے لئے ڈرامے تصنیف ہوئے۔ اور وہ یورپ کے تھیئٹروں میں دکھائے گئے۔ ناول شائع ہوئے۔ اور ہر طرف سے اُس سچّی پاک نفس حامیۂ وطن کی طرفداری میں آوازیں بلند ہوئیں۔ یہاں تک کہ ساری دُنیا نے تسلیم کر لیا۔ کہ جون نہایت پاک دل اور سچّی شہیدِ قوم تھی۔ اور اُس کے قتل کرنے والے بد ترین ظالم و سنگدل ٭

سوالات

۱۔ جون آف آرک کی شہادت کا حال اپنے الفاظ میں بیان کرو ٭

۲۔ ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ:۔

پشت پناہ۔ رِقّت۔ عناد۔ اوضاع و اطوار۔ اوہام۔ سلب۔ ناسپاس۔ محسن کُش۔ ناحق شناسی۔ اتہام۔ تسلیم و رضا۔ اہانت بے نفس ٭

حُبِّ وطن

حالی — از نظمِ حالی

۱ اے دل اے بندۂ[۱] وطن ہشیار
خواب غفلت سے ہو ذرا بیدار
۲ او شرابِ خودی کے متوالے
گھر کی چوکھٹ[۲] کے چومنے والے
۳ نام ہے کیا اسی کا حُبِّ وطن
جس کی تجھ کو لگی ہوئی ہے لگن
۴ کبھی بچّوں کا دھیان آتا ہے
کبھی یاروں کا غم ستاتا ہے
۵ یاد آتا ہے اپنا شہر کبھی
لَو کبھی اہلِ شہر کی ہے لگی
۶ نقش ہیں دل پہ کوچہ و بازار
پھرتے آنکھوں میں ہیں در و دیوار
۷ کیا وطن کی یہی محبّت ہے؟
یہ بھی الفت میں کوئی الفت ہے؟
۸ اِس میں انساں سے کم نہیں ہیں درند
اس سے خالی نہیں چرند و پرند

سلہ وطن کے غلام یعنی دلدادہ +
سلہ یعنی گھر سے نکلنا پسند نہیں کرتے +

۹ ٹکڑے ہوتے ہیں سنگ[۱] غربت میں
سُوکھ جاتے ہیں دُکھ فرقت میں
۱۰ جا کے کابل میں آم کا پودا
کبھی پروان چڑھ نہیں سکتا
۱۱ آ کے کابل سے یاں بہی و انار
ہو نہیں سکتے بار ور زنہار
۱۲ مچھلی جب چھوٹتی ہے پانی سے
ہاتھ دھوتی ہے زندگانی سے
۱۳ آگ سے جب ہُوا سَمَندر[۳] دور
اُس کو جینے کا پھر نہیں مقدور
۱۴ گھوڑے جب کھیت سے بچھڑتے ہیں
جان کے لالے اُن کے پڑتے ہیں
۱۵ گائے یا بھینس - اُونٹ یا بکری
اپنے اپنے ٹھکانے خوش ہیں سبھی
۱۶ کہئے حُبِّ وطن اِسی کو اگر
ہم سے حیواں نہیں ہیں کچھ کمتر

---

۱۷ ہے کوئی اپنی قوم کا ہمدرد

---

[۱] یعنی پہاڑ سے علٰحدہ ہو کر پتھر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے ۔
[۲] - بڑا نہیں ہوتا ۔
[۳] - ایک آتشی چوہے کا نام جو آگ کے باہر نہیں جی سکتا ۔

نوعِ انساں کا جس کو سمجھیں فرد

۱۸ جس پہ اطلاق[1] آدمی ہو صحیح
جس کو حیواں پہ دے سکیں ترجیح

۱۹ قوم پر کوئی زد نہ دیکھ سکے
قوم کا حالِ بد نہ دیکھ سکے

۲۰ قوم سے جان تک عزیز نہ ہو
قوم سے بڑھ کے کوئی چیز نہ ہو

۲۱ سمجھے اُن کی خوشی کو راحتِ جاں
وہاں جو نوروز[2] ہو تو عید ہو یہاں

۲۲ رنج کو اُن کے سمجھے مایۂ غم
وہاں اگر سوگ ہو تو یہاں ماتم

۲۳ بھول جائے سب اپنی قدرِ جلیل
دیکھ کر بھائیوں کو خوار و ذلیل

۲۴ جب پڑے اُن پہ گردشِ افلاک
اپنی آسائشوں پہ ڈال دے خاک

سوالات

۱۔ حُبِّ وطن پر ایک پیرگراف لکھو۔

۲۔ دوسرے بند کے مضمون کو اپنے لفظوں میں ادا کرو۔

---

[1] یعنی جسے صحیح طور پر انسان کہہ سکیں۔

[2] یعنی قوم کی خوشی میں اُس کی خوشی ہو۔

۴- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ- اور انہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو:-

زندگی سے ہاتھ دھونا - پروان چڑھنا - اطلاق - ترجیح دینا - زد - خاک ڈالنا +

از آبحیات **مرزا محمد رفیع - سودا** محمد حسین آزاد

سودا بموجب رسم زمانہ کے اوّل سلیمان قلیخاں ودادؔ[1] پھر شاہ حاتمؔ[2] کے شاگرد ہوئے۔ شاہ موصوف نے بھی اپنے دیوان کے دیباچے میں جو شاگردوں کی فہرست لکھی ہے۔ اُس میں مرزا کا نام اس طرح لکھا ہے۔ جس سے فخر کی خوشبو آتی ہے۔ خوشا نصیب اُس اُستاد کے۔ جس کی گود میں ایسا شاگرد پل کر بڑا ہو۔ خان آرزو کے شاگرد نہ تھے۔ مگر اُن کی صحبت سے فائدے بہت حاصل کئے۔ چنانچہ پہلے فارسی شعر کہا

---

[1] - مرزا محمد زمان عرف سلیمان قلیخاں کے دادا اصفہاں سے آئے تھے - یہ دلّی میں پیدا ہوئے - نواب موسوی خاں کے ساتھ اعزاز سے زندگی بسر کرتے تھے - تین سو روپیہ مہینہ پاتے تھے - اور شعر کہ کر دل خوش کرتے +

[2] - اُردو کے دوسرے دور کے شعرا میں سے تھے +

کرتے تھے۔ خانِ آرزو نے کہا۔ کہ مرزا! فارسی اب تمہاری زبان مادری نہیں۔ اس میں ایسے نہیں ہو سکتے کہ تمہارا کلام اہلِ زبان کے مقابل میں قابلِ تعریف ہو۔ طبع موزون ہے۔ شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے۔ تم اُردو کہا کرو۔ تو یکتائے زمانہ ہو گے۔ مرزا بھی سمجھ گئے۔ اور دیرینہ سال اُستاد کی نصیحت پر عمل کیا۔ غرض طبیعت کی مناسبت اور مشق کی کثرت سے دلّی جیسے شہر میں اُن کی اُستادی نے خاص و عام سے اقرار لیا۔ کہ ان کے سامنے ہی ان کی غزلیں گھر گھر اور کوچہ و بازار میں خاص و عام کی زبانوں پر جارہی تھیں +

جب کلام کا شہرہ عالمگیر ہوُا۔ تو شاہِ عالم بادشاہ اپنا کلام اصلاح کے لئے دینے لگے اور فرمائشیں کرنے لگے ایک دن کسی غزل کے لئے تقاضا کیا۔ انہوں نے عذر بیان کیا۔ حضور نے فرمایا۔ بھئی مرزا! کَے غزلیں روز کہ لیتے ہو؟ مرزا نے کہا۔ پیر و مرشد جب طبیعت لگ جاتی ہے۔ تو دو چار شعر کہ لیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ بھئی ہم تو پاخانے میں بیٹھے بیٹھے چار غزلیں کہ لیتے ہیں۔ ہاتھ باندھ کر عرض کی۔ ویسی بوُ بھی آتی ہے۔ یہ کہ کر چلے آئے۔ بادشاہ نے پھر کئی دفعہ بُلا بھیجا اور کہا۔ کہ ہماری غزلیں

بناؤ - ہم تمہیں ملک الشعرا کر دینگے - یہ نہ گئے - اور کہا - کہ حضور کی ملک الشعرائی سے کیا ہونا ہے - کریگا تو میرا کلام ملک الشعرا کریگا - پھر ایک بڑا مخمس شہر آشوب لکھا - ع

کہا میں آج یہ سودا سے کیوں ہے ڈانواں ڈول

بے درد ظاہر بین کہتے ہیں - کہ بادشاہ اور دربار بادشاہ کی ہجو کی ہے - غور سے دیکھو - تو ملک کی دلسوزی نے اپنے وطن کا مرثیہ کہا ہے ؎

مرزا دل شکستہ ہو کر گھر میں بیٹھ رہے - قدردان موجود تھے - کچھ پروا نہ ہوئی - ان میں اکثر رؤسا و اُمرا خصوصاً مہربان خاں اور بسنت خاں خواجہ سرا تھے - چنانچہ وہی بسنت خاں ہیں - جن کی تعریف میں قصیدہ کہا ہے - ؎

کل حرص نام شخصے سودا پہ مہربان ہو
بولا نصیب تیرے سب دولتِ جہاں ہو

حرص کی زبانی دنیا کی دولت اور نعمتوں کا ذکر کرکے خود کہتے ہیں - کہ اے حرص !

جو کچھ کہا ہے تونے یہ تجھ کو سب مبارک
میں اور میرے سر پر میرا بسنت خاں ہو

ان لوگوں کی بدولت ایسی فارغ البالی سے گزرتی تھی - کہ ان کے کلام کا شہرہ جب نواب شجاع الدولہ نے

لکھنؤ میں سُنا۔ تو کمال اشتیاق سے برادر من مشفق مہربانِ من لکھ کر خط مع خرچِ سفر بھیجا اور طلب کیا۔ انہیں دلّی کا چھوڑنا گوارا نہ ہُوا۔ جواب میں فقط اس رباعی پر حسنِ معذرت کو ختم کیا۔ ؎

سودا پےٴ دنیا تو بھر سُو کب تک؟
آوارہ ازیں کوچہ باں کُو کب تک؟
حاصل اس سے یہی نہ کہ دنیا ہووے؟
بالفرض ہُوا یوں بھی۔ تو پھر تو کب تک؟

گرمیٔ کلام کے ساتھ ظرافت جو اُن کی زبان سے ٹپکتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بڑھاپے تک شوخیٔ طفلانہ ان کے مزاج میں اُمنگ دکھاتی تھی۔ مگر ہجوؤں کا مجموعہ جو کلیات میں ہے۔ اِس کا ورق ورق ہنسنے والوں کے لئے زعفران زارِ کشمیر[۳] کی کیاریاں ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ طبیعت کی شگفتگی اور زندہ دلی کسی طرح کے فکر و تردّد کو پاس

۱۔ یعنی اس سے بہتر معذرت نہیں ہو سکتی۔

۲۔ نہ یہاں حرفِ انکار نہیں ہے۔ حرفِ تاکید ہے۔ جیسے

آؤ نہ اتنی دیر ہمیں تم کریں کلام
روزِ جزا ابھی ہے توقف حساب میں

۳۔ زعفران کے کھیت کے متعلق مشہور ہے۔ کہ اگر اس میں کوئی جائے تو بے ساختہ ہنسنے لگتا ہے۔

نہ آنے دیتی تھی - گرمی اور مزاج کی تیزی بجلی کا حکم رکھتی تھی - اور اس شدت کے ساتھ کہ نہ کوئی انعام اُسے بجھا سکتا تھا - نہ کوئی خطر اُسے دبا سکتا تھا - نتیجہ اس کا یہ تھا - کہ ذرا سی ناراضی میں بے اختیار ہو جاتے تھے - کچھ اور بس نہ چلتا تھا - جھٹ ایک ہجو کا طومار تیار کر دیتے تھے ؎

غنچہ نام اِن کا ایک غلام تھا - ہر وقت خدمت میں رہتا تھا اور ساتھ قلمدان لئے پھرتا تھا - جب کسی سے بگڑتے - تو فوراً پکارتے - ارے غنچہ! لا تو قلمدان - ذرا میں اس کی خبر تو لوں - یہ مجھے سمجھا کیا ہے - پھر شرم کی آنکھیں بند - اور بے حیائی کا مُنہ کھول کر وہ وہ بے نقط سناتے تھے - کہ شیطان بھی امان مانگے ؎

عربی و فارسی دو ذخیرہ[1] دار اُردو کے ہیں - ان کے خزانوں میں ہجوؤں کے تھیلے بھرے ہیں - مگر اس وقت تک اُردو کے شاعر صرف ایک دو شعروں میں دل کا غبار نکال لیتے تھے - یہ طرز خاص کہ جس سے ہجو ایک موٹا تھنا اس باغ شاعری کا ہو گئی - انہی کی خوبی ہے - عالم - جاہل - فقیر - امیر - نیک - بد

[1] یعنی اُردو کی انشا پردازی نے عربی فارسی سے بہت کچھ اخذ کیا ہے ؎

کسی کی ڈاڑھی ان کے ہاتھ سے نہیں بچی - اس طرح پیچھے پڑتے تھے - کہ آدمی جان سے بیزار ہو جاتا تھا +

کل اہلِ سخن کا اتّفاق ہے - کہ مرزا فنّ شعر میں اُستاد مسلم الثبوت تھے - وہ ایسی طبیعت لے کر آئے تھے - جو شعر اور فن انشا ہی کے واسطے پیدا ہوئی تھی - میر صاحب نے بھی انہیں پورا شاعر مانا ہے - اُن کا کلام کہتا ہے - کہ دل کا کنْول ہر وقت کِھلا رہتا تھا - اس پر سب رنگوں میں ہمرنگ[۱] اور ہر رنگ[۲] میں اپنی ترنگ - جب دیکھو طبیعت شورش سے بھری اور جوش و خروش سے لبریز - نظم کی ہر فرع میں طبع آزمائی کی ہے اور کہیں رُکے نہیں - چند صفتیں خاص ہیں - جن سے کلام اِن کا جملہ شعرا سے ممتاز معلوم ہوتا ہے - اوّل یہ کہ زبان پر حاکمانہ قدرت رکھتے ہیں - کلام کا زور مضمون کی نزاکت سے ایسا دست و گریبان ہے - جیسے آگ کے شعلے میں گرمی اور روشنی - خیالات نازک اور مضامین تازہ باندھتے ہیں - مگر اس باریک نقاشی پر

---

[۱]- یعنی شاعری کی ہر صنف میں ان کا کلام زور دار ہے +

[۲]- اور ہر صنف میں ایک ایسی بات ہے - جو ان ہی کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے +

ان کی فصاحت آئینے کا کام[ل] دیتی ہے۔ تشبیہ اور استعارے ان کے ہاں ہیں۔ مگر اسی قدر کہ جتنا کھانے میں نمک یا گلاب کے پھول پر رنگ۔ رنگینی کے پردے میں مطلب اصلی کو گم نہیں ہونے دیتے +

جن اشخاص نے زبانِ اُردو کو پاک صاف کیا ہے۔ مرزا کا اُن میں پہلا نمبر ہے۔ انہوں نے فارسی محاوروں کو بھاشا میں کھپا کر ایسا ایک کیا ہے۔ جیسے علم کیمیا کا ماہر ایک مادّے کو دوسرے مادّے میں جذب کر دیتا ہے۔ اور تیسرا مادّہ پیدا کر دیتا ہے۔ کسی تیزاب سے اس کا جوڑ کھُل نہیں سکتا انہوں نے ہندی زبان کو فارسی محاوروں اور استعاروں سے نہایت زور بخشا۔ اکثر ان میں سے رواج پا گئے۔ اکثر آگے نہ چلے +

انہی کا زور طبع تھا۔ جس کی نزاکت سے دو زبانیں ترکیب پا کر تیسری زبان پیدا ہو گئی۔ اور اسے ایسی قبولیتِ عام حاصل ہوئی۔ کہ آیندہ کے لئے وہی ہندوستان کی زبان ٹھیری۔ جس کے حکّام کے درباروں اور علوم کے خزانوں پر قبضہ کیا۔ اسی کی بدولت ہماری زبان فصاحت اور انشا پردازی کا تمغہ لے کر

[ل]۔ یعنی مضامین گو باریک ہیں۔ مگر ان کی فصاحت انہیں زود فہم بنا دیتی ہے +

شائستہ زبانوں کے دربار میں عزّت کی کرسی پائیگی - اہلِ ہند کو ہمیشہ اُن کی عظمت کے سامنے ادب اور ممنونی کا سر جھکانا چاہئے - ایسی طبیعتیں کہاں پیدا ہوتی ہیں - کہ پسندِ عام کی نبض شناس ہوں اور وہی باتیں نکالیں - جن پر قبول عام رجوع کر کے سالہاسال کے لئے رواج کا قبالہ لکھ دے +

سُوالات

۱- سودا اور اُن کی شاعری پر دو پیرگراف لکھو +

۲- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ - اور اُنہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو :-

فارغ البالی - اشتیاق - معذرت - بالفرض - شگفتگی - ہمعصر - کاوش - نبض شناس - مسلم الثبوت +

سَودا **ہجو بسیار خور** از کلّیاتِ سودا

۱ جو اسے مہماں بلاوے ہے
آفت اپنے وہ گھر پہ لاوے ہے

۲ بونتا آوے ہے قدم بقدم
کہو کھانے کو جلد دیویں دم[ل]

ل- چاولوں کو بھاپ پر چھوڑنے کو دم دینا کہتے ہیں +

۳ بیٹھتے ہی نکالے ہے یہ ذکر
پیٹ کی میرے تم کو ہے کچھ فکر
۴ بھوک کچھ ان دنوں ہے کم میری
روٹیاں سو پچاس ادھ[۱] سیری
۵ نان بائی[۲] کو کہو یہ بلوا کر
جلد ان کو تنور لگوا کر
۶ جب تلک کھانے پک چکیں سارے
ان ہی کو لا کے میرے سر مارے
۷ جتنے دُنیا کے بیچ ہیں اشکال
اشتہا اُن[۳] میں تھامنا ہے محال
۸ جب تلک کھانا[۴] آوے ہی آوے
اسی بک بک میں جان کھا جاوے
۹ کھانا آوے تو اِس طرح[۵] ٹوٹے
جیسے کوئی کسی کا گھر لوٹے
۱۰ وہ جو نوکر کھڑے ہوں جس تس کے

---

[۱] - یعنی ہر روٹی آدھ سیر کی +

[۲] - روٹیاں پکانے والا +

[۳] - یعنی تمام مشکلات سے بھوک کا روکنا زیادہ مشکل ہے +

[۴] - یعنی جب تک کھانا اس کے سامنے لا کر رکھا جائے - تب تک یہی باتیں کئے جائے +

[۵] - یعنی اس طرح کھانے پر گرے +

Once Twice. Three time four time a day.

مُنہ کو حیران ہو تک رہیں اس کے

۱۱ دیگچے جب یہ چاٹ کر چھوڑے

مُنہ کو کھانے سے موڑے تو موڑے

سُوالات

۱- اِس نظم کے مضمون کو سلیس اُردو نثر میں لکھو +

۲- دم دینا - اس کے مختلف معنی بتاؤ - اور اسے اپنے فقروں میں استعمال کرو +

۳- ذیل کے محاورات کو اپنے فقروں میں استعمال کرو :-

کسی کے سر مارنا - مُنہ موڑنا +

ایک افیونی کی خواری - اور نواب کی اپنے بٹیر صف شکن کی جدائی میں بیقراری

رتن ناتھ سرشار از فسانہ آزاد

میاں آزاد ایک دن سویرے مُنہ اندھیرے بازار میں مٹر گشت کر رہے تھے - بازار بھر میں سناٹا - حلوائی بھٹی میں سو رہا ہے - مگر نانبائی برتن دھو رہا ہے - بزازہ بند - کنجڑوں[۱] کی دکان پر اروی نہ شکر قند -

۱؎ - ترکاری فروش +

جوہریوں کی دکان میں قفل لگا ہؤا ہے۔ مگر تمباکو والا جگا ہؤا ہے۔ خاکروب سڑک پر جھاڑو دے رہا ہے۔ میدے والا پسنہاریوں سے جائزہ لے رہا ہے۔ اِدھر صدائے مرغِ سحر۔ اُدھر ندائے اللہ اکبر۔ شوالے کا گھنٹہ ٹن ٹن بج رہا ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص لُنگی[۱] باندھے افیم کی پینک میں جھوم رہا ہے۔ اور بوکھلایا[۲] ہؤا چوطرفہ گھوم رہا ہے۔ ہاتھ میں چلم۔ دُکان کے صدقے ہو رہا ہے۔ کہ کہیں سے ایک چنگاری مل جائے تو دم لگے۔ دُھواں دھار حُقّہ اُڑے۔ جہاں جاتے ہیں۔ پھر آنا کی آواز آتی ہے۔ بہت ہی چکرائے لاحول ولا قوۃ۔ بھئی ایسا شہر نہیں دیکھا منحوس جہاں آگ مانگے نہ ملے۔ جانو اس میں بھی کوئی چھپّن ٹکے صرف ہوتے ہیں۔ یا گرہ سے کچھ جاتا ہے۔ الغرض محلے والوں کو صلواتیں سُناتے اور دل ہی دل میں جھلّاتے ہوئے نانبائی کی دُکان پر حضرت پہنچے ۔

حضرت۔ بڑے بھائی! اک ذری آگ تو جھپ سے دے دینا۔ میرا یار لا تو جھٹ پٹ ۔

نانبائی۔ اچھا اچھا تو دکان سے الگ رہو۔ چھاتی پر کیوں چڑھے بیٹھتے ہو۔ یہاں سَو دھندے کرنے

۱۔ تہمت ۔ ۲۔ گھبرایا ہؤا ۔

ہیں ۔ آپ کی طرح کوئی بے فکرا تو ہے نہیں ۔ کہ تڑکا ہوا اور چلم لی اور لگے کوڑی دکان مانگنے ۔ مل گئی تو خیر ۔ نہیں تو گالیاں دینی شروع کیں ۔ صبح صبح اللہ کا نام نہ رسول پیغمبر سے کام نہ رام رام ۔ چلم لئے دکان پر ڈٹ گئے ۔ واہ اچھی دل لگی مقرر کی ہے ! اب ہم اپنا کام کریں ۔ گاہکوں کو سودا دیں یا آگ دیتے پھریں ۔ اب کیا کوئی خوان لے بھاگئے گا ۔ یا کٹھڑا تاکا ہے یا بسنج پر دانت ہے ایسے ہی اُچکّے تو چوری کرتے ہیں ۔ آنکھ چوکی اور مال غائب ۔ کیا سہل لٹکا ہے کہ چلم لے کر آگ مانگنے آتے ہیں ۔ کسی دن میں چلم ولم نہ توڑ تاڑ کے پھینک دوں ۔ تم تڑکے تڑکے دُکان پر نہ آیا کرو جی ۔ نہیں مُفت[۳] میں کسی دن ٹھائیں ٹھائیں ہو جائیگی ۔

حضرت کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا ۔ جی چاہا کہ بھٹّی ہی میں سر کھونس دیں ۔ مگر سوچے کہ ہم اکیلے آدمی ۔ وہ نانبائی گوشت پراٹھے کھا کھا کر کُپّے کی طرح پھول گیا ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ ایک بیٹھنی بتائے ۔ خیر دانت پیس کر رہ گئے ۔ وہاں سے چلے ۔ تو حلوائی

---

[۱] ۔ یعنی فقیروں کی طرح دکان دکان پھرتے ۔ [۲] کونڈا ۔

[۳] ۔ مفت ۔

کی دکان پر پہنچے +

حضرت - میاں ایک ذری سی آگ دینا بھائی ہوت +

اُس وقت حلوائی کا دودھ بلی پی گئی تھی - جھلایا بیٹھا تھا - گھبراہٹ میں سمجھا کہ کوئی فقیر بھیک مانگنے آیا ہے - کڑک کر اور جھڑک کر بولا - کہ اور دکان دیکھو - سویرے سویرے کوڑی کی پڑگئی - جاتا ہے کہ دوں دھکا - رہیں کہیں مریں کہیں - کوڑی مانگنے یہاں موجود - اب کھڑا گھورتا ہے کیا ؟ دونوں[1] پھوڑ نہ ڈالوں میں +

حضرت - کچھ واہی[2] ہوا ہے بے - ابے ہم کوئی فقیر ہیں - مَیں ایک گھس پٹی نہ بتاؤں بچہ - لو صاحب ہم تو آگ مانگنے آئے ہیں - یہ ہم کو بھک منگا بتاتا ہے - اندھا ہے بے +

حلوائی - (دکان سے اُتر کر) بھک منگا ناہیں تو[3] ہے کون ؟ لنگوٹی باندھ لی اور چلے آگ مانگنے تمہارے بابا کا کرج (قرض) دھرائت ہے +

جب انہوں نے دیکھا - کہ لپاڈگی پر آمادہ ہو ہی گیا اور لُنگ کس کر دھم سے کود پڑا - تو سوچے کہ بے

---

۱ - یعنی دونوں آنکھیں +

۲ - پاگل +

۳ - یعنی بھک منگا نہیں تو اور کون ہے +

اور پٹے - یہ اس وقت جھلّایا ہُوا ہے - ایسا نہ ہو کہ دو چار گدّے کس کے لگا دے - تو بھرکس ہی نکل جائے - چُپکے سے کان دبائے چل کھڑے ہوئے - آج تڑکے تڑکے کس کا منہ دیکھا تھا - کہ جہاں جاتے ہیں - جھوڑ[۱] ہو جاتی ہے - آگ نہ ملی نہ ملی - اتنے میں دیکھا کہ ایک سنار کی دُکان پر آگ دہک رہی ہے - اُہوہوہو! بھئی یہ بیچارہ بھلا مانس آدمی ہے - بے عذر آگ دے دیگا - اتفاق سے اُس وقت سُنار دکان پر نہ تھا - یہ تو حقے کی فکر میں چندھیائے ہوئے بھتے ہی - جھپ سے دُکان پر چڑھ گئے - اِن کا دُکان پر چڑھنا تھا - کہ سُنار بھی اُسی وقت آگیا - اور ان کو دیکھ کر آگ بھبھوکا ہوگیا - تو کون ہے بے - دیکھو بے تئے نہ کرنا - سُنار نے جھلّا کر ایک چپت جمائی - ابے تو ہے کون - اور سُنئے صاحب خالی دکان پر کیا مزے سے چڑھ گئے (ایک اور دھپ جما کر) اور جو کوئی عدد[۲] جاتا رہتا - میاں افیمچی نے دیکھا - کہ اس نے تو "ایں جانب کا سر پنچوں کا سر مقرر کیا" معاً چلم پھینک کر سامنے کھڑے ہوئے - بھلا اب تو ہاتھ چلا - سنار نے دیکھا کہ منحنی سا آدمی دُبلا پتلا - اور اتنا اکڑتا ہے - بڑھ کر ایک چانٹا

---

[۱] - لڑائی +

[۲] - زیور +

اَور رسید کیا اور لیگا۔ اتنے میں تیس چالیس آدمی جمع ہوگئے۔ کیا ہے میاں کیا ہے؟ ہے کیا۔ یہ ہماری دکان پر چوری کرنے آئے تھے۔ ہم نے گردن ناپی ✣

تو میں چوری کرنے آیا تھا۔ میں چور ہوں۔ چور کی ایسی ہی صورت ہوتی ہے ✣

لوگ - کون! تم! ہمیں تو تمُ شاہیں[۱] چور معلوم ہوتے ہو۔ کال جواری۔ اچھا پھر تم اُن کی دُکان پر گئے کیوں؟ دکاندار نہیں تھا۔ تو وہاں تمہارا کیا کام۔ اور جو سونے چاندی کا گہنا لے بھاگتے۔ تو یہ تمہیں کہاں ڈھونڈتے پھرتے ✣

سُنار - توبہ کرو صاحب! اِن کا پھر پتا کہاں ملتا۔ یہ چانڈو خانے میں جاتے یا جمنا اُس پار۔ چلو تھانے پر ✣

لوگ - میاں اب جانے دو۔ تم اپنی ذات دیکھو۔ جاؤ خبردار اب دُکان پر نہ چڑھ جانا۔ نہیں پٹ جاوگے بچہ ✣

اینچی کی جان اس مخمصے سے بچی۔ تو سب سے پہلے چلم کی فکر ہوئی۔ ایں! چلم کون لے بھاگا۔ بارے خدا خدا کرکے چلم ملی۔ سُنار نے کہا۔ اچھّا آؤ آگ لیتے جاؤ۔ حضرت نے آگ پائی اور گھر کی راہ لی۔

---

[۱] - بڑے چور ✣

نڑکے تڑکے اچھی ٹھنی ہوئی - چور بنے - مار کھائی - جھڑکے گئے - تب کہیں بعد خرابیٔ بصرہ[1] آگ پائی - ایسی طلب کو آگ لگے ٭

میاں آزاد یہ دل لگی دیکھ کر آگے بڑھے - چلتے چلتے نواب کی ڈیوڑھی پر آئے اور آداب بجا لائے ٭

نواب - آج اتنا دن چڑھ گیا - کہاں تھے؟ کیا دربار گئے تھے؟

آزاد - حضور! آج بڑی دل لگی دیکھنے میں آئی - واللہ ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جائیگا - طلب بھی کیا بُری چیز ہے - اور یہ افیمچی تو اور بھی ستم ڈھاتے ہیں (ساری داستان کہ سُنائی) ٭

نواب - (کھِل کھلا کر) واللہ اچھی دل لگی ہوئی - آگ کے عوض چپتیں پڑیں - ارے میاں! ذرا خوجی کو بُلانا - ہاں ذرا خوجی کے سامنے سُنانا - کسی دن وہ بھی بہکیں گے ٭

اتنے میں خواجہ صاحب تولہ بھر افیم پی کر نشے میں عین جھومتے جھامتے لڑھکتے آئے - غلام کو حضور نے یاد کیا ہے - جی ہاں - اس وقت کس فکر میں تھے؟ اے خداوند! افیم گھول رہا تھا - اور فکر تو حضور کی بدولت قریب ہی نہیں پھٹکنے پاتی -

[1] - فسانۂ آزاد میں خرابیٔ بصرہ بکثرت استعمال کیا گیا ہے - اس سے مراد خرابی بسیار ہے - عام طور پر خرابیٔ بصرہ استعمال نہیں کیا جاتا ٭

G. H.

میں فکر کیا جانوں - جورو نہ جاتا اللہ میاں سے ناتا -
دو وقت پلاؤ اڑانا اور افیم کی چسکی لگانا - حضور!
اب تو لُٹ گیا - نوابی میں غلام پر بھی جوبن تھا -
چوک میں انگلیاں[1] اٹھتی تھیں *

مصاحب - (قہقہہ لگا کر) اچھی بے تُکی سنائی - اس وقت
جوبن اور ڈنڈ بل کا کیا ذکر تھا جی *

اتنے میں ایک چوبدار برہنہ سر پریشان و مضطر
ہانپتا ہُوا آیا - خداوند! بڑا غضب ہو گیا - کیا؟ کیوں
کیا کہوں - کہو - ایں خیر ہے! بولو تو *

سب کا رنگ فق کہ خدا ہی خیر کرے - نواب کا
کلیجہ دہل گیا - میاں کچھ مُنہ سے بولو - آخر کیا آفت
آئی - کچھ معلوم تو ہو *

چوبدار - (ہاتھ جوڑ کر) جان بخشی ہو - تو عرض کروں
بٹیر سب اُڑ گئے *

نواب - (ہاتھ ملتے ہوئے) سب!!! ارے سب اُڑ گئے -
ہائے میرے صف شکن[2] کو جو ڈھونڈ لائے - ہزار
نقدا نقد گنوائے - اِس وقت میں جینے جی مرتا
اُف اُف! بھئی ابھی سانڈنی سواروں کو حکم دو -

---

[1] - یعنی جب چوک میں سے گزرتا تھا تو لوگ میرا ڈیل ڈول دیکھ کر تعجب کرتے تھے *

[2] - بٹیر کا نام *

پنجگوسی دورہ کرہیں۔ جہاں صف شکن ملے۔ سمجھا بجھا کر لے ہی آئیں ؛

مصاحب - خداوند سمجھانا کیسا! وہ بھی کوئی آدمی ہے۔ کہ سمجھ جائیگا۔ جنور[1] لاکھ پڑھے پھر جنور ہے ؛

نواب - کوئی ہے ؟

رفقا - حاضر - پیرو مرشد - خداوند - جی حضور ؛

نواب - ان پر جُوتے پڑیں - لو صاحب ہم تو اس وقت گھبرائے ہوئے ہیں - یہ بات کاٹتا ہے۔ صف شکن کو تم ایسے گدھوں سے زیادہ تمیز ہے ؛

رفقا - حق ہے۔ اے حضور! وہ تو عربی سمجھ لیتا ہے۔ دوسرے بولے۔ خداوند اُس کو قرآن کے کئی سپارے یاد ہیں۔ تیسرے نے کہا۔ قسم ہے پنج تن[2] پاک کی۔ مَیں نے اُس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ چوتھے۔ ایک دن ہنس رہا تھا۔ پانچویں۔ اجی ہم نے ڈنڈ پیلتے دیکھا ہے ؛

نواب صاحب کو ان کل باتوں کا یقین آگیا۔ اُس مصاحب بچارے کی گدّی پر دو چار گدّے پڑ گئے ؛

بٹیر کیا اُڑ گئے کہ نواب کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔

---

[1] - جانور ؛ [2] حضرت محمد - حضرت علی - حضرت فاطمہ اور امام حسن اور حسین ؛

آنکھوں سے اشک جاری۔ ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہیں۔ کلیجہ بلّیوں اچھل رہا ہے۔ چہرے پر ہوائیاں اُڑی ہوئی ہیں۔ ہائے میرا صف شکن۔ پیارا صف شکن ؎

اگر دانستمے از روزِ ازل داغِ جدائی[1] را
نمے کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

مجھے تو اُس سے عشق ہو گیا تھا جی۔ مَیں تو اُس کی بانکی ادا پر جان دیتا تھا۔ یارو! وہ نکیلی چونچ۔ چکھی کھائی اور ڈٹ گیا۔ سینکڑوں معرکوں میں لڑایا۔ مگر گورا[2] آیا۔ دو دو چونچیں ہوئیں۔ اور بٹیر دُم دبا کر بھاگا۔ پھر سامنا ہُوا اور مُنہ پھیر دیا۔ کس بانکپن سے جھپٹ کر لات دیتا تھا کہ پالی[3] بھر تھرّا اُٹھتی تھی۔ اور اُس کی بساط ہی کیا تھی۔ منجھولا جنور۔ لیکن بلا کا کس بل۔ اور قسم ہے صف شکن ہی کی۔ اُس کی خوبیاں تو مجھ پر آج کھلیں۔ یہ تو مَیں پہلے ہی سے جانتا تھا۔ کہ وہ خقانی جانور ہے۔ صورت بٹیر کی مگر سیرت فقرا کی اور ایک پنڈت نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ یہ کیا جانے کیسی کھنڈت[4] ہو گئی۔ نہیں تو اُس کا بڑا درجہ تھا۔

۱۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ جدائی ہوگی۔ تو محبت ہی نہ کرتا +

۲۔ یعنی حریف کو شکست دے کر +

۳۔ تیتروں بٹیروں وغیرہ کی لڑائی کا مقام +

۴۔ خلل۔ حرج۔ تردید +

اب سُنا کہ نماز بھی پڑھتا تھا +

مصاحب - حضور کو یاد ہوگا - کہ رمضان شریف کے مہینے میں اُس نے دن کے وقت دانہ تک نہ چھوا - مَیں تو اُسی دن تاڑ گیا تھا - کہ پابندِ صوم[1] و صلوٰۃ ہے +

خوجی - جل جلالہ - جل جلالہ - کیا شان کبریائی ہے - خداوند اب میں حضور سے کہتا ہوں کہ دس پانچ دفعہ میں نے افیم بھی پلا دی - مگر واللہ باللہ ثم باللہ جو ذرا بھی نشہ ہوا ہو - ہاں انکھڑیوں میں لال لال ڈورے تو پڑ گئے تھے +

میر صاحب - پیر و مرشد! یقین جانئے پچھلے پہر سے سحرِ کاذب تک حق حق کی آواز کابک سے آیا کرتی تھی - غفور! تم کو بھی تو ہم نے کئی بار جگا کر سُنایا تھا کہ صف شکن یادِ خدا میں مصروف ہیں +

غفور - ہاں میاں پچھلے سے حق حق کیا کرتے تھے اور اکثر دیکھا تھا کہ سجدہ کر رہے ہیں +

خوجی - جل جلالہ - جل جلالہ - واہ میاں صف شکن علی شاہ +

نواب - بھئی ہم نے اُسے پہچانا ہی نہیں - اُف اُف!

[1] - روزہ نماز +

بھئی کوئی پنکھا جھلنا +
مصاحبین - (غل مچا کر) پنکھا لاؤ - جلدی - سامنے کھڑے ہو کر جھلو +
نواب ۔ ہیتم جو میں جانتی پیت کیئے دُکھ ہوے
نگر ڈھنڈورا پیٹتی کہ پیت کرے نہ کوے
خوجی - (پینک سے چونک کر) ہاں ذری اونچے سُروں میں - واہ اُستاد چھیڑے جا - اس وقت تو میاں شوری[۱] کی روح پھڑک گئی ہو گی +
نواب - چُپ نا معقول - کوئی ہے - ان کو یہاں سے ٹہلاؤ - یہ رئیسوں کی صحبت کے قابل نہیں - مجھ کو بھی کوئی گویا مقرر کیا ہے - یہاں تو جی جلتا ہے اور اندر ہی اندر پھک رہا ہوں - اُن کے نزدیک قوالی[۲] ہو رہی ہے - کہنے لگے اُونچے سُروں میں - میاں شوری یاد آتے ہیں - تم ایسے مفت خوروں کو کسی کے درد دُکھ سے کیا سروکار - تم کو تو چکھوتیوں[۳] سے مطلب ہے - اور بس - فیرنی ہو - کھیر پکے - مزعفر پر ہاتھ پڑے - ٹکڑے کھائے دل بہلائے کپڑے پھٹے گھر کو آئے +

---

[۱] - پنجاب کے ایک گویے کا نام جو ایک راگ کا موجد ہے +
[۲] - ایک قسم کا راگ ہے +
[۳] مزے دار کھانے +

خوجی۔ خداوند! غلام تو اس دم اپنے آپے میں نہیں
ہاے! صف شکن کی کابک خالی ہو اور ہیں اپنے
ہوش و حواس سے چوکس رہوں۔ حضور نے اس
وقت جبر کیا۔ افسوس ہاے افسوس۔ ارے یارو!
صف شکن کو کہیں سے تو ڈھونڈ لاؤ۔ کوئی تو
پتہ لگاؤ۔ چور گیدی سے خدا سمجھے *

نواب۔ شاباش! خوجی شاباش! اس وقت طبیعت
بہت ہی خوش ہو گئی۔ بے شک تم نمک حلال۔
تمہارے باپ دادا نمک حلال۔ ارے بھائی سانڈنی
سوار دوڑائے گئے یا نہیں *

مصاحب۔ شجاعت علی سے کہو۔ ابھی سانڈنی تیار ہو
اور پنجکوسی چکر لگائے۔ جہاں صف شکن ملیں۔
اُن کو سمجھا بجھا کر لے ہی آئے *

شجاعت۔ جاتا تو ہوں۔ مگر وہ تو منطق پڑھے ہیں۔
میری کیا سنیں گے۔ کوئی مولوی بھی تو ساتھ بھیجئے۔
اُن سے بحثیگا کون۔ غلام تو کچھ اونٹ ہی چلانا
خوب جانتا ہے۔ ان سے دلیل کون کرے بھلا *

خوجی۔ خداوند قربان جاؤں۔ افیم۔ چانڈو۔ مدک۔
چرس کی بحث ہو تو تو بندۂ درگاہ کو بھڑا دیجئے
مگر وہاں تو حقانی باتیں ہونگی۔ اس بس اینجانب
کو واجبی ہی واجبی دخل ہے۔ پھر دخل در معقولات

دے کر اُلّو بنوں مفت میں +

میاں آزاد - پیر و مرشد! بانک بنوٹ لکڑی پٹے کا چرچا ہوتا - تو بندہ بھی تلوار سوت کر عین موقع واردات پر جا ڈٹتا - اور چرکے پر چرکا - نشتر پر نشتر لگاتا - مگر منطق کی بحث کچھ خالہ جی کا گھر تو ہے نہیں - کسی مولانا کو بلوائیے +

مصاحبوں نے ایک مولانا صاحب کو تجویز کیا - مولانا بچارے پھٹے حالوں تھے - سمجھے کہ جو ملے غنیمت ہے مگر یار لوگوں نے اُن سے کل داستان نہیں بیان کی - چوبدار مکان پر گیا اور کہا - کہ نواب صاحب نے آپ کو یاد کیا ہے - چلئے کسی بڑے عالم سے بحث ہوگی +

مولانا - السلام علیکم - حضور نے آج یاد فرمایا ہے - زہے نصیب +

نواب - وعلیک السلام - آپ کو اس وجہ سے تکلیف دی - کہ میرا قرۃ العین[1] لخت جگر - نور بصر ناراض ہو کر چلا گیا - مگر منطقی آدمی ہے - اسرار خدائی سے واقف علم مناظرہ میں طاق - پابند روزہ و نماز - آپ بحث کیجئے - اور معقول کر کے لے آئیے +

مولانا - انشاء اللہ - والدین کا بڑا حق ہوتا ہے - وہ

---

[1] - آنکھوں کی ٹھنڈک - یہ تمام الفاظ بیٹے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں +

کیسے نادان آدمی ہیں کہ والد سے خفا ہو گئے۔ مقام استعجاب ہے +

خوجی - مولانا صاحب ! وہ بٹیر ہے - مگر خوش تمیز - عارف - زاہد - متقی - متشرع - منطقی - فلسفی - ہیئت دان - عربی خواں +

میر صاحب - کیا صف شکن کا نام مولانا صاحب نے نہ سُنا ہوگا ؟ وہ تو روم و شام تک مشہور تھے قبلہ حقیقت حال یوں ہے - کہ سرکار کا بٹیر صف شکن کل کابک سے اُڑ گیا - اب تجویز یہ ہوئی ہے - کہ سانڈنی سوار جائے - اور سمجھا بجھا کر لے آئے مگر شتر بان پھر شتر بان ہے - لاکھ صحبت یافتہ ہو تو کیا - لہذا آپ بلائے گئے کہ سانڈنی پر سوار ہو جیئے اور اُن کو بلطائف الحیل[۱] بلا لائیے +

مولانا - درست - آپ سب کے سب نشے میں تو نہیں ہیں - ہوش کی باتیں کیجئے - خود مسخرے بنتے ہو یا مجھے مسخرہ بناتے ہو - بٹیر منطقی کیسا لاحول ولاقوۃ - آپ نے مجھے بھی کوئی نُقل[۲] محفل بنایا ہے - اور سُنئے بٹیر اُڑ گیا - اُس کو سمجھا بجھا کر لاؤ - وہ بھی کوئی مولوی ہے یا آدمی ہے ۔ صف شکن ؟ کون لڑائی

---

۱ - اچھی تدبیر سے +

۲ - مسخرہ +

سر کی تھی - استغفر اللہ[۱] استغفراللہ - اچھے گاؤدیوں کا مجمع ہے - بندہ رخصت ہوتا ہے ÷

نواب - یہ کس کوڑھ مغز کو لائے تھے - خاصا جانگلو ہے ÷

آزاد - اچھا حضور بھی کیا یاد کرینگے کہ اتنے بڑے دربار میں ایک بھی منطقی نہ نکلا - اب غلام نے بیڑا اٹھا لیا کہ جاؤنگا اور لاؤنگا - ایک تو سانڈنی دیجئے باد رفتار اور دو دن کی خوراک دیجئے اور ایک خط اپنے دست مبارک سے لکھ دیجئے - تیسرے دن غلام مع صف شکن خان بہادر کے ڈیوڑھی پر موجود نہ ہو - تو مونچھیں منڈوا ڈالئے ÷

نواب - اچھا آپ جائیے اور لیس ہو کر آئیے - میں یہاں بندوبست کئے دیتا ہوں - مگر ابھی آئیے دیر نہ ہونے پائے ÷

سُوالات

۱- افیونی کو آگ کی تلاش میں جو ذلت اُٹھانی پڑی - اسے مختصر طور پر اپنے الفاظ میں بیان کرو ÷

۲- صف شکن کے غائب ہونے کی خبر سُن کر نواب اور اُن کے رفقا میں جو گفتگو ہوئی - اُسے سلیس اُردو میں لکھو ÷

---

[۱] - خدا بچائے ÷

۳- ذیل کے الفاظ اور محاورات کے معنی بتاؤ- اور انہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو:-

کنجڑہ- جھلانا- لہذا- بُھنی- آگ بھبھوکا ہونا- رنگ فق ہونا- ہاتھوں کے طوطے اُڑنا- نُقل محفل- اُٹھائی گیرہ- رفو چکّر ہونا*

کثرتِ بارش

میر | از کلیات میر

۱ کیا کہوں اب کے کیسی ہے برسات
جوشِ باراں سے بہ گئے ہیں پات

۲ بوند تھمتی نہیں ہے اب کے سال
چرخ گویا ہے آب در غربال

۳ جیسے دریا ابلتے دیکھے ہیں
یاں سو پرنالے چلتے دیکھے ہیں

۴ وہی یکساں اندھیر برسے ہے
آسماں چشمِ[۱] وا کو ترسے ہے

۵ ماہ و خورشید اب[۲] نکلتے ہیں
تارے ڈوبے ہوئے اُچھلتے ہیں

۱- یعنی سورج یا چاند کسی وقت بھی دکھائی نہیں دیتے*

۲- یعنی لوگ امید کرتے ہیں- کہ اب چاند ستارے اور سورج نکلتے ہیں*

۶ روز و شب یہاں ہمیشہ جھمکا[۱] ہے
اِن دنوں رنگ برق چمکا ہے

۷ ابرِ رحمت ہے یا کہ زحمت ہے
ایک عالم غریقِ رحمت[۲] ہے

۸ نہ ہے جلسہ نہ ربطِ یاراں ہے
شہر میں ہے تو باد و باراں ہے

۹ آدمی ہیں سو کب نکلتے ہیں
مردمِ آبی پھرتے[۳] چلتے ہیں

۱۰ ہر طرف ہے نظر میں ابر سیاہ
پانی ہے جس طرف کو کریئے نگاہ

۱۱ لکھے کیا میر مینہ کی طغیانی
ہو گئی ہے سیاہی بھی پانی

سُوالات

۱۔ برسات کے موسم میں کثرتِ بارش سے جو بعض اوقات شہر اور بیرونِ شہر کی حالت ہوتی ہے۔ اُس پر دو پیریگراف لکھو +

---

[۱]۔ چمک یعنی بجلی کی +

[۲]۔ یعنی تمام دُنیا پانی میں جسے خدا کی رحمت کہتے ہیں۔ غرق ہے +

[۳] یعنی انسان آج کل باہر نہیں نکل سکتے۔ یہ جو پانی میں باہر پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ مردمِ آبی یعنی پانی میں رہنے والے جانور ہیں +

۲- دوسرے - تیسرے - چوتھے - پانچویں اور ساتویں شعر کے معنی بتاؤ +

۳- غربال - ربط - طغیانی - ان الفاظ کے معنی بتاؤ - اور انہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو +

بابا نانک صاحب

محمد حسین آزاد

از قصص ہند حصّہ دوم

سکھوں کا فرقہ اگرچہ بابر بادشاہ کے عہد میں پیدا ہوُا - مگر مدّتِ دراز تک یہ لوگ فقیرانہ وضع اور صلح کُل کے لباس میں نشو و نما پاتے رہے - عالمگیر کے عہد میں وضع ان کی بدلنی شروع ہوئی - یہاں تک کہ فرخ سیر اور محمد شاہ کے عہد میں ملک گیری کے ہاتھ پاؤں نکال کر تلوار سنبھالی - اصل بانی اس فرقے کے گرو نانک تھے - اُن کا حال ذیل کی سطور میں بیان کیا جاتا ہے +

تلونڈی گاؤں میں کالو نام ایک کھتری تھا - کہ حساب کتاب گاؤں کا لکھا کرتا تھا - اس کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا - کالو بہت خوش ہوُا - اور لڑکے کا نام نانک رکھا + اس کی دائی کی زبانی بیان کرتے ہیں - کہ جس وقت وہ پیدا ہوُا - تو ایسا غل اور شور

معلوم ہؤا - جیسے کسی بڑے امیر وزیر کی سواری کی آمد آمد میں ہوتا ہے - غرض جب لڑکا بڑا ہؤا - تو اُسے فارسی زبان اور رسمی حساب کتاب سکھانا شروع کیا - اُس نے بہت جلد سیکھ لیا - لیکن باوجود اس کے دُنیاوی کار و بار کی طرف اس کی طبیعت اصلاً راغب نہ تھی - کالو چاہتا تھا - کہ بیٹے کو بنج بیوپار کے کام میں لگائے - چنانچہ اس خیال سے ایک دن اُسے بُلایا - اور چالیس روپے دے کے ایک جاٹ کے ساتھ کسی گاؤں کی طرف روانہ کیا - رستے میں اُسے چند فقیر ملے - نانک نے اُنہیں کھانے پینے سے محتاج دیکھ کر افسوس کیا - اور کچھ روپے دینے چاہے - اُن لوگوں نے کہا - کہ بابا نقدی ہمارے کس کام کی - ہم تو بھوکے ہیں - کچھ کھانے کو دے - نانک خود شہر میں گیا - چالیس روپے کا آٹا لا کر روٹیاں پکوائیں - اور سب فقیروں کو کھلائیں - جب اس ضیافت سے فارغ ہؤا - تو گھر کو پھرا - گھر کے پاس ایک درخت تھا - باپ کے ڈر سے جا کر اس کی ٹہنیوں میں چھپ رہا ۔ باپ کو خبر ہوئی - تو ڈھونڈ کر نکالا - اور پوچھا - کہ تو کیونکر واپس آیا - اور جو روپے میں نے دئے تھے وہ کیا کئے ؟ اُس نے سب حال بیان کیا - اور کہا - کہ تم نے روپے نفع کمانے کو

دئے تھے۔ سو میں نے آخرت کا نفع کما لیا + کالو کو کیا خبر تھی۔ کہ یہ خدا پرست لڑکا ایک موحدِ کامل ہو کر دُنیا کے غافلوں کو آخرت کے نفع کا رستہ بتائیگا۔ بیٹے کی تقریر سُن کر بہت خفا ہوُا۔ اور نصیحتہً مارنے کو تیار ہوُا۔ اتفاقاً ایک زمیندار مسلمان وہاں آنکلا۔ اُس نے پہلے بھی کچھ کچھ حالات نانک کے سُنے تھے۔ چنانچہ کالو کو روکا۔ اور اُسے چھُڑا لیا۔ آخر باپ کو جب معلوم ہوُا۔ کہ اس کی طبیعت دُنیا کے کاموں کے ڈھب کی بالکل نہیں۔ تو اُسے بڑا رنج ہوُا۔ چنانچہ اکثر اس پر غصّے ہوُا کرتا۔ مگر اُس کی ماں محبّتِ مادری سے باپ کے غصّے کو ٹھنڈا کیا کرتی تھی۔ سلطان پور علاقۂ کپورتھلہ میں اس کی بہن بیاہی ہوئی تھی۔ وہاں بھیج دیا۔ وہاں کا نواب دولت خاں ذات کا پٹھان ابراہیم لودھی بادشاہِ دہلی کا رشتہ دار تھا۔ اور نانک کا بہنوئی اس کی سرکار میں نوکر تھا۔ اُس نے نانک کو وہاں پہنچایا۔ چنانچہ وہ بابا نانک صاحب جنہیں فقر کی گدّی پر بیٹھ کر راج کرنا تھا۔ چند روز کے مودھی بن کے بیٹھ گئے۔ اب اُن کی سخاوت نے دل کی آرزو نکالنے کے لئے اس سے بہتر موقع نہ پایا۔ دان پُن کا دروازہ کھول کر

رات دن سدا برت جاری کر دیا - انجام اِس کا یہ ہُوا - کہ چند روز میں ان پر غبن کا الزام لگا - اور محاسب طلب ہُوا - لیکن جو شخص خدا کی راہ میں صرف کرے - اُس کے حساب میں کمی کب آتی ہے - جب حساب ہُوا - تو ان کا کچھ روپیہ نواب کے ذمّے فاضل نکلا ÷

انہی دنوں میں ان کی شادی علاقہٗ بٹالہ میں ایک کھتری کے گھر ہوگئی تھی - اگرچہ انہیں دُنیاداروں کی طرح خانہ داری اور گھر بار بسانے کا شوق نہ تھا - مگر چونکہ خدا کو نسل بڑھانی تھی - اِسی حال میں سری چند اور لکھمی داس دو بیٹے بھی ہوگئے مگر بابا نانک صاحب کے دل پر نقش تھا - کہ دُنیا نقش بر آب[ل] ہے - اور زندگی کا کچھ بھروسا نہیں - اس لئے ہمیشہ سیّاحی میں رہتے - اور سفر کے پردے میں ترکِ دُنیا کر کے یادِ الٰہی کے لطف اُٹھاتے - اور چونکہ بنیاد عقیدے کی توحید کے ساتھ صلحِ کُل پر تھی - اس لئے باتیں ایسی دل نشین اور خاطر پسند تھیں - کہ سب سُن سُن کر خوش ہوتے تھے - اور ہر مذہب کے لوگ نظرِ عظمت سے دیکھ کر صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے - اسی حال میں

ل - ناپائدار ہے ÷

فقیرانہ ریاضتیں بھی کیں - چنانچہ ایک دفعہ سلطان پور کے پاس بیاس دریا میں تین دن رات برابر پانی میں رہے - اور ایک درخت[1] کے نیچے بیٹھ کر بھگوان کی تپسیا کرتے رہے - غرض اسی طرح رفتہ رفتہ بالکل دنیا سے قطع تعلّق ہوگیا - اور گھر بار سب چھوٹ گیا - جب یہ حال اُن کے سُسر نے دیکھا - تو بہت رنج ہؤا - چنانچہ وہ نواب دولت خاں کے پاس آیا - اور اُس سے کہ سُن کر بابا نانک صاحب کو بلوایا مگر وہ ایسے اپنی دُھن کے پکّے ہو گئے تھے - کہ ہر چند نواب کے آدمی گئے - وہ باتوں ہی میں ٹالتے رہے - نواب صاحب کے دربار تک بھی نہ آئے +

کہتے ہیں - کہ ایک دن بابا نانک صاحب کو نواب اپنے ساتھ مسجد میں لے گئے - نواب تو نماز میں مصروف ہوئے - بابا نانک صاحب الگ بیٹھے رہے + جب نواب نماز سے فارغ ہؤا - تو پوچھا - کہ نانک! تم خدا کی نماز میں ہمارے ساتھ شریک نہ ہوئے؟ بابا نانک صاحب نے کہا - کہ تمہارا دل تو قندھار میں گھوڑوں کی خریداری کر رہا تھا - نماز کس کے ساتھ پڑھتا - نواب منصف آدمی تھا - اُس نے صاف کہ دیا - کہ فی الواقع میرا خیال ٹھکانے

[1] - سکھ لوگ اسے بابا کی بیری کہتے ہیں +

نہ تھا ٭

ایک دن قاضی جی نے انہیں بُلا کر نماز کے لئے مجبور کیا - اور جب نماز سے فارغ ہوئے - تو دیکھا - کہ یہ الگ کھڑے رہے - نماز نہیں پڑھی - قاضی جی بہت خفا ہوئے - اور کہا - کہ بابا تو نے نماز کیوں نہیں پڑھی ؟ اُنہوں نے ہنس کر کہا - کہ قاضی جی ! آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہیں - اور دل میں کبھی یہ خیال ہے - کہ بیٹا بیمار ہے - کبھی یہ فکر ہے - کہ بچھڑا کھُلا چھوڑ آیا ہوں وہ کوئیں میں نہ گر پڑا ہو - یہ سُن کر قاضی جی خاموش ہو گئے ٭

غرض بابا نانک صاحب نے بالکل دُنیا سے کنارہ کر کے فقیری اختیار کی - جورو - بچّے اُن کے باپ کے گھر جا رہے - اور یہ مُلک بہ مُلک - دیس بہ دیس پھرنے لگے - خدا کی یاد کیا کرتے - اور آنکھیں بند کئے دل کے دروازے کھولے بیٹھے رہتے ٭ اس عالم میں دو آدمی اُن کے رفیق تھے - ایک تو بالا نام شخص تھا - کہ بچپن سے اُن کے ساتھ تھا - یہ ہندو دھرم تھا - اور دوسرا مردانہ نام ایک مسلمان تھا - کہ ذات کا ڈوم تھا - اور جب بابا نانک صاحب یادِ الٰہی میں بیٹھتے تھے - تو مردانہ رباب بجا کر اور تصوّف اور معرفت

کے بھجن گا کر دل روشن کیا کرتا * مردانہ بھی عجب ہوشیار و دانا تھا * اُن کی رفاقت میں بھوکا مرتا - جورو بچوں کو یاد کر کے تڑپتا - اور اکثر بلاؤں میں بھی مبتلا رہتا - ظاہر میں بہت گھبراتا - مگر اُن کا ساتھ نہ چھوڑتا - اور گرو نانک صاحب اور بھائی بالا کو اپنی باتوں سے خوش کر کے دل بہلایا کرتا * بابا نانک صاحب اپنی سیاحی کے عالم میں ایمن آبادؔ[1] میں بھی چند روز آ کر رہے - یہاں بھی اُن کی خدا پرستی اور صفائی دل نے بہت سے معتقد جمع کر لئے * اتفاقاً انہی دنوں میں بابر بادشاہ بھی ہندوستان میں آیا - جب اُس کے لشکر کا گزر ایمن آباد میں ہُوا - تو شہر خوب لُٹا - اور گرو نانک صاحب مع اپنے معتقدوں کے بیگار میں پکڑے گئے - اِس عالم میں بھی اُن کے موحدانہ کلاموں نے اپنے نور کا جلوہ دکھایا - یعنی سپاہیوں کو جب حال معلوم ہُوا - تو بادشاہِ مذکور کے سامنے لے گئے - بابر اُن سے اچھی طرح پیش آیا - اور اُن کی باتیں سُن کر بہت محظوظ ہوُا - کہتے ہیں - کہ اس وقت بابر بادشاہ اپنے مصاحبانِ خاص کے ساتھ بیٹھا تھا اور شراب کا دور چل رہا تھا - شاہ مذکور نے کہا -

[1] ایک شہر ہے گوجرانوالہ کے قریب *

کہ بابا کو بھی شراب دو۔ بابا نانک صاحب نے کہا۔ کہ اس کا نشہ عارضی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُتر جاتا ہے۔ مجھے ایک ایسا نشہ[1] ہاتھ آگیا ہے کہ کبھی اُترتا نہیں۔ مجھے اس سے معاف رکھئے ✦ بابر اس لطیفے کو سُن کر بہت خوش ہُوا۔ کہتے ہیں کہ اُسے بابا نانک صاحب نے دعا بھی دی تھی اور کہا تھا۔ کہ سات پُشت تک تیری اولاد کی بادشاہت اس مُلک میں قائم رہیگی ✦

جب اس طرح پھرتے پھرتے دُنیا کے سفر کی مدّت تمام ہوئی۔ اور سفرِ آخری کا وقت آیا۔ تو ضلع گورداسپور میں ایک مقام پر آئے۔ وہاں ایک دھرم سالہ بنوایا۔ اور اُس کا نام کرتارپور رکھا۔ یہاں بیٹھ کر اپنے بال بچّوں کو بھی بلوایا۔ اور جو چیلے جابجا تھے۔ اُنہیں بھی جمع کیا۔ چند روز اُن لوگوں کو اپنے پند و نصائح سے فیض بخشی کی تھی۔ کہ پیغامِ اجل آیا۔ اور ستّر برس کی عمر میں دنیا سے انتقال کیا ✦

بابا نانک صاحب کی خدا شناسی اور وحدت پرستی کی باتیں جو خاص و عام میں زبان زد ہیں۔ نہایت دلچسپ اور پُرتاثیر ہیں۔ ایک دفعہ بابا نانک صاحب

---

[1] یعنی خدا کی محبت کا نشہ ✦

ہردوار کے میلے میں پھر رہے تھے - چند برہمنوں کو دیکھا - کہ اپنی رسم مذہبی کے بموجب مشرق کو مُنہ کئے درختوں کو پانی دے رہے ہیں - کہ پتروں کو اس کا ثواب پہنچے - بابا جی اُن کے سامنے جاکر کھڑے ہوئے - اور مغرب کو منہ کر کے اسی طرح پانی اچھالنے لگے - وہ لوگ انہیں پہچانتے نہ تھے - سمجھے کہ یہ کوئی گنوار فقیر پوجا پاٹ کے طریقے سے بالکل بے خبر ہے - چنانچہ ہنس کر کہا - کہ بابا! یہ کیا کرتا ہے؟ انہوں نے کہا - کہ کرتارپور میں میرے کھیت ہیں - انہیں پانی دیتا ہوں - اُنھوں نے کہا - بھلا یہ کیا عقل ہے - یہاں سے وہاں تک صدہا کوس کا فاصلہ ہے - یہ پانی اتنی دُور کیونکر پہنچ سکتا ہے؟ بابا جی نے ہنس کر کہا کہ اتنی دور بھی پانی نہیں پہنچ سکتا - تو بھلا کیونکر تم کو امید ہے کہ یہ چار چُلّو پانی جو یہاں چھڑک رہے ہو - دوسری دُنیا میں تمہارے پتروں کو پہنچ جائیگا؟ بعد اس کے چند دوہرے معرفتِ الٰہی کے ایسے پڑھے - کہ تمام سننے والوں کے دل پانی پانی ہو گئے - اور سب نے آ کر قدم لئے +

اس حق شناس نے اپنی اولاد میں سے کسی کو گدی پر نہ بٹھایا - بلکہ اپنے چیلوں میں سے لہنا

کھتری کو اپنا جانشین کیا۔ اور اُن کا نام انگد گرو رکھا۔ یعنی ذات ایک اور جسم و جان ایک۔ ان کی بی بی نے جب یہ حال دیکھا۔ تو اُنہیں بہت رنج ہوُا اور آخر کو اصرار کر کے کہا۔ کہ اپنے فرزندوں کے ہوتے غیر شخص کو جانشین کرنے سے کیا حاصل ہے جو کچھ تم کہتے ہو۔ یہ تمہاری اطاعت کرینگے ❊ اتفاقاً اُن ہی دنوں میں ایک دفعہ فرش پر چوہا نیم جان پڑا تھا۔ انہوں نے بیٹوں سے کہا۔ اِسے اُٹھا کر پھینک دو۔ بیٹوں میں سے کسی نے اُسے ہاتھ نہ لگایا۔ گرو صاحب نے لہنا کو اشارہ کیا۔ اُس نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور چوہے کو اُٹھا کر پھینک دیا ❊ گرو صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور اُسے دعائیں دیں۔ بلکہ یہ بھی فرمایا۔ کہ میرا اصلی بیٹا یہی ہے۔ جس نے میرے حکم کی تعمیل کی ❊

چونکہ بابا نانک صاحب کے خیالات توحید مطلق کے نور سے نورانی اور صلح کل کے عطر سے معطّر تھے۔ اس لئے ہندو مسلمان ہر مذہب کے لوگ اُن کے ساتھ محبّت اور اعتقاد رکھتے تھے۔ چنانچہ اُن کی نعش پر آکر جھگڑا ہوُا۔ یعنی مسلمان کہتے تھے۔ کہ ہم بموجب مذہب اسلام کے تجہیز و تکفین کرینگے۔ اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کرینگے۔ ہندو

کہتے تھے - کہ ہم کریا کرم کر کے جلائینگے ؛ اس تکرار نے ایسا طول کھینچا - کہ لڑائی تک نوبت پہنچی - لیکن جب نعش پر سے چادر اُٹھائی - تو وہاں کچھ بھی نہ تھا - آخر فیصلہ یہ ہوا - کہ آدھی چادر ہندوؤں نے لے کر جلائی - اور آدھی مسلمانوں نے لے کر قبر میں دفن کر دی - مگر زمانے کی گردش ان سب پر غالب ہے - چونکہ مقام مذکور دریائے راوی کے کنارے پر تھا - اِس لئے پانی کی طغیانی قبر اور سمادھ دونو کو بہا لے گئی ؛

سوالات

۱- بابا نانک صاحب کی زندگی پر دو پیرگراف لکھو ؛

۲- بابا نانک صاحب اور بابر میں جو گفتگو ہوئی - اُسے سوال و جواب کی شکل میں لکھو ؛

۳- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ - اور انہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو :-

موحد - مودھی - سدا برت - غبن - محاسب - ریاضت - معتقد - محظوظ ؛

اکبر الہ آبادی

دِلّی دربار[1]

از کلیات اکبر

۱۹۰۴ء

سر میں شوق کا سودا دیکھا دہلی کو ہم نے بھی جا دیکھا
جو کچھ دیکھا اچھا دیکھا کیا بتلائیے کیا کیا دیکھا

جمنا[2] جی کے پاٹ کو دیکھا اچھے ستھرے گھاٹ کو دیکھا
سب سے اونچے[3] لاٹ کو دیکھا حضرت ڈیوک کناٹ[4] کو دیکھا ۲

پلٹن اور رسالے دیکھے گورے دیکھے کالے دیکھے
سنگینیں اور بھالے دیکھے بینڈ[5] بجانے والے دیکھے ۳

ا ۔ لارڈ کرزن کا مشہور دربار جو بادشاہ ایڈورڈ کی تخت نشینی کے موقع پر ہوا تھا ۔

۲ ۔ دریائے جمنا جس پر دہلی اور آگرہ واقع ہیں ۔

۳ یعنی وائسرائے بہادر لارڈ کرزن ۔

۴ ۔ شہنشاہ ایڈورڈ کے بھائی آپ بطور مہمان کے دربار میں شریک ہوئے تھے ۔

۵ ۔ باجا جو فوج کے آگے بجتا ہے ۔

۴ خیموں کا اک جنگل[1] دیکھا — اس جنگل میں منگل دیکھا
برھما اور ورنگل[2] دیکھا — عزّت خواہوں کا دنگل[3] دیکھا

---

۵ سڑکیں تھیں ہر کمپ[4] سے جاری — پانی تھا ہر پمپ سے جاری
نور کی موجیں لمپ سے جاری — تیزی تھی ہر جمپ[5] سے جاری

---

۶ ہاتھی دیکھے بھاری بھرکم — ان کا چلنا کم کم تھم تھم
زرّیں جھولیں نور کا عالم — میلوں تک وہ چھم چھم چھم چھم

---

۷ پُر تھا پہلوئے مسجد[6] جامع — روشنیاں تھیں ہر سو لامع[7]
کوئی نہیں تھا کسی کا سامع[8] — سب کے سب تھے دید کے طامع

---

[1] - یعنی ہزارہا خیمے لگے ہوئے دیکھے +
[2] - یعنی ان مقامات کے راجہ اور لوگ +
[3] - یعنی عزّت خواہوں اور خطابات کے متلاشیوں کی ایک بھیڑ +
[4] - خیموں کے مجموعے کو کمپ کہتے ہیں +
[5] - انگریزی لفظ ہے - اس کے معنی ہیں چھلانگ یا جست + اس موقع پر کھیلیں بھی دکھائی گئی تھیں - اور ان میں جمپ بھی شامل تھی +
[6] تماشائیوں کے لئے مسجد جامع کی سیڑھیوں پر نشست کا انتظام کیا گیا تھا +
[7] - روشن +
[8] سُننے والا - یعنی کوئی کسی کی بات نہ سُنتا تھا +

۸ سُرخی سڑک پہ کٹتی دیکھی سانس بھی بھیڑ میں گھٹتی دیکھی
آتش بازی چھُٹتی دیکھی لطفؔ کی دولت لُٹتی دیکھی

۹ اوج بھی برٹش راج کا دیکھا پرتوِ تخت و تاج کا دیکھا
رنگ زمانہؔ آج کا دیکھا رُخ کرزن مہاراج کا دیکھا

۱۰ اوجِ بخت ملاقی اُن کا چرخِ ہفت طباقیؔ اُن کا
محفل اُن کی ساقی اُن کا آنکھیں میریؔ باقی اُن کا

۱۱ ہم تو اُن کے خیر طلب ہیں ہم کیا ایسے ہی سب کے سب ہیں
اُن کے راج کے عمدہ ڈھب ہیں سب سامانِ عیش و طرب ہیں

۱۲ جشنِ عظیم اس سال ہوا ہے شاہی فورٹؔ میں بالؔ ہوا ہے

۱ؔ - یعنی ہر طرف لطف ہی لطف تھا ÷

۲ؔ - نثر میں کہینگے آج کے زمانے کا یا اِس زمانے کا ÷

۳ؔ - پُرانے عقیدے کے مطابق آسمان کے سات طبق ہیں ÷

۴ؔ - یعنی تمام چیزیں تو اُن کی تھیں - اور میں صرف اُن کا دیکھنے والا تھا ÷

۵ؔ - انگریزی لفظ - معنی ہیں قلعہ +

۶ؔ - انگریزی لفظ - معنی ہیں ناچ ÷ بال اُس ناچ کو کہتے ہیں جس میں مرد عورت مل کر ناچتے ہیں ÷

روشن ہر اک حال ہوا ہے قصّۂ ماضی حالؔ ہوا ہے

سوالات

۱۔ اس نظم کے مضمون کو اُردو نثر میں ادا کرو۔

۲۔ ذیل کے الفاظ اور محاورات کو اپنے فقروں میں استعمال کرو:۔
جنگل میں منگل ۔ بھاری بھرکم ۔ اوج ۔ خیر طلب ۔ انوکھی۔

۳۔ دوسرے ۔ پانچویں ۔ آٹھویں اور بارھویں بند کے معنے سلیس اُردو نثر میں لکھو۔

مگر کیا دیکھا؟

راشد الخیری   از قطراتِ اشک

دِلّی دیکھی دِلّی والے دیکھے ۔ گورے دیکھے ۔ کالے دیکھے ۔ بستی ۔ بستی کی رونق ۔ بستی والوں کے کارنمایاں جو کچھ دیکھا ۔ دل کھول کر دیکھا ۔ اور! پیٹ بھر کر دیکھا ۔ مگر کیا دیکھا؟ ایک قصبہ دیکھا جس کے مرغزار ۔ ایک گھر دیکھا ۔ جس کے در و دیوار عبرت کی داستان سُنا کر آٹھ آٹھ آنسو رولا رہے تھے۔

لہ ۔ یعنی وہ پُرانی رونق جو شاہان مغلیہ کے زمانے میں یہ قلعہ دیکھ چکا ہے ۔ اب پھر دیکھ رہا ہے۔

چودھویں تاریخ کا چاند سر پر تھا - رات آدھی کے قریب گزر چکی تھی - اور دریاے جمنا قلعہ شاہجہانی کو کنار میں لئے لہریں لے رہا تھا - شہر کا چپّہ چپّہ چوتھی کی دُلہن بنا ہُوا تھا - رعیت شاد - دل آباد - بڈھے شاداں - بچے فرحاں - غرض ہر پیر و جوان ملک کی ترقی کا خواہاں تھا ؞

سر بفلک عمارتیں دیکھیں - زمین دوز زیارتیں[۵۱] دیکھیں - دیسی دیکھے - بدیسی دیکھے - باجے دیکھے - گاجے دیکھے - مگر کیا دیکھا؟ وہ مکان دیکھا - جس کے مکین - وہ آسمان دیکھا - جس کی زمین اپنی کہانی سُننے والوں کے دل ہلا رہی تھی ؞

تقاضاے شوق اور مدّتوں کی آرزو گلی گلی اور کوچے کوچے لے گئی - مرحوم ذوق کے مکان کا پتہ اور نشان تک نہ تھا - ہر چند دلِ بیتاب تڑپا - مگر اُس زمین کی خاک بھی میسّر نہ آئی - جو کبھی ملک الشعرا کا مسکن تھی - البتّہ ایک جنگل تھا - ہو کا میدان - جہاں ہر طرف سے یہ صدا آ رہی تھی :-

ہمیشہ رہے نام[۵۲] اللہ کا

تاہم وہ گلیاں آنکھ کے روبرو نھیں - جو

---

۵۱ - بزرگوں کے مزار ؞

۵۲ - یعنی سواے اللہ کے باقی سب چیز کو فنا ہے ؞

مقابلے میں دکن کا زر و جواہر ہیچ تھا - قدم جن پتھروں
پر پڑ رہے تھے - اُن کا اس وقت زبانِ حال سے یہ
کہنا ہمیشہ یادگار رہیگا :-

کون جائے ذوق پر دلّی کی گلیاں چھوڑ کر

شہر کی چہل پہل اور آبادی کی رونق سے فراغت
پا کر اُن لوگوں کا دھیان آیا - جو سرزمین جہان آباد
میں ایسے فانوس روشن کر گئے - جو مدّتوں جگمگاتے
رہینگے - خاکِ دلّی کا ہر ذرّہ اُن کے مقدس نام آنکھوں
سے لگا رہا تھا - اور گو ان کے فانی اجسام نیست
و نابود ہو چکے تھے - مگر اُن کی زندگیاں مِٹ کر
بھی آب و تاب سے چمک رہی تھیں +

شہر سے باہر نکل کر دیکھا - تو ایک سنّاٹا چھایا
ہوُا تھا - بڑے بڑے تاجدار خاک کی بستی میں پڑے
سوتے تھے - اور جن کے سینوں نے تخیّل کے
جواہرات سے خلق اللہ کو مالا مال کیا - آج اُن پر جو
ٹھیکروں کا ڈھیر تھا + مگر
جہان آباد اُن کھنڈروں پر ناز کر رہا تھا - جن دیکھا -
نذہ لاجواب ہیرے اور موتی دفن تھے - جن کی آٹھ آ
اب آج قمرِ چہار دہم کو شرمندہ کر رہی تھی +
بھیگ رہی تھی - اور جنگل سنسان تھا - مگر
کے سامنے وہ چمنستان تھا - جس میں خوش رنگ

لہ - یعنی د
دیکھ چکا ہے

سے بلاوا آیا تھا - مگر اُنھوں انکار کر دیا + سے مثلاً غالب - ذوق میر وغیرہ

پھول ہر چہار طرف کھلے ہوئے تھے۔ صرصر اپنے دامن سے ان مٹنے والوں کے مسکن پر جھاڑو دے رہی تھی اور ماہتاب اپنے ہاتھ سے ان کے چراغ روشن کر رہا تھا۔

زندہ دیکھے۔ مردے دیکھے۔ قبروں کے ڈھیر دیکھے قسمت کے پھیر دیکھے۔ مگر کیا دیکھا؟

وہ خاک دیکھی جس میں تاج مغلیہ کے گوہرِ آبدار دبے ہوئے تھے۔ اور وہ مقبرہ دیکھا۔ جس میں ہمایوں[1] جیسا تاجدار موت کا شکار ہوا پڑا تھا۔

شاہان مغلیہ کی عظمت و جبروت اور دنیا کی ناپائیداری کا نقشہ آنکھ کے سامنے تھا۔ عجب موثر سماں تھا۔ آنکھیں بند ہوگئیں۔ اور پہلو کی قبروں سے یہ صدا سنائی دی:

"تاج مغلیہ کی بچی کھچی نشانیاں۔ ابھی چند بیگمیں دلی میں موجود ہیں۔ جن کے ہاتھ کام اور جن کی آنکھیں یاری نہیں دیتیں۔ مگر پیٹ اُن سے دن بھر ٹوپیاں سلواتا ہے۔ اور اس طرح یہ بد نصیب شہزادیاں ٹوپیاں اور صدریاں سی کر اپنا پیٹ پالتی ہیں۔"

---

[1] - ہمایوں کا مقبرہ شہر دہلی سے کوئی پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔

بہار

بے نظیر شاہ — از منتخباتِ نظمِ اُردو

بہار آئی بکھرے نہالِ چمن — بدلنے لگے نخل رختِ کہن
وہ بُوٹوں میں کھلنے لگے پھوٹنے — عنادل کے چہکے لگے چھوٹنے
درختوں نے پہنا وہ دھانی لباس — لبِ نہر سبزہ زُمرّد اساس[1]
نئی پتّیاں وہ چمکنے لگیں — وہ کھِل کھِل کے کلیاں مہکنے لگیں
رہا چمن سرسبز تازہ بہار — وہ پھولی حنا ہر طرف عطر بار
وہ شاخوں میں کوپل نکلنے لگی — درختوں کی صورت بدلنے لگی
بنفشہ کہیں سنبلِ تر کہیں — کہیں سوسن و گل بہار آفریں
گلستاں میں ہر سو شمیمِ بہار — اُڑی دوشِ بادِ سحر پر سوار
کھلے پھُول بیلے کے وہ لاجواب — وہ پھولے ہزاروں طرح کے گلاب
وہ پھُولی چنبیلی کھِلا مونگرا — کھِلی چاندنی[2] باغ میں جابجا
چمن زیورِ گل سے زیبا نگار — وہ نو خاستہ نو عروسِ بہار
یہ فطرت کا ہے قدرتی انتظام — کھلے پھُول لاکھوں طرح کے تمام
وہ پھولوں پہ اُڑتی ہوئی تتلیاں — دکھاتی ہیں قدرت کی صناعیاں
گریں پھولوں پر شہد کی مکھیاں — وہ چھتوں[3] سے جھکنے لگیں ٹہنیاں
بھری گود شاخوں کی اثمار سے — ٹپکنے لگا شہد اشجار سے

---

[1] ۔ زمرّدی یعنی سبز بنیاد والا +

[2] ۔ چنبیلی اور موگرے کے پھولوں کی سفیدی کو چاندنی قرار دیا ہے +

[3] ۔ شہد کے چھتے +

۱۶ وہ گدرائے پھل رنگ لانے لگے — انار اپنا جوبن دکھانے لگے
۱۷ وہ انگور وہ رس بھری لیچیاں — لٹکتی ہیں آموں ہیں وہ کیریاں
۱۸ تر و تازہ سرسبز ہے ہر شجر — لدے ہیں درختوں میں فصلی ثمر

سُوالات

۱ - موسمِ بہار میں جو باغوں کی کیفیّت ہوتی ہے ۔ اس پر دو پیریگراف لکھو ۔

۲ - ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-

نہالِ چمن ۔ نکھرنا ۔ رختِ کہن ۔ عنادل ۔ دھانی ۔ زمرّد اساس ۔ ریاحین ۔ عطر بار ۔ کوپل ۔ زیبا نگار ۔ نو خاستہ ۔ گدرانا ۔ کیریاں ۔

حکومت ۔ نمبر ۱

ماسٹر رلیم چند نے ساتویں جماعت کو تواریخ کا سبق دیتے ہوئے کہا ۔ شاہجہان اچھا بادشاہ تھا ۔ سعید احمد جو ایک ذکی طالب علم ہے اور جسے تواریخ جغرافئے میں خاص دلچسپی ہے ۔ بول اُٹھا ۔ ماسٹر صاحب ! شاہجہان کو آپ اچھا بادشاہ کیوں قرار دیتے ہیں ؟ ماسٹر صاحب ۔ اُس نے نہایت اچھی طرح حکومت کی ۔ یعنی ایک حاکم کے فرائض کو بہت خوش اسلوبی سے انجام دیا ۔

سعید احمد۔ حاکم یا حکومت کے فرائض کیا ہیں؟

اِس سوال سے ماسٹرجی کسی قدر چونکے۔ انہیں خیال ہُوا۔ کہ یہ سیاسیات سے تعلّق رکھتا ہے۔ اور کہیں اُن سے بعد میں جواب طلب نہ ہو۔ کہ تم نے کیوں سیاسیات کے متعلّق جماعت میں گفتگو کی۔ کچھ سوچ کر بولے۔ اس سوال پر بحث کرنا مناسب نہیں۔ تم جانو۔ لڑکے لڑکے ہی ہوتے ہیں۔ جس بات سے منع کیا جائے۔ اُس کی اُنہیں کچھ ضد سی ہو جاتی ہے۔ اب تو تمام جماعت ہی مصر ہوئی۔ کہ انہیں بتایا جائے۔ کہ حکومت کے فرائض کیا ہیں؟ ماسٹرجی جب مجبور ہو گئے۔ تو ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس پہنچے۔ اور اُن سے سب قصّہ بیان کیا۔ مولوی عبدالرحمٰن پُرانی وضع کے آدمی تھے۔ اُن سے کوئی اگر خواب میں بھی کہ دیتا۔ کہ افسرانِ بالا آپ سے ناراض ہیں۔ تو شاید ہفتہ بھر کھانا نہ کھاتے۔ ماسٹر رام چند نے جو یہ بات کہی۔ تو کانپ گئے۔ اور بولے میاں! لڑکے تو دیوانے ہوتے ہیں۔ اُنہیں ڈانٹ بتاؤ۔ اور کہ دو۔ کہ اس قسم کے سوالات پر بحث نہیں ہو سکتی ٭

ماسٹر رام چند۔ جناب کہنے کو تو سبھی کچھ کہا جاسکتا ہے۔ مگر اِس طرح طلبا کے مادّۂ تجسّس کو جو

در اصل علم کی بنیاد ہے - دبا دینا میرے نزدیک فرائض معلّمی کے منافی ہے - علاوہ ازیں میری یہ بھی رائے ہے - کہ لڑکوں کو نہ صرف یہ ہی بتایا جائے - کہ حکومت کے فرائض کیا ہیں - بلکہ یہ بھی کہ رعایا کے حقوق اور فرائض کیا ہیں - ان باتوں کا جاننا اور سمجھنا بڑے ہو کر اُن کے مفید شہری بننے کے لئے نہایت ضروری ہے - خصوصیت سے اِس وقت جبکہ ہمارے مُلک میں سلف گورمنٹ کا بنیادی پتھر رکھا گیا ہے - اور امید کی جاتی ہے - کہ جب تک یہ بچّے جوان ہو کر انتظامِ مُلکی میں حصّہ لینے کے قابل ہو جائینگے - یہ عمارت مستحکم طور پر اپنی بنیادوں پر کھڑی ہو جائیگی - اور یہ اس کی تکمیل میں مدد دینگے - میرے خیال میں یہ مضمون جسے انگریزی میں سوکس یا علم شہریت کہتے ہیں - سکول کے نصاب میں شامل ہونا چاہئیے - اور اگر محکمہ تعلیم ایسا نہ کرے - تو کم ازکم اِسے علمِ تواریخ کا جزو قرار دے کر معلّم تاریخ کو اس پر چند سبق ضرور دینے چاہئیں -

ہیڈماسٹر صاحب ایک تو یوں بھی بحث مباحثے سے گھبراتے تھے - جہاں بات لمبی ہوئی اور اُنہوں نے کہا - اچھا بھئی یوں ہی سہی - اب ماسٹر رام چند کی معقول تقریر سُن کر بولے - ماسٹر صاحب! جیسا

آپ کا جی چاہے کریں۔ مگر یہ خیال رہے۔ کہ اگر انسپکٹر صاحب نے باز پرس کی۔ تو آپ کو جوابدہی کرنی ہوگی۔ ماسٹر رام چند ہنس دئے۔ اور کہا۔ جناب! مَیں ذمّہ داری سے نہیں گھبراتا۔ صرف آپ کو اطلاع دینی ضروری تھی۔ کیونکہ خیال ہؤا۔ کہیں بعد میں آپ ناراض نہ ہوں۔ یہ کہ کر وہ جماعت میں واپس آئے۔ اور کہا۔ لڑکو! اب تو گھنٹہ ختم ہونے کو ہے۔ کل میں تمہیں بتاؤنگا۔ کہ حکومت کیا ہے۔ اور اس کے فرائض کیا ہیں:۔

دوسرے روز ماسٹر صاحب کے جماعت میں داخل ہوتے ہی سب لڑکے بولے۔ ماسٹر جی! آج آپ کو ہمیں شہریت پر سبق دینا ہے۔ ماسٹر جی نے مُسکرا کر کہا۔ ہاں! میں سعید احمد کے سوال کو نہیں بھولا۔ اس کے بعد ماسٹر صاحب یوں گویا ہوئے:۔

سب سے پہلے میں تمہیں یہ بتاتا ہوں۔ کہ حکومت کیا ہے؟ حکومت چند اشخاص کا ایک مجموعہ ہے۔ جو سوسائٹی کے امن و قیام کی خاطر ہماری تمدّنی زندگی کی نگہداشت کرتا ہے۔ کہیں تو لوگ خود اس گروہ کو منتخب کرتے ہیں۔ اور اسے مختلف اختیارات دے دیتے ہیں۔ اور کہیں یہ خود ایک

حصّہ ملک پر قابض ہوکر وہاں کے باشندوں کو مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ اسے تسلیم کریں۔ اور اس کے سامنے اپنے سر کو جھکائیں۔

فتح چند۔ ماسٹر صاحب! حکومت اور سوسائٹی میں کیا فرق ہے؟

ماسٹر صاحب۔ سوسائٹی کی ابتدائی شکل کنبہ ہے۔ جس کے افراد خون یا عقد و نکاح کے رشتے سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اِس کی دوسری سیڑھی قبیلہ ہے جو کئی کنبوں کے اجتماع سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ قبیلے بڑھتے بڑھتے قومیں بن جاتی ہیں۔ قوم ایسے اشخاص کا ایک گروہ ہے۔ جو ایک نسل سے ہوں۔ ایک زبان رکھتے ہوں۔ جن میں مذہبی یکجہتی ہو اور جن کے اقتصادی مفاد ایک ہوں سوسائٹی کے افراد کے تعلقات سیاسی نہیں۔ بلکہ سوشل ہیں۔ لیکن مشترکہ مفاد کے لئے ضروری معلوم ہؤا۔ کہ ایک شخص واحد یا ایک گروہ کو ایسے اختیارات دے دئے جائیں۔ جن کی رُو سے وہ قوانین وضع کرے۔ اور جو افرادِ سوسائٹی اُن قوانین کی خلاف ورزی کریں۔ اُنہیں سزا دے۔ اور نیز سوسائٹی کو بیرونی حملوں سے محفوظ رکھے اسی طرح سٹیٹ یا حکومت کی بنیاد پڑی

پس قوم اور سوسائٹی تو سوشل گروہ ہیں۔ اور حکومت ایک سیاسی گروہ ہے۔ حکومت کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کے قبضے میں علاقہ ہو۔ اس کے ماتحت رعایا ہو۔ اور اس کے ہاتھ میں سیاسی انتظام ہو÷ سوسائٹی اور حکومت میں ایک یہ بھی فرق ہے۔ کہ گو ہر دو قوانین بناتے ہیں۔ لیکن اوّل الذکر قوانین کے توڑنے والوں کو زیادہ سے زیادہ یہ سزا دے سکتی ہے۔ کہ انہیں اپنے حلقے سے خارج کر دے۔ اور موخر الذکر ایسی صورتوں میں جرمانہ قید یا پھانسی تک کی سزا دینے کا اختیار رکھتی ہے÷

سعید احمد۔ ماسٹر صاحب! فتح چند نے تو ایک اور ہی قصہ چھیڑ دیا۔ ہم ممنون ہیں۔ کہ آپ نے اس سوال پر بھی روشنی ڈال دی۔ مگر جو کچھ آپ نے فرمایا۔ وہ میری رائے میں ہم لوگوں کے فہم سے قدرے بالاتر تھا۔ اس لئے کچھ زیادہ لطف نہ آیا۔ ہم تو یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ گورمنٹ کے کیا فرائض ہیں÷

ماسٹر صاحب۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ گورمنٹ کا صرف یہ فرض ہے۔ کہ وہ جرم کا انسداد

کرے۔ مجرم کو سزا دے۔ ملک میں امن قائم رکھے۔ اور اس کو بیرونی حملوں سے بچائے۔ تمدّنی زندگی کے باقی پہلوؤں میں اسے بالکل دخل نہ دینا چاہئے۔ مثلاً تعلیم۔ حفظانِ صحت۔ ذرائع آمد و رفت وغیرہ سے اسے کوئی تعلّق نہیں۔ رعایا کو پوری آزادی ہونی چاہئے۔ کہ وہ جس طرح جی چاہے زندگی بسر کرے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اپنے بچّے کو سکول نہیں بھیجتا۔ یا اپنے دروازے پر گندگی کا ڈھیر لگائے رکھتا ہے۔ تو حکومت کو اُس سے باز پُرس کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اِس کے مقابلے میں ایک دوسرا سیاسی گروہ ہے۔ جس کی رائے ہے کہ گورمنٹ کا کام صرف یہی نہیں۔ کہ وہ امن قائم رکھے اور مُلک کی حفاظت کرے بلکہ اُس کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ ہر شخص کے ذاتی آرام اور جسمانی اور تمدّنی ترقّی کی پورے طور پر نگہداشت کرے۔ مثلاً علاوہ ہسپتال مہیّا کرنے کے اُس کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ اگر کوئی بیمار پڑے۔ تو اُسے مجبور کرے کہ وہ ہسپتال میں جا کر اپنا علاج کرائے۔ بُری عادات اور خواہشات کی بیخ کنی کرے۔ مثلاً شراب نوشی

وغیرہ کے خلاف قوانین بنائے - اور ان کی پورے طور پر ہر ایک سے پابندی کروائے +

فتح چند- تو آپ ان دونو میں سے کونسی رائے مناسب خیال کرتے ہیں ؟

ماسٹر صاحب- میری رائے میں یہ دونو خیال افراط و تفریط کا پہلو لئے ہوئے ہیں - گورمنٹ کا کام نہ تو صرف پولیس یا فوج کے سپاہی کا ہی ہے کہ بس ملک کو دشمنوں کے حملوں سے بچایا - یا مجرموں کو پکڑ کے سزا دے دی - اور نہ ہی ایک خدائی فوجدار کا کہ کسی کو بازار میں کھانستے دیکھا اور جھٹ پکڑ کر ہسپتال میں پہنچا دیا - کہ میاں تُو تو یہاں بیٹھا رہ اور تیرے بیوی بچے ہوا کھائیں - البتہ گورمنٹ کا فرض ہے - کہ وہ تمام باتیں جن سے ہماری مشترکہ زندگی اچھی اور آرام دہ ہو سکتی ہے - اور جن پر ہماری تمدّنی ترقی کا انحصار ہے - اِن کی نگہداشت کرے - مثال کے طور پر میں چند فرائض گنواتا ہوں +

(۱) حکومت کا اولین فرض یہ ہے - کہ وہ رعایا کی تمام بیرونی اور اندرونی دشمنوں سے حفاظت کرے - بیرونی دشمن تو باہر کے حملہ آور ٹھہرے - اور اندرونی یہی باقی بدمعاش - دیوانے وغیرہ +

(۲) گورمنٹ کا یہ بھی فرض ہے۔کہ ہمیں اُن حادثات سے جو افراد کی غفلت سے واقع ہوتے ہیں۔ بچائے۔ مثلاً شہر میں گاڑی گھوڑے کے بے تحاشا دوڑانے یا ریلوے گاڑیوں کے تصادم وغیرہ کی روک کے لئے قوانین بنائے +

(۳) ہمارے مال و جان کی حفاظت کرے۔ اور انصاف کے لئے عدالتیں قائم کرے +

(۴) ہماری شخصی آزادی میں جسے گورمنٹ نے قانون کی رُو سے جائز قرار دے دیا ہے۔ کوئی دوسرا مخل نہ ہو +

یہ تو گورمنٹ کے ابتدائی فرائض ہیں جن کے متعلق کوئی اختلاف رائے نہیں۔ ان کے بغیر کوئی حکومت یا سٹیٹ قائم نہیں ہو سکتی +

ان کے علاوہ اور فرائض بھی ہیں۔ جنہیں حال میں اہمیت دی جانے لگی ہے۔ ان میں سے چند ایک بتاتا ہوں +

(۱) گورمنٹ کا یہ بھی فرض ہے۔کہ وہ وبائی بیماریوں کو روکے۔ اور رعایا کی صحت کے قیام اور اس کی ترقی کے لئے سامان مہیا کرے +

(۲) بوڑھوں اور اپاہجوں کی نگہداشت کرے +

(۳) تعلیم کی اشاعت کرے - اور اس کے لئے نہ صرف جگہ جگہ مدرسے بنائے - بلکہ ایک خاص حد تک تعلیم کو لازمی قرار دے کر سوسائٹی کے ہر ممبر کو مجبور کرے - کہ وہ سکول میں حاضر ہو اور ابتدائی تعلیم حاصل کرے - تاکہ وہ ایک مفید اور سمجھ دار شہری بن سکے +

(۴) نہروں - سڑکوں اور ڈاک خانجات وغیرہ کا انتظام کرے - قصہ مختصر یہ کہ وہ تمام باتیں جو ہماری مشترکہ زندگی کو بہتر اور سرمایہ راحت بنا سکتی ہیں - اُن کا انصرام حکومت کے فرائض میں شامل ہے +

ماسٹر صاحب پورا فقرہ بھی ختم نہ کرنے پائے تھے کہ گھنٹہ بج گیا - اور انہوں نے یہ کہہ کر کہ کل ہم رعایا کے حقوق اور فرائض پر بحث کرینگے - جماعت کو رخصت کیا +

سُوالات

۱ - ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-

ذکی - فرائض - سیاسیات - مصر - ونیع - مادہٗ تجسس - منافی - مستحکم نصاب - باز پرس - اقتصادی - مؤخر الذکر - فہم - بالاتر - تمدّن - افراط و تفریط - خدائی فوجدار - نگہدار - مخل - انصرام +

۲ - ریوکس کا مضمون کیوں سکولوں کے نصاب میں شامل ہونا چاہئے؟
۳ - حکومت کے فرائض کیا ہیں ؟

فصلِ سرما

بے نظیر شاہ — از منتخباتِ نظمِ اُردو

ڈھکی چوٹیاں برف سے سر بسر — کہ چاندی چڑھائی ہے کہسار پر ۱
کھلے پھول گیندے کے وہ زرد زرد — چلی آتی ہے کیا ہوا سرد سرد ۲
وہ گل مہندی پھولی کھلے گلفرنگ — چمکتا ہوا وہ ہزارے کا رنگ ۳
وہ نیلم کے ساغر لئے کاسنی — وہ سورج کی ہم شکل سورج مکھی ۴
اناروں میں کلیاں بھی لو آگئیں — وہ کیلوں کی پھلیاں بھی گدرا گئیں ۵
بہی سیب امرود پکنے لگے — وہ شاخوں میں کوٹلے چمکنے لگے ۶
وہ پک کر شریفے بھی سب کھل گئے — ٹپک پڑتے ہیں جو ذرا ہل گئے ۷
لدی ہیں درختوں میں نارنگیاں — جھکی پڑتی ہیں بوجھ سے ڈالیاں ۸
وہ کچھ پھول سرسوں میں آنے لگے — ذرا کھیت جوبن دکھانے لگے ۹
کہیں چھوٹے چھوٹے وہ چیری کے پھول — کہیں اودے اودے وہ السی کے پھول ۱۰
نظر آتی ہے صنعِ ربِّ انام — زمرد کی چھڑیوں پہ نیلم کی نام ۱۱
ہوا جب اُڑاتی ہے جنگل کی ریت ۱۲
تو کیا لہلہاتے ہیں گیہوں کے کھیت

لہ - ایک قسم کا چھوٹا سنگترہ +

سُوالات

۱- سرما میں کھیتوں اور باغوں کی جو کیفیت ہوتی ہے۔ اُس پر ایک پیرگراف لکھو +

۲- دسویں اور گیارھویں شعر کے معنی بتاؤ +

اِنشا اللہ خاں انشا

آزاد — از آب حیات

سعادت یار خاں رنگین ان کے بڑے یار تھے۔ اور دستار[1] بدل بھائی تھے۔ چنانچہ سید انشا خود کہتے ہیں:

عجب رنگینیاں ہوتی ہیں کچھ باتوں میں اے انشا
بہم مل بیٹھتے ہیں جب سعادت یار خاں اور ہم

خانِ موصوف کہا کرتے تھے۔ کہ لکھنؤ میں سیدِ انشا کے وہ وہ رنگ دیکھے۔ جن کا خیال کر کے دُنیا سے جی بیزار ہوتا ہے۔ ایک تو وہ اوج کا زمانہ تھا۔ کہ سعادت علی خاں[2] کی ناک کے بال تھے۔ اپنی کمالِ لیاقت اور شگفتہ مزاجی کے سبب سے مرجعِ خلائق تھے۔

---

[1] - یہ ایک رسم ہے۔ کہ دو دوست جب ایک دوسرے کے بھائی بنتے ہیں تو آپس میں پگڑیاں بدل لیتے ہیں +

[2] - نواب اودھ +

دروازے پر گھوڑے۔ ہاتھی۔ پالکی نالکی کے ہجوم سے
رستہ نہ ملتا تھا۔ دوسری دہ حالت کہ پھر جو میں
لکھنؤ گیا۔ تو دیکھا کہ ظاہر درست تھا۔ مگر درخت اقبال
کی جڑ کو دیمک لگ گئی تھی۔ مَیں ایک شخص کی
ملاقات کو گیا۔ وہ اثنائے گفتگو میں دوستانِ دنیا
کی نا آشنائی اور بے وفائی کی شکایت کرنے لگے۔
میں نے کہا۔ البتہ ایسا ہے۔ مگر پھر بھی زمانہ خالی
نہیں۔ اُنہوں نے زیادہ مبالغہ کیا۔ مَیں نے کہا۔ کہ
ایک ہمارا دوست انشا ہے۔ کہ دوست کے نام پر
جان دینے کو موجود ہے۔ وہ خاموش ہوئے اور کہا
کہ اچھا زیادہ نہیں۔ آج آپ اُن کے پاس جائیے
اور کہئے۔ ہمیں ایک تربوز خود بازار سے لا کر کھلا دو۔
موسم کا میوہ ہے۔ کچھ بڑی بات بھی نہیں ہے۔
مَیں نے کہا۔ کہ بھلا یہ بھی کچھ فرمائش ہے! وہ
بولے۔ کہ بس یہی فرمائش ہے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ
وہ خود لا کر کھلائیں۔ بلکہ چار آنے کے پیسے بھی
آپ مجھ سے لے جائیں۔ مَیں اُسی وقت اُٹھ کر پہنچا۔
انشا عادتِ قدیم کے بموجب دیکھتے ہی دوڑے۔
صدقے قربان گئے۔ جم جم آئیے۔ نِت نِت آئیے
بلائیں لینے لگے۔ مَیں نے کہا۔ یہ ناز و انداز ذرا
طاق میں رکھو۔ پہلے ایک تربوز تو لا کر کھلاؤ۔ گرمی

نے مجھے جلا دیا۔ اُنہوں نے آدمی کو پُکارا۔ مَیں نے
کہا۔ کہ آدمی کی سہی نہیں۔ تم آپ جاؤ۔ اور ایک
اچھا سا شہبدی[۲] تربوز دیکھ کر لاؤ۔ اُنہوں نے کہا
کہ نہیں آدمی معقول ہے۔ اچھا ہی لائیگا۔ میں نے کہا
نہیں۔ کھاؤنگا تو تمہارا ہی لایا ہؤا کھاؤنگا۔ اُنہوں نے
کہا۔ تو دیوانہ ہؤا ہے! یہ بات کیا ہے؟ تب
میں نے داستان سنائی۔ اُس وقت اُنہوں نے ایک
ٹھنڈی سانس بھری اور کہا کہ بھائی وہ شخص سچّا
اور ہم تم دونو جھوٹے۔ کیا کروں۔ ظالم کی قید میں
ہوں۔ سوا دربار کے گھر سے نکلنے کا حکم نہیں۔

تیسرا رنگ میاں رنگین بیان کرتے ہیں۔ کہ میں
سوداگری کے لئے گھوڑے لے کر لکھنؤ گیا۔ اور سرا
میں اُترا۔ شام ہوئی۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ قریب ہی
مشاعرہ ہوتا ہے۔ کھانا کھا کر میں بھی جلسے میں پہنچا۔
ابھی دو تین سو آدمی آئے تھے۔ لوگ بیٹھے باتیں
کرتے تھے۔ حقّے پی رہے تھے۔ میں بھی بیٹھا ہوں
دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شخص میلی کچیلی روئی دار مرزئی[۳] پہنے

[۱]۔ سہی اصل میں صیح ہے۔ یہاں مراد ہے۔ آدمی کا بھیجنا ہمیں منظور نہیں۔

[۲]۔ نہایت پکّا اور لال تربوز۔

[۳]۔ نیم جامہ یا کمری۔

سر پر ایک میلا سا پھینٹا - گھٹنا پاؤں میں گلے میں بیکیوں کا توبڑا ڈالے - ایک گگرے کا حقہ[ا] ہاتھ میں لئے آیا - اور سلام علیکم کہ کر بیٹھ گیا - کسی کسی نے اُس سے مزاج پُرسی بھی کی - اُس نے اپنے توبڑے میں ہاتھ ڈال کر تمباکو نکالا - اور اپنی چلم پر سلفا جما کر کہا - بھئی ذرا سی آگ ہو - تو اس پر بھی رکھ دینا - اُسی وقت آوازیں بلند ہوئیں - اور گڑگڑی سٹک[۲] پیچوان سے لوگ تواضع کرنے لگے - وہ بے دماغ ہو کر بولا - کہ صاحب! ہمیں ہمارے حال پر رہنے دو - نہیں تو ہم جاتے ہیں - سب نے اس کی بات کے لئے تسلیم اور تعمیل کی - دم بھر کے بعد پھر بولا - کہ کیوں صاحب ابھی مشاعرہ شروع نہیں ہوا؟ لوگوں نے کہا - جناب! لوگ جمع ہوتے جاتے ہیں - سب صاحب آ جائیں - تو شروع ہو - وہ بولا - کہ صاحب! ہم تو اپنی غزل پڑھ دیتے ہیں - یہ کہ کر توبڑے میں سے ایک کاغذ نکالا - اور غزل پڑھنی شروع کر دی ⁜

غزل

۱ کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

[ا] - مٹی کا حقہ ⁜

[۲] - چھوٹا پیچوان ⁜

۲ نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں، ہم بیزار بیٹھے ہیں

۳ بسانِ نقش پائے رہرواں کوئے تمنّا میں
نہیں اُٹھنے کی طاقت کیا کریں لاچار بیٹھے ہیں

۴ یہ اپنی چال ہے افتادگی سے اب کہ پہروں تک
نظر آیا جہاں پر سایۂ دیوار بیٹھے ہیں

۵ کہاں صبر و تحمّل۔ آہ ننگ و نام کیا شے ہے
میاں رو پیٹ کر ان سب کو ہم یکبار بیٹھے ہیں

۶ نجیبوں کا عجب کچھ حال ہے اس دَور میں یارو
جہاں پُوچھو یہی کہتے ہیں ہم بیکار بیٹھے ہیں

۷ بھلا گردش فلک کی چین دیتی ہے کسے **انشا**
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

وہ تو غزل پڑھ ۔ کاغذ پھینک ۔ سلام علیک کہہ کر چلے گئے ۔ مگر زمین و آسمان میں سنّاٹا ہوگیا ۔ اور دیر تک دلوں پر ایک عالم رہا ۔ جس کی کیفیت بیان نہیں ہو سکتی ۔ غزل پڑھتے میں میں نے بھی پہچانا ۔ حال معلوم کیا ۔ اور بہت رنج ہُوا ۔ اور گھر پر جا کر پھر ملاقات کی ۔ **چوتھی دفعہ** جو لکھنؤ گیا ۔ تو پوچھتا ہُوا گھر پہنچا ۔ افسوس جس دروازے پر ہاتھی جھومتے تھے ۔ وہاں دیکھا کہ خاک اُڑتی ہے ۔ اور کتّے لوٹتے ہیں ۔ ڈیوڑھی پر دستک دی ۔ اندر سے کسی بڑھیا نے پُوچھا کہ کون ہے

بھائی؟ (وہ اُن کی بی بی تھیں) - میں نے کہا - کہ
سعادت یار خاں دلّی سے آیا ہے - چونکہ سیّد انشا
سے انتہا درجے کا اتحاد تھا - اُس عفیفہ نے پہچانا
دروازے پر آکر بہت روئیں اور کہا - کہ بھیّا اُن
کی تو عجب حالت ہے - اے لو میں ہٹ جاتی ہوں
تم اندر آؤ - اور دیکھ لو - میں اندر گیا - دیکھا کہ ایک
کونے میں بیٹھے ہیں - تن برہنہ ہے - دونو زانوؤں پر
سر دھرا ہے - آگے راکھ کے ڈھیر ہیں - ایک ٹوٹا سا
حقّہ پاس رکھا ہے - یا تو وہ شان و شکوہ کے جمگھٹ
دیکھتے تھے - وہ گرمجوشی اور چہلوں کی ملاقاتیں ہوتی
تھیں - یا یہ حالت دیکھی بے اختیار دل بھر آیا - میں
بھی وہیں زمین پر بیٹھ گیا - اور دیر تک رویا جب
جی ہلکا ہوا - تو میں نے پکارا - کہ سیّد انشا! سیّد انشا!
سر اُٹھا کر اُس نظرِ حسرت سے دیکھا - جو کہتی تھی کہ
کیا کروں - آنکھ میں آنسو نہیں - میں نے کہا کیا حال
ہے؟ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ شکر ہے - پھر
اس طرح سر کو گھٹنوں پر رکھ لیا کہ نہ اُٹھایا ٭

سُوالات

۱ - سید انشا کی زندگی میں جو تغیرات ہوئے - اُنہیں مختصر طور پر
اپنے الفاظ میں بیان کرو ٭

۲- کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں۔ اس غزل کے مضمون کو سلیس اردو نثر میں لکھو +

۳- اس غزل کے تیسرے اور چوتھے شعر کے معنی بتاؤ +

۴- ذیل کے الفاظ اور محاورات کے معنی بتاؤ - اور انہیں اپنے اپنے فقروں میں استعمال کرو:-

مہندی - طباع - درگاہ - معقول - شیر و شکر ہونا - ان بن ہونا ناک کا بال +

انشا ## غزل از کلیاتِ انشا

۱ یہ اتفاق ہے - نہ بنے یا بنی[۱] رہے
پر آدمی کو چاہیئے دل تو غنی رہے

۲ نوّاب - دولہا - شیر[۲] بہادر - وزیر کی
جم جم سے مُلکوں مُلکوں میں نت[۳] روشنی رہے

۳ دولت بنی[۴] ہے اور سعادت علی بنا[۵]

---

۱ - یعنی ہمارے پاس دولت ہو یا نہ ہو +

۲ - نواب سعادت علی خاں والئے لکھنؤ کے خطابات ہیں +

۳ - نت نت - ہمیشہ +

۴ دلھن +

۵ - دولھا +

یا رب! ابنے بنی میں ہمیشہ[1] بنی رہے

۴ قائم رہے وہ چاند سا مکھڑا جہاں میں
اُس کا بُرا جو چیتے[2] اسے جاں کنی رہے

۵ ہمت کبھی نہ ہارئیے انشا! یہ چاہیئے
جو بات دل میں ٹھن گئی بس وہ ٹھنی رہے

J. Allah Bakhsh Bhatti S.V. Teacher G.H. School. Kaaror paca (Multan)

نظامِ شمسی

رات کے وقت آسمان پر ستاروں کا ایک چمن کھلا ہؤا نظر آتا ہے۔ ایک شاعر اسے دیکھ کر کہیگا۔ کہ ستارے خوبصورت پھول ہیں۔ یا چھوٹے چھوٹے موتی جنہیں خیّاطِ قدرت نے چادرِ فلک میں ٹانک دیا ہے۔ یہی حال چاند سورج کا ہے۔ جو چشمِ ظاہر بیں کو زیادہ سے زیادہ دو روشن چراغ نظر آتے ہیں۔ یا چاندی سونے کے دو پیالے۔ ایک بچّہ ان کو دو خوشنما گنبدیں خیال کرتا ہے۔ اور ایک بھوکا مسافر دو چپاتیاں۔ ایک ذرا چھوٹی۔ دوسری ذرا

۱۔ یعنی دولت ہمیشہ سعادت علی خاں کے پاس رہے۔

۲۔ خواہش کرے۔ غیر فصیح ہے۔

بڑی۔ کیا ستارے اور چاند سورج حقیقت میں دلفریب کھلونے ہیں؟ اور اتنے چھوٹے کہ ننھے رام کی مٹھی میں آ جائیں؟ نہیں۔ یہ خوبصورت پھول۔ یہ ننھے ننھے موتی۔ یہ سونے چاندی کے پیالے طویل و عریض اجسام ہیں۔ اور ان میں سے بعض تو ہماری دنیا سے بھی بڑے اور بہت بڑے ہیں مثال کے طور پر سورج کو لو۔ یہ اتنا بڑا ہے۔ کہ اگر زمین کے سے سترہ لاکھ کرّے ملا کر رکھ دئے جائیں۔ تو بھی سورج کا کرّہ حجم میں زیادہ ہی رہیگا۔ ایک اور مزے کی بات یہ ہے۔ کہ تمہیں صرف ایک ہی چاند دکھائی دیتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ ہماری زمین کی طرح جو خود ایک سیّارہ ہے اور سیّارے بھی اپنے اپنے چاندوں سے منوّر ہیں۔ بعض سیّارے ایسے بھی ہیں۔ جن کے ساتھ کئی کئی چاند قدرت نے روشن کر رکھے ہیں۔ سیّارے کیا ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اکثر ستاروں کو گوشہ نشین سمجھو جو پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے ہیں۔ یا وضعدار کہو۔ کہ کہیں جانا کسر شان سمجھتے ہیں۔ مگر بعض ایسے بھی ہیں جن سے نچلا نہیں بیٹھا جاتا۔ سیر و سیاحت پر مٹے ہوئے ہیں۔ آج یہاں ہیں۔ تو کل وہاں۔ قسم اوّل کو ثوابت کہتے ہیں۔ اور قسم دوم کو سیّار۔

زمین کی طرح تمام سیّارے آفتاب کے گرد پھرتے ہیں۔ سورج۔ سیّارے اور چاند ایک نورانی برادری ہیں۔ جسے نظامِ شمسی کہتے ہیں۔ سورج اس برادری کا سردار ہے۔ اور یہی وہ سرچشمۂ نور ہے۔ جس سے تمام سیارے اور چاند فیض یاب ہوتے ہیں۔ آؤ آج ہم ان سیّاروں کی سیر کریں +

عطارد۔ یہ ایک چھوٹا سا سیّارہ ہے۔ جو کبھی شام کو غروبِ آفتاب کے بعد مغرب میں اور کبھی صبح کو طلوعِ آفتاب سے پہلے مشرق میں دکھائی دیتا ہے نظامِ شمسی کو اگر ایک حلقہ فرض کرلیں۔ جس کا مرکز سورج ہے۔ اور اس مرکز سے ہم باہر کی طرف سفر کریں۔ تو یہ پہلا سیّارہ ہے جس سے ہم دو چار ہونگے۔ سیاروں میں یہ سورج سے قریب ترین ہے۔ شاید اِسی قرب نے اس کا دماغ آسمان پر چڑھا رکھا ہے۔ جو بڑے بڑے منجّم اس کی اچھی طرح زیارت نہیں کرسکتے۔ کیوں نہ ہو۔ آخر بڑے میاں یعنی سورج کی جلالت کا بھی تو یہ عالم ہے۔ کہ کوئی نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ چھوٹے میاں کیوں پیچھے رہتے۔ چونکہ عطارد کی درخشانی خیرہ کن ہے۔ اِس لئے ننگی آنکھ تو علیحدہ رہی۔ دوربین سے بھی اس کے خط و خال کا اچھی طرح

مشاہدہ نہیں ہوسکتا - مگر چونکہ زیادتئے حرارت کی وجہ سے اس میں جانداروں کا وجود ممکن نہیں - اس لئے اس کی سطح کا علم چنداں اہمیت بھی نہیں رکھتا - البتہ اتنا کہ سکتے ہیں - کہ یہ ہماری زمین کی طرح ہوا کا دل رکھتا ہے - جس کی حدّت کے مقابلے میں ہماری جون جولائی کی لوئیں بھی باد بہاری کا اثر رکھتی ہیں - اس کی سطح پر پانی بھی ہے جو شاید ہر وقت کھولتا رہتا ہے - اس کا قطر قریباً ۳۰۰۰ میل ہے - سال ہمارے 88 دنوں کے برابر ہے - اور اس کے ساتھ کوئی چاند ملحق نہیں - اس سیارے کو ہمارے بزرگ علم و دانش کا دیوتا خیال کرتے تھے - چنانچہ انہوں نے اسے دبیرِ فلک کے نام سے بھی موسوم کیا ہے *

زہرہ - یہ سیارہ ہمارے اور عطارد کے درمیان رواں ہے - عطارد کی طرح یہ بھی کبھی غروبِ آفتاب کے بعد مغرب میں اور کبھی طلوعِ آفتاب سے پہلے مشرق میں نظر آتا ہے - یہ حجم میں عطارد سے بہت بڑا ہے - اور عطارد ہی طرح سورج کے قرب کی وجہ سے بہت درخشاں ہے - زہرہ دیکھنے میں مشتری سے بھی زیادہ روشن ہے - گو موخر الذکر میں اوّل الذکر سے بہت زیادہ بڑا ہے - اور

سورج سے منور ہونے کے علاوہ اپنی ذاتی روشنی بھی رکھتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مشتری بمقابلہ زہرہ کے زمین سے بہت زیادہ دُور ہے۔ چاند اور سورج سے قطع نظر کرکے ہم کہ سکتے ہیں۔ کہ زہرہ سیاروں کی ملکہ ہے۔ کیونکہ تمام سیاروں میں یہ روشن ترین دکھائی دیتا ہے۔ جب زہرہ پوری آب و تاب کے ساتھ چمکتا ہے۔ تو دن کی روشنی میں بھی ننگی آنکھ اسے دیکھ سکتی ہے۔ اس کی سطح کا حال بھی بوجہ اس کی درخشانی کے بہت کم معلوم ہو سکا ہے۔ البتہ مہندسوں کا خیال ہے۔ کہ یہ ایک کرۂ باد رکھتا ہے۔ اس کا قطر قریباً 7800 میل ہے۔ سال 224 دنوں کا ہے۔ اور یہ بھی کسی چاند کی معیت سے محروم ہے۔ اسے متقدمین خوبصورتی کی دیوی خیال کرتے تھے۔

زمین۔ یہ بھی ایک سیارہ ہے۔ سورج سے قریباً نو کروڑ تیس لاکھ میل دُور ہے۔ اس کے ساتھ ایک چاند ہے۔ وہی چاند جو ہماری رات کو منور کرتا ہے۔ اس سیارے کے کچھ حالات تم مرقع ادب حصۂ دوم میں پڑھ چکے ہو۔

مریخ۔ یہ ایک حیرت انگیز سیارہ ہے۔ اس کا رنگ

سُرخ ہے - یہ سُرخی لہو کی یاد دلاتی ہے - اور لہو جنگ کی - شاید یہی باعث ہے - کہ متقدّمین اِسے جنگ کا دیوتا خیال کرتے تھے - اور اِسے سپاہئے فلک کہتے تھے - اس سیّارے کی سطح پر ضرور کوئی ایسی چیز ہے - جو اس کی سورج سے ماخوذ روشنی میں ایک سُرخ جھلک پیدا کر دیتی ہے - ممکن ہے - اس کے بہت بڑے حصے پر ریت پھیلی ہوئی ہو جب اثنائے گردش میں زمین آفتاب اور مریخ کے درمیان آ جاتی ہے - تو مریخ رات بھر دکھائی دیتا ہے - مریخ کے ساتھ دو چھوٹے چھوٹے چاند بھی ہیں - جو اس کے گرد مغرب سے مشرق کی طرف گھومتے ہیں - آج کل اِس سوال نے عملی دُنیا میں ہل چل ڈال رکھی ہے کہ آیا مریخ پر ذی رُوح ہستیاں موجود ہیں یا نہیں - اٹلی کے محقق شاپ ڈیلی نے سنہ 1877 میں دریافت کیا تھا کہ مریخ میں نہروں کا جال پھیلا ہُوا ہے - سنہ 1894ء میں امریکہ کے ہیئت دانوں نے ان نہروں کے فوٹو لئے - جب نہروں کا وجود ثابت ہوگیا - تو یہ گمان ہُوا - کہ وہاں ایسی ہستیاں بھی ہونگی - جنہوں نے یہ نہریں بنائی ہوں - ماہرین علم ہندسہ اس گتھی کو سلجھانے کے لئے بہت زور لگا رہے ہیں

اور اسی اُدھیڑ بُن میں ہیں۔ کہ اگر مریخ پر کوئی ذی حیات آبادی ہے۔ تو اُس کے ساتھ سلسلۂ گفت و شنید قائم کیا جائے۔ اب یہ تو خدا ہی کو معلوم ہے کہ وہاں جاندار ہستیاں ہیں یا نہیں تاہم اتنی بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ مریخ پر پانی ہے۔ نیز یہ کہ مریخ آب و ہوا اور چند اور خصوصیات میں کرۂ ارض سے بہت مشابہ ہے اس کا دن ہمارے دن کے برابر ہے۔ صرف ۴۰ منٹ کا فرق ہے۔ یہاں یہ ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ کئی ایک مہندس ایسے بھی ہیں جو زحل اور زہرہ کو بھی مسکنِ حیات خیال کرتے ہیں ؂

سیّارگان خفیفہ۔ اگر ہم مریخ سے بیرونی جانب سفر کریں۔ تو ہمیں چھوٹے چھوٹے سیّاروں کی ایک بڑی تعداد ملتی ہے۔ جو مریخ اور مشتری کے درمیان دورہ کرتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کوئی بڑا سیارہ کسی صدمے سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور اس طرح یہ چھوٹے چھوٹے سیارے معرضِ ہستی میں آئے۔ ان سیاروں کے پورے حالات بتانے کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ یہاں صرف یہ بتا دینا کافی ہے۔ کہ انیسو۔ں

صدی کی اوّلین شب یعنی ۱۸۰۱ء کی پہلی جنوری کو ان میں سے پہلا سیارہ دریافت ہوا تھا۔ اور اس کا نام سیریس رکھا گیا۔ یہ سیارے بھی اپنی درخشانی کے لئے سورج کے محتاج ہیں ؎

مشتری ۔ مریخ اور سیارگانِ خفیف سے بہت دُور سُورج سے قریباً اڑتالیس کروڑ تیس لاکھ میل کے فاصلے پر مشتری ہے۔ سیاروں میں یہ سب سے بڑا ہے۔ مشتری کا سال ہمارے 4380 دنوں کے برابر ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ہماری چھوٹی سی زمین بارہ چکر سورج کے گرد لگا لیتی ہے۔ تب مشتری اپنا لمبا سال ختم کرتا ہے۔ اس سیارے کا قطر 87000 میل ہے۔ لیکن باوجود اتنی جسامت کے بُعد کی وجہ سے اہلِ زمین اِس کا اچھی طرح مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ مشتری دوسرے سیاروں سے جسامت کے علاوہ اور باتوں میں بھی مختلف ہے۔ مثلاً اَوروں کی طرح مشتری ٹھوس نہیں۔ بلکہ جزاً مائع اور جزاً گیس ہے۔ یہ سیّارہ ہماری زمین سے قریباً ایک ہزار گُنا بڑا ہے۔ اس کے ساتھ 9 چاند ہیں ایک ہمارے چاند کے برابر ہے۔ اور بعض اس سے بھی بڑے۔ مگر ان میں سے ایک بھی دُوربین کی وساطت کے بغیر دکھائی نہیں دے سکتا ؎

زحل - سورج کے دوسری طرف مشتری کے بالمقابل زحل ہے - یہ سورج سے قریباً ایک ارب میل دور ہے - اس کا سال ہمارے تیس سالوں کے برابر ہے - اس کا قطر 70000 میل سے زیادہ ہے - اس کا دن دس گھنٹوں سے کچھ زیادہ ہوتا ہے اگر انسان اس سیارے پر آباد ہوتے - اور اُن کی عمریں دنوں کے لحاظ سے اتنی ہی ہوتیں - جتنی کہ ہماری - تو وہ تین سال میں اتنے بوڑھے ہو جاتے - جتنے ہم نوے سال میں ہوتے ہیں - زحل - مشتری کی طرح بہت گرم اور ہلکا ہے - زحل کے ساتھ 9 چاند ہیں - اور ممکن ہے - اس سے بھی زیادہ ہوں - نواں چاند حال ہی میں دریافت ہوا ہے - اس سیارے کے حلقے بہت مشہور ہیں - انہیں اوّل اوّل مشہور سائنس دان گلیلیو نے دیکھا تھا - فلک پر اور کوئی ایسا منظر نہیں جو ان حلقوں سے زیادہ دلچسپ ہو آج کل زحل کے حلقوں میں بہت انقلابات واقع ہو رہے ہیں - اور ہیئت دان ان تبدیلیوں کا بہت غور سے مشاہدہ کر رہے ہیں - بعض کا خیال ہے - کہ یہ حلقے ٹوٹ کر زحل میں جذب ہو جائینگے اور اس طرح ان کا خاتمہ ہو جائیگا ٭

یورینس - ڈیڑھ سو سال ہوئے - یہ سیّارہ اوّل مرتبہ دوربین کے ذریعے سے دیکھا گیا۔ اس کی دریافت کا سہرہ ایک جرمن سائنسدان ولیم ہرشل کے سر ہے۔ اس شخص نے انگلستان میں موسیقی کو ذریعہ معاش بنا رکھا تھا۔ لیکن علمِ ہیئت کا بہت دلدادہ تھا۔ فرصت کا جو لمحہ مل جاتا۔ اُسے اجرامِ فلکی کے مشاہدے میں صرف کرتا۔ اس کے پاس اتنا سرمایہ نہ تھا۔ کہ کوئی بڑی دوربین خرید سکے۔ اس لئے اُس نے خود ایک دوربین بنائی۔ اس کی بہن کیرولین نے اس حیرت انگیز کام میں اس کا ہاتھ بٹایا۔ اس سیارے کا قطر 31000 میل ہے۔ اور سال ہمارے 83 سالوں کے قریب ہے۔ اس کے ہمراہ چار چاند ہیں۔ انہیں بھی ہرشل ہی نے دریافت کیا تھا۔ اس کا مدار ایلیپٹیکل یعنی بیضوی شکل کا نہیں۔ مسئلہ کشش ثقل کو مدنظر رکھتے ہوئے منجّموں نے خیال کیا۔ کہ یورینس کی اس بے قاعدہ حرکت کا باعث کوئی اَور سیّارہ ہے۔ جو سورج کے گرد چکّر لگا رہا ہے۔ 1846ء میں یہ سیّارہ بھی دریافت ہوگیا +

نپچون - اس کی دریافت سائنس کی تاریخ میں نہایت حیرت انگیز سمجھی جاتی ہے۔ اس سیارے کا علم

اوّل اوّل ایک فرانسیسی لے ویریئر اور ایک انگریز ایڈمس کو ہوُا۔ جنھوں نے حساب لگا کر معلوم کیا۔کہ یہ نا دیدہ سیّارہ کس مقام پر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ دوربین سے دیکھا گیا۔تو اسی جگہ پر ایک سیّارہ نظر آیا۔ جسے نپ چون کے نام سے موسوم کیا گیا۔ نظامِ شمسی کا سب سے بیرونی ممبر یہی ہے۔سورج سے اس کا فاصلہ دو ارب پچھتر کروڑ میل ہے۔ اس کا سال ہمارے 165 سالوں کے لگ بھگ ہے۔گویا جب سے یہ دریافت ہوُا ہے۔ اس نے سورج کے گرد اپنا آدھا سفر بھی طے نہیں کیا۔ یہ یورینس سے قدرے بڑا ہے۔اور اس کے ہمراہ بھی ایک چاند ہے۔

سُوالات

۱۔ نظام شمسی پر ایک مختصر نوٹ لکھو۔

۲۔ نپ چون کی دریافت کے قصّے کو اپنے الفاظ میں بیان کرو۔

۳۔ ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ:۔

خیاط۔اجسام۔درخشاں۔خیرہ کن۔جلالت۔ہرگز۔مؤخرالذکر ماخوذ۔محقّق۔ہیئت دان۔مسکن۔ہاتھ بٹانا۔موسوم۔

ڈاکٹر محمد اقبال — از مخزن

جگنو

۱ جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں

۲ آیا ہے آسماں سے اُڑ کر کوئی ستارہ
یا جان پڑ گئی ہے مہتاب کی کرن میں

۳ چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی
نکلا کبھی گہن سے آیا کبھی گہن میں

۴ حسن قدیم کی یہ پوشیدہ اک جھلک تھی
لے آئی جس کو قدرت خلوت سے انجمن میں

بوائے سکاوٹ

(۱) لڑکے فطرتاً وفا شعار ہوتے ہیں۔ اگر ان کی صحیح طریق سے رہنمائی نہ کی جائے۔ تو یہی وفا شعاری بعض اوقات بُرے نتائج پیدا کرتی ہے۔ اور اکثر فرقہ بندی کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ ایسی حالت میں بچے اپنے خاص گروہ کے افراد کی رعایت اور پاس داری کرنے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ بُری

باتوں میں بھی ان کا ساتھ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ یہ فطری خوبی بجائے مفید ہونے کے ملک و قوم کے لئے مضرت رساں بن جاتی ہے +

(۲) اگر اسی طفلانہ وفا شعاری کو جائز مقاصد کے حصول میں صرف کرنے کا طریق بتا دیا جائے۔ تو دلیری۔ جرأت اور استقلال کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ وہ قوتیں جو شوخی۔ شرارت۔ بد عنوانی۔ لڑائی جھگڑے۔ اپنوں اور غیروں کو تنگ کرنے میں صرف ہوتی ہیں۔ اگر کسی اچھے راستے پر لگا دی جائیں۔ تو ملک کے لئے مفید ہونے کے علاوہ اصلاح عامہ کا بہترین ذریعہ بن سکتی ہیں۔ جو لوگ بچوں کی تعلیم میں دلچسپی لیتے ہیں۔ انہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ لڑکوں کی تربیت کا بہترین طریقہ یہ نہیں۔ کہ اُنہیں بات بات پر ٹوکا جائے۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ اُنہیں آزادانہ قوائے فطری کے اظہار کا جائز موقع دیا جائے۔ اگر کوئی یہ چاہتا ہے۔ کہ آیندہ نسلیں شجاع۔ محبِ قوم و وطن اور صحیح معنوں میں انسان کہلانے کی مستحق ہوں۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ آج کل کے لڑکوں میں اچھے خصائل پیدا کرنے کی کوشش کرے +

(۳) کچھ عرصہ ہُوا - کہ امریکہ کے سرحدی علاقے سے ایک مصوّر شہر نیویارک میں آیا - اُسے یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی کہ اکثر بچّے اپنی فطری شوخی کو نہایت بیہودہ اشغال میں صرف کر رہے ہیں - چنانچہ غور کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا - کہ بچّوں کو اپنے قوائے جسمانی اور دماغی کے مناسب طریق پر استعمال کرنے کی مشق کرانی چاہیئے - انہی ایّام میں ایک مصنف مسٹر سٹین نامی یہ دیکھ کر متوحش ہُوا کہ کمزور اور ڈرپوک لڑکوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جاتی ہے چنانچہ اُس نے بھی ان تمام نقائص کا مصلح کھلی ہوا میں کھیلنا اور ورزش کرنا تجویز کیا - اُس نے مقابلے کی بجائے عزّت و شرف کی ترقی کو بہتری کا موجب اور محرّک ٹھیرایا - اِن دونو بہی خواہانِ بنی نوع انسان نے اپنے اپنے علاقے میں ایسے لڑکوں کی متعدّد پارٹیاں بنائیں جو بجائے شرارت و آوارہ گردی کے اوقاتِ فرصت کو سیر و ورزش اور دوسرے مفید مشاغل میں صرف کرنے لگیں - سنہ ۱۹۰۶ء میں مسٹر سیٹن انگلستان گئے - اور وہاں انہوں نے اپنی اس تجویز کی اشاعت کے لئے لکچر دئے +

(۴) اس تحریک کے دو سال بعد جرنیل بیڈن پال Baden Powill جو میفکنگ[1] کے ہیرو کہلاتے ہیں۔ اور جنہوں نے اس شہر کے محاصرہ کے ایّام میں لڑکوں کی جماعتوں کو رسد رسانی اور پیغام رسانی کے لئے استعمال کیا تھا۔ مذکورہ بالا دونو بزرگوں کی تجاویز کو لے کر اپنے مشاہدے کی بنا پر ایک نئی تجویز پیدا کی۔ ۱۹۰۸ء میں صاحب موصوف نے علاقہ سرے SURREY میں چند لڑکوں کو بلایا۔ ایک مختصر سی تقریر کی۔ اور میفکنگ Mafekn کے بہادر لڑکوں کی مثال دے کر سب کو وردی پہنا دی۔ اور تھوڑی بہت ڈرل بھی سکھا دی۔ اس مضمون پر صاحب ممدوح نے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ جس کا نام سکاؤٹنگ ہے ٭

(۵) اس تجویز نے یہاں تک مقبولیت اور ہر دل عزیزی حاصل کی ہے۔ کہ آج انگلستان کے طول و عرض میں خواہ متمدّن شہر ہوں۔ خواہ غیر متمدّن دیہات۔ کوئی جگہ ایسی نہیں۔ جہاں

---

[1] جنوبی افریقہ کا ایک شہر۔ بوئر وار میں بوئروں نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اور جنرل بیڈن پال نے اس محاصرے میں بڑی بہادری دکھائی تھی ٭

سکاوٹنگ کا چرچا نہ ہو۔ انہیں یہ اصول بتا دیا گیا ہے۔ کہ "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد"۔ یعنی خدمتِ خلق ہی اعلےٰ ترین عزّت ہے۔ چنانچہ جب کبھی کوئی حادثہ پیش آتا ہے۔ مثلاً (ریلوں کا ٹکرانا۔ گھوڑوں کا بد لگام ہو کر دوڑنا۔ جہازوں کا غرقِ طوفان ہونا۔ مکانوں کا نذرِ آتش ہونا) بوائے سکاوٹ چشمِ زدن میں مقامِ حادثہ پر آ موجود ہوتے ہیں۔ اور اپنی جانبازانہ خدمات سے مخلوق کی دستگیری کرتے ہیں یہ کس قدر اچھی بات ہے۔ کہ ہر جگہ تربیت یافتہ۔ با سلیقہ۔ تیز فہم۔ ذکی لڑکوں کی جماعت ہر حادثے اور تکلیف کے موقع پر بنی نوع انسان کی اعانت و حمایت کے لئے موجود ہے ؎

(۶) چنانچہ اس ہمدردیِ انسانی کا تجربہ اس ریل گاڑی کے شدید تصادم کے وقت ہو چکا ہے۔ جو لنڈن اور برائٹن کے درمیان واقع ہوا۔ مقامی سکاوٹ اس وقت فٹ بال کھیلنے میں مصروف تھے۔ جونہی انہیں اس حادثے کی خبر ملی۔ کھیل چھوڑ چھاڑ بیماروں کی ڈولیاں سنبھال مقامِ حادثہ پر آ موجود ہوئے۔ اور مسلسل کئی گھنٹے سرعت کے ساتھ زخمیوں کو بچانے اور

مُردوں کے اُٹھانے میں مصروف رہے۔ بوائے سکاؤٹ کی تحریک نے بارہا صدہا مواقع پر اپنی قابل قدر اہمیّت کو ثابت کر دکھایا ہے۔ اور ببانگ دُہل بتا دیا ہے۔ کہ لڑکوں کے یہ منتظم جتھے رفاہِ عام کا فرض کس خوش اسلوبی سے پورا کر سکتے ہیں۔ جنگِ عالمگیر کے دوران میں اُنہوں نے ریل کے پُلوں سڑکوں اور ساحلوں کی چوکیوں پر پہرے دئے۔ چندے فراہم کئے۔ حتّےٰ کہ کشا ورزی کے کاموں میں اپنے وجود کو پبلک کے لئے رحمت الٰہی ثابت کر دکھایا +

(۷) جس مُلک میں یہ تحریک رائج ہو گئی ہے۔ وہاں اس کے سحر آمیز اثر سے لڑکے راستباز۔ خوددار۔ غمخوار اور مجموعہ اوصاف بن گئے ہیں۔ اور ہر موقع پر وطن پرستی۔ خدمتِ خلق۔ مردانگی اور کسرِ نفسی کے بے بہا جوہر دکھا رہے ہیں۔ کیا اس سے بہتر اس مبارک تحریک کی تائید میں کوئی اور ثبوت ہے جو پیش کیا جا سکتا ہے +

سکاؤٹوں کا قانون جس کا جاننا ہر سکاؤٹ کے لئے ضروری ہے +

قبل اس کے کہ کوئی لڑکا ٹنڈر فٹ کے ادنےٰ ترین خطاب سے مخاطب کیا جائے۔ اُس کے لئے حسب ذیل قوانین

کا جاننا ضروریات سے ہے ✤

(۱) سکاوٹ قابلِ اعتبار ہے۔ سکاوٹ صادق و امین ہے۔ سکاؤٹ ہمدردیٔ انسانی سے لبریز ہے ✤

(۲) سکاوٹ وفا شعار ہے۔ وہ وفا کرتا ہے۔ قوم وطن۔ بادشاہ۔ والدین اور اپنے افسران بالا سے ✤

(۳) سکاوٹ ہمیشہ مدد کرتا ہے ✤

اس کا فرض ہے کہ ہر وقت دوسروں پر قربان ہونے کے لئے تیار رہے۔ زخمیوں اور لُنجوں لنگڑوں کی مدد پر آمادہ رہے۔ راہ سے بھٹکے ہوئے مسافروں کا رہنما ہو۔ اس کا فرض ہے۔ کہ روزانہ کم از کم ایک نیکی ضرور ایسی کرے جس کا خدمت خلق سے تعلّق ہو ✤

(۴) سکاؤٹ سب کا دوست اور دوسرے سکاؤٹوں کا بھائی ہے ✤

وہ بلا امتیاز دولت و ثروت۔ حسب و نسب۔ ذات پات۔ رنگ روپ دوسرے سکاؤٹوں کو بھائی جانتا ہے ✤

(۵) سکاؤٹ خوش خلق ہے ✤

وہ بیگانہ و یگانہ سے اخلاق کے ساتھ پیش آتا ہے۔ خاص کر بچّوں۔ بوڑھوں۔ مریضوں اور اپاہجوں

ہے - وہ نیکیاں معاوضہ کے خیال سے نہیں کرتا ؞

(۶) سکاوٹ مہربان ہے ؞

وہ سب پر مہربان ہے - بالخصوص ہر جاندار پر - وہ انسانوں اور حیوانوں کی بہتری کا ہر وقت خواہاں ہے ؞

(۷) سکاوٹ مطیع فرمان ہے ؞

ماں باپ کا - اُستاد کا - افسر کا ؞

(۸) سکاوٹ خوش باش ہے ؞

وہ ہر وقت متبسّم رہتا ہے - تعمیل احکام خندہ پیشانی سے کرتا ہے - مشکلات سے جی نہیں چُراتا ؞

(۹) سکاوٹ کفایت شعار ہے ؞

وقت کو ضائع نہیں کرتا - کسی چیز کو تلف نہیں کرتا - "اندک اندک بہم شود بسیار" پر عمل کرتا ہے - اور سخی کی دل سے قدر کرتا ہے ؞

(۱۰) سکاوٹ بہادر ہے ؞

دل میں خائف بھی ہو - تو چہرے سے خوف ظاہر نہیں ہونے دیتا - خطرات کے مقابلے میں ہمّت نہیں ہارتا - مصیبت میں دوسروں کے کام آتا ہے - اظہارِ حق میں کسی نفع یا نقصان کا خیال نہیں کرتا ؞

(۱۱) سکاؤٹ صاف ہے ٭
ظاہر و باطن میں - حرکات و سکنات میں ٭

(۱۲) سکاؤٹ خدا ترس ہے
خلوت و جلوت میں - فرائضِ مذہبی کی ادائیگی فرض سمجھتا ہے - اور دوسروں کے احساساتِ مذہبی کی نگہداشت کرتا ہے ٭

سکاؤٹ کا حلف سکاؤٹ بنتے وقت ہر لڑکے کو یہ حلف لینا ہوتا ہے - میں اپنی آبرو کی قسم کھاتا ہوں - کہ ہمیشہ :-

(۱) خدا کے اور وطن کے حقوق کی نگہداشت کرونگا - سکاؤٹوں کے قوانین کی پورے طور پر پابندی کرونگا ٭

(۲) ہر وقت دوسروں کی مدد کرونگا ٭

(۳) میں اپنے آپ کو جسماً مضبوط - عقلاً صحیح الدماغ اور اخلاقاً پاک باز رکھونگا ٭

آخر میں وہ دایاں ہاتھ شانے کے برابر لانا اور ہتھیلی سامنے کی طرف کرتا ہے - چھنگلیا کو سمیٹ کر انگوٹھے کو اس کے ناخن پر رکھتا ہے - اور باقی تینوں انگلیوں کو کھول کر سیدھا اُوپر کی طرف کر دیتا ہے - یہ سکاؤٹ کا سلام ہے - اور قسم کے تینوں حصّوں کی متبرک یاد - اس طرح لڑکے بتدریج - جفا کشی -

ضبط نفس اور خود داری کے اعلیٰ صفات حاصل کر لیتے ہیں - اور بنی نوع انسان کی خدمت کا پُختہ خیال اُنہیں حقیقی معنوں میں انسان کامل بنا دیتا ہے +

تحریک سکاوٹ کا مقصد یہ تحریک کوئی فوجی یا مذہبی تحریک نہیں - بلکہ اِس کا مقصود اصلی انسان کو شریف - عزّت دار - شجاع - محبّ وطن - فدائے قوم و ملّت - اور حقیقی معنوں میں انسان بنانا ہے - حیرت ہے - کہ با ایں ہمہ محاسن دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں - جو اس تحریک کے خلاف ہیں - اس کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے - ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ[1] چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

یہ تحریک سہل انگاری اور آوارہ گردی کی وبا کے لئے تریاق ہے - بلکہ لڑکوں کی عمر کے اس اثر پذیر حصّے میں جس میں اکثر وہ عاداتِ بد کا شکار ہو جاتے ہیں - ایک خوشگوار انقلاب پیدا کر دیتی ہے - اور انہیں بلند خیال - خود دار - خدا پرست اور قوم و ملک کا جاں نثار خادم بنا دیتی ہے +

[1] - اگر چمگادڑ دن کے وقت نہیں دیکھ سکتی - تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے +

سوالات

۱- بوائے سکوٹ کی تحریک کے فوائد پر دو پیریگراف لکھو +
۲- سکاؤٹنگ کے قوانین پر ایک مختصر نوٹ لکھو +
۳- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ - اور جن الفاظ کے نیچے سیاہ لکیر ہے - اُنہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو:
فرقہ بندی - وفاشعار - طفلانہ - بدعنوانی - انتقال - متوحش محرک - بہی خواہ - رسد رسانی - ممدوح - متمدن - چشم زدن ذکی - اعانت - اہمیت - بانگِ دُہل - رفاہ عام - سحر آمیز کسر نفسی - بے بہا - امین - متبسم - یگانہ - حرکات و سکنات - خلوت و جلوت - نگہداشت - سہل انگاری - تریاق +

پُورا سکوٹ

نظیر اکبر آبادی — از کلیاتِ نظیر

۱ جو مرد ہیں دُنیا میں وہ ہر حال میں خوش ہیں
ہر کام میں ہر دام میں ہر چال میں خوش ہیں
گر مال دیا یار[۱] نے تو مال میں خوش ہیں
بے زر جو کیا تو اسی احوال میں خوش ہیں
افلاس میں ادبار میں اقبال میں خوش ہیں

---

[۱] - یار سے یہاں مراد خدا ہے +

پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

۲ چہرے پہ ملالت نہ جگر میں اثرِ غم
ماتھے پہ کہیں چین نہ ابرو پہ کہیں خم
شکوہ نہ زبان پر نہ کبھی چشم ہوئی نم
غم میں بھی وہی عیش الم میں بھی وہی دم
ہر بات ہر اوقات[1] ہر افعال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

۳ جینے کا نہ اندوہ نہ مرنے کا ذرا غم
یکساں ہے اُنہیں زندگی اور موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ اک دم
نہ شب کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم
دن رات گھڑی پہر مہ و سال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

سُوالات

۱- پورے سکوٹ کی نظیر نے کیا تعریف کی ہے ؟

۲- دوسرے بند کے معنی اپنے الفاظ میں لکھو +

[1] - اوقات اور افعال جمع ہیں - ہر کے ساتھ واحد استعمال ہوتا ہے - کہینگے ہر وقت اور ہر فعل +

انگریزوں کی عظمت کی اصلی وجہ

از ابن الوقت　　　　　　　　　　مولوی نذیر احمد

اہلِ یورپ کی عظمت سلطنت میں نہیں ہے۔ بلکہ تمام عظمت ان علوم میں ہے جو جدید ایجاد ہوئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ اور جن علوم کے ذریعے سے اُنھوں نے ریل اور تار برقی اور اسٹیمر[۱] اور ہزارہا قسم کی کار آمد کلیں بنا ڈالی ہیں۔ اور بناتے چلے جاتے ہیں۔ اور ہر طرح کی کاریگری میں دوسرے ملک کے لوگوں پر سبقت لے جا کر رُوئے زمین کی دولت اپنے ملک میں گھسیٹ لے گئے۔ اور گھسیٹے لئے جا رہے ہیں۔ جس جس طرح کے ہُنر اور کمال اہلِ یورپ میں ہیں۔ اُن کے ہوتے ممکن نہ تھا۔ کہ اُن کو سلطنت نہ ہو۔ سلطنت اُن کے کمالات کی قیمت نہیں ہے۔ بلکہ روکھن میں ہے۔ اور ان کا حق لازمی ہے۔ سلطنت سے انگریزوں کو اگر کچھ مفاد ہے۔ تو یہی۔ کہ اُن کے مُلک کے چند آدمی یہاں آکر نوکری کرتے اور تنخواہ پاتے ہیں۔ اس سے بھی ہم کو انکار نہیں۔ کہ ہندوستانیوں کے مقابلے

[۱] - دخانی جہاز ÷

میں انگریزوں کو بڑی تنخواہ ملتی ہے - اور کیوں نہ ملے - ان کے سفرِ دور دراز کو دیکھو - اختلاف آب و ہوا کی وجہ سے اُن کی جان جوکھم پر نظر کرو - اور ساتھ ہی اُجلی شاندار کثیر المصارف طرزِ زندگی کا بھی خیال کرو - تو معلوم ہو کہ انگریزوں کی تنخواہیں بواجب بڑی ہیں - یا بنا واجب - یہ بھی انگریزوں ہی کے جگر ہیں - کہ ان تنخواہوں پر کیسے کیسے سخت امتحان دیتے ہیں - کیونکہ یہ بات ان کے اصولِ زندگی میں داخل ہے - کہ ہر انسان کو اپنی قوتِ بازو سے کمائی کرنی چاہیئے - جبکہ خاندانِ شاہی میں کوئی متنفس اس کلیئے سے مستثنےٰ نہیں - اور خود ملکۂ معظمہؔ کے پوتے قاعدے کے مطابق چھوٹے چھوٹے عہدوں سے شروع کرتے ہیں - تو دوسرے کِس گنتی میں ہیں - یہی تنخواہیں اور یہی امتحان - اور یہی پردیس - اور یہی اختلافِ آب و ہوا - اور یہی حالات تمام ہندوستانیوں کے ہوں - تو شاید گھر سے نکلنے کا نام نہ لیں - ولایت تو ولایت آج کسی کو باہر جانے کا حکم دیا جاتا ہے - تو سارے گھر میں رونا پیٹنا مچ جاتا ہے - اپنی ہمت کا تو یہ

؎ - جس وقت یہ کتاب لکھی گئی تھی - کوئین وکٹوریہ ہندوستان پر حکمران تھیں ؞

حال! اور انگریزوں کی تنخواہوں پر حسد! بہرکیف یہی سہی کہ جتنے انگریز ہندوستان میں نوکر ہیں حتے کہ گورے۔ سب کے سب یہاں کی تنخواہیں پا پا کر آسودہ حال ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان معدودے چند کے تموّل سے اُس مُلک کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ جس میں ان سے دوچند سہ چند ہر سال جزائر دُور دست میں جا کر سکونت اختیار کر لیتے ہیں۔ صرف اِس وجہ سے کہ علمِ طب اور صفائی میں جو بہت ترقی ہوئی ہے۔ تو عمروں کا اوسط بڑھ گیا ہے۔ بیماری اور موت میں کمی ہو گئی ہے۔ توالد و تناسل کثرت سے ہوتا ہے۔ ملک کی وسعت اس قدر کثیر التعداد باشندوں کو کافی نہیں۔ اور اہلِ یورپ کے تموّل کا اندازہ کسی قدر آپ اس بات سے کر سکینگے۔ کہ وہاں دو روپے روز کی آمدنی کا آدمی سوسائٹی میں اس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ جیسے یہاں ڈیڑھ دو آنے روز کا مزدور۔ اور دس ہزار روپے سالانہ کہ یہ سویلین[۱] کی پنشن کی مقدار غایت ہے۔ سواری اور اپنے ذاتی ملازم رکھنے کے لئے مشکل سے کفایت کر سکتا ہے۔ تو موٹی سے موٹی عقل کا آدمی بھی یہ بات نہیں کر سکتا۔

[۱] سِول سروس کا ممبر یعنی ڈپٹی کمشنر وغیرہ ۔

کہ سلطنت کی وجہ سے یورپ میں یہ کچھ دولت پھٹ پڑی ہے۔ اصلی بات یہ ہے۔ کہ خدا کو اہلِ یورپ کی ترقی۔ اُن کی فلاح منظور تھی۔ کہ مُلک کے مُلک کو واقعاتِ نفس الامری اور موجوداتِ خارجی میں غور کرنے کی دُھن لگا دی۔ اس غور سے سینکڑوں ہزاروں نئے نئے اصول دریافت ہوئے۔ جن پر عمل کرنے سے انسان کی قدرت اس قدر بڑھ گئی کہ کچھ انتہا نہیں ٭

غرض یورپ کی دولتمندی کے اصل ٹوٹکے[۱] سٹیم (بھاپ) اور الکٹریسٹی (قوتِ برقی) وغیرہ ان کے علوم جدیدہ ہیں۔ ہالوے کا نام تو آپ نے سنا ہوگا۔ اس شخص کے یہاں مرہم اور گولیوں کا کارخانہ ہے مگر اس کی آمدنی کو آپ اس پر قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ چار لاکھ روپیہ سالانہ تو صرف اُجرتِ اشتہار کا خرچ ہے۔ اور پھر کچھ بڑے کارخانوں میں اس کا شمار نہیں۔ ولایت جا کر دیکھئے۔ تو معلوم ہو۔ کہ تجارت کے مقابلے میں سلطنت ایک محض بے حقیقت چیز ہے۔ اگر تاجروں کے تموّل کا حال میں آپ سے بیان کروں۔ تو آپ مبالغہ سمجھیں۔ پھر ہماری ولایت میں کوئی سیر حاصل ملک نہیں۔ پیداوار اور

[۱] - جادو - ٹونا - دوا ٭

معدنیات کے اعتبار سے یورپ کسی طرح ہندوستان سے لگّا نہیں کھا سکتا۔ مگر چونکہ ہندوستان کے لوگ نئے علوم سے نا واقف ہیں۔ خدا داد سرمائے سے فائدہ اُٹھانے کا سلیقہ نہیں رکھتے۔ ہندوستانیوں کی بدقسمتی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ مثلاً روئی ہندوستان سے ولایت جاتی ہے۔ اور وہ لوگ اپنی ہنرمندی سے اسی روئی کے انواع و اقسام کے کپڑے بنا کر پھر ہندوستانیوں کے ہاتھ چند در چند نفع پر فروخت کرتے ہیں +

پس ہندوستانیوں کے پنپنے کی اگر کوئی تدبیر ہے تو یہی۔ کہ ان میں علومِ جدیدہ کو پھیلایا جائے۔ اور اُن کو اس بات کی طرف متوجّہ کیا جائے۔ کہ اپنی تمام قوّت عقلی واقعات میں صرف کریں۔ یہاں کے لوگ بالطّبع ذہین ہوتے ہیں۔ ادھر طبیعتیں لڑانی شروع کریں۔ اور اس کا ان کو چسکا پڑ جائے۔ تو بس ساری شکایتیں رفع ہیں +

سُوالات

۱- تجارت کے فوائد پر تین پیریگراف لکھو +

۲- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-

عظمت - جدید - سبقت لے جانا - روکھن - توسّل - توالد تناسل -

کُلیّہ - مستثنیٰ ؎

۱۳ - آسودہ حال - کفایت - چند در چند - پنپنا - جان جوکھم - چسکا - ان الفاظ کو اپنے فقروں میں استعمال کرو ؎

بہارِ زندگی

جوہر — از منتخباتِ نظمِ اُردو

یہ ہے دورِ ہستی کی سچّی مثال | گلستاں میں جو فصلِ گُل کا ہے حال
اِدھر آج بادِ بہاری چلی | چمن کو ہماری سواری چلی
تماشائے گُل کا مزا آج ہے | کہ گھنگھور چھائی گھٹا آج ہے
سحابِ کرم آج شوروں پہ ہے | تمنّا پیاسوں کی زوروں پہ ہے
عجب لہلہاتا ہے سبزہ کہیں | بیاں جس کی خوبی کا ہوتا نہیں
ستم غنچوں کا مسکرانا کہیں | غضب پھولوں کا کھلکھلانا کہیں
کہیں لطف سے ہے رواں آبجو | کہیں بھینی ہے پھولوں کی بُو
کہیں چاندنی ہے کہیں ابر ہے | تماشائیوں کو کہاں صبر ہے
کسی کا ہے پھولوں سے دامن بھرا | کہیں پھول کا ہے کٹورہ دھرا
غضب ہے کہ دو دِن ہے فصلِ بہار | چڑھیگا چمن پہ خزاں کا بخار
یہی ہستیٔ چند روزہ بھی ہے | کہ دو دن میں ہے دفترِ عیش طے
اسی زندگانی پہ سب مست ہیں | کہ دو دن میں سب حوصلے پست ہیں

اسی نقشِ موہوم پہ ناز ہے
جہاں اک طلسمِ خدا ساز ہے

سُوالات

۱ - انسانی زندگی اور فصلِ گُل میں جو مشابہت ہے - اُس پر ایک دس فقروں کا پیرگراف لکھو ÷

۲ - ذیل کے مرکبات میں جس قسم کی اضافتیں ہیں - وہ بتاؤ - اور اُنہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو :-

دورستی - تماشائے گُل - سحابِ کرم - فصلِ بہار - دفترِ عیش نقشِ موہوم ÷

۳ - دوسرے - چوتھے - چھٹے - دسویں اور تیرھویں شعر کے معنی بتاؤ ÷

خود داری

منشی پریم چند — از پریم بتیسی

شام ہوگئی تھی - مَیں سرجو ندّی کے کنارے اپنے کیمپ میں بیٹھا ہوُا دریا کا لُطف اُٹھا رہا تھا - کہ میرے فٹ بال نے دبے پاؤں قریب آ کر مجھے سلام کیا - گویا وہ مجُھ سے کچُھ کہنا چاہتا ہے ÷

"فٹ بال" کے نام سے جس مخلوق کا ذکر کیا گیا - وہ میرا اردلی تھا - اسے صرف ایک نظر دیکھنے سے یقین ہو جاتا تھا - کہ یہ نام اُس کے لئے کامل طور

پر موزون تھا۔ وہ سر تا پا ایک انسانی اور لحمی[1] جرم تھا۔ عرض و طول مساوی۔ اس کا مدوّر شکم جس نے اس دائرے کے بنانے میں خاص حصّہ لیا تھا۔ ایک لمبے کمر بند میں لپٹا رہتا تھا۔ شاید اس لئے کہ وہ انتہا سے آگے نہ بڑھ جائے۔ جس وقت وہ تیزی سے چلتا تھا۔ نہیں بلکہ لڑھکتا تھا۔ تو صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی فٹ بال ٹھوکر کھا کر لڑھکتا چلا آتا ہے۔ میں نے اس کی طرف دیکھ کر پُوچھا۔ "کیا کہتے ہو"؟

اس پر فٹ بال نے ایسی رونی صورت بنائی۔ گویا کہیں سے پِٹ کر آیا ہے۔ اور بولا حضور! ابھی تک یہاں رسد کا کوئی انتظام نہیں ہُوا۔ زمیندار صاحب کہتے ہیں۔ کہ میں کسی کا نوکر نہیں ہوں... مَیں نے اس نگاہ سے دیکھا۔ گویا مَیں اور زیادہ نہیں سُننا چاہتا۔ یہ غیر ممکن تھا۔ کہ ایک مجسٹریٹ کی شان میں زمیندار سے ایسی گستاخی سرزد ہوتی۔ یہ میرے حاکمانہ غصّے کو مشتعل کرنے کی ایک بے تمیزانہ کوشش تھی۔ مَیں نے پوچھا۔ "زمیندار کون ہے"؟

فٹ بال کی باچھیں کھل گئیں۔ بولا کنوَر سجن سنگھ حضور بڑا سرکش آدمی ہے۔ رات ہونے آئی ہے اور

[1] ۔ گوشت کا۔

ابھی تک حضور کے سلام کو بھی نہیں آیا۔ گھوڑوں کے سامنے نہ گھاس ہے نہ دانہ ۔ لشکر کے آدمی سب بھوکے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ مٹی کا ایک برتن بھی نہیں بھیجا" ۔

مجھے زمینداروں سے رات دن سابقہ رہتا تھا۔ مگر یہ شکایت کبھی سننے میں نہیں آئی تھی ۔ اِس کے برعکس وہ میری خاطر و تواضع میں ایسی جانفشانی سے کام لیتے تھے ۔ جو خودداری کے شایاں نہ تھی۔ اِس میں فیاضانہ مہمان نوازی کا شائبہ بھی نہ تھا۔ نہ اِس میں تکلّف تھا ۔ نہ نمودِ ثروت ، جو عیب ہے مگر سفلہ پن سے خالی ۔ اس کی بجائے وہاں رسوخ بیجا کی فکر اور خودِ مطلبی کی ہوس صاف نظر آتی تھی ۔ اور رسوخ طلبی کی قیمت اُن بینواؤں سے وصول کی جاتی تھی ۔ جن کا بیکسی کے سوا اور کوئی دستگیر نہیں ۔ اُن کے طرزِ کلام اور آداب میں وہ ملائمت اور عاجزی برتی جاتی تھی ۔ جس کا اعتبار اور حُسنِ ظن کے ساتھ بیر ہے ۔ اور اکثر ایسے موقعے آتے تھے ۔ جب ان خاطرداریوں سے تنگ ہو کر دل چاہتا تھا ۔ کہ کاش اِن حریص اور خوشامدی آدمیوں کی صورت نہ دیکھنا پڑتی ۔

مگر آج اپنے فٹ بال کی زبان سے یہ کیفیت

سُن کر میری حالت جو ہوئی۔ اُس نے ثابت کر دیا۔ کہ روزانہ خاطر داریاں اور شیریں کلامیاں مجھ پر بے اثر نہیں ہوئی تھیں۔ مَیں یہ حُکم دینے والا ہی تھا کہ کنور سجن سنگھ کو حاضر کرو۔ کہ دفعتہً مجھے خیال آیا۔ ان مفت خورے چپراسیوں کے کہنے پر ایک معزّز آدمی کو مطعون کرنا قرین انصاف نہیں۔ اردلی سے کہا بنیوں کے پاس جاؤ نقد دام دے کر چیزیں لاؤ۔ اور یاد رکھو۔ کہ میرے پاس کوئی شکایت نہ آئے" ؂

اردلی دل میں مجھے نفرین کرتا ہوا چلا گیا ؂

مگر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب وہاں ایک ہفتے تک مقیم رہنے پر بھی مجھے کنور صاحب سے نیاز نہ حاصل ہوا۔ اپنے عملوں اور لشکر والوں کی زبان سے کنور صاحب کی سرکشی اور غرور اور ہیکڑی کی داستانیں روز سُنا کرتا۔ اور میرے جہاندیدہ پیشکار نے ایسے نامہمان نواز گاؤں میں پڑاؤ ڈالنے کے لئے مجھے کئی بار کنایتہً فہمائش کی غالباً مَیں پہلا شخص تھا۔ جس سے یہ خطا سرزد ہوئی تھی۔ اور اگر مَیں نے ضلع کے نقشے کی بجائے لشکر والوں سے اپنے دورے کا پروگرام بنانے میں مدد لی ہوتی۔ تو شاید اس ناگوار تجربے کی نوبت نہ آتی۔ لیکن کچھ

عجب بات تھی - کہ کنور صاحب کی مذمّت مجھ پر اُلٹا اثر ڈالتی تھی - یہاں تک کہ مجھے اس شخص سے ملاقات کرنے کا اشتیاق ہُوا - جو ہمہ گیر اور ہمہ کُن[۱] افسروں سے اس قدر بے نیاز رہ سکتا ہے!

(۲)

صبح کا وقت تھا - میں گڑھی میں گیا - نیچے سرجو ندّی لہریں مار رہی تھی - اُس پار ساکھو کا جنگل تھا - میلوں تک بادامی ریت - اُس پر خربوزہ اور تربوز کی کیاریاں تھیں - زرد پھولوں سے لہراتی ہوئی بگلوں اور مرغابیوں کے غول بیٹھے ہوئے تھے - سورج دیوتا نے جنگلوں سے سر نکالا - لہریں جگمگائیں - پانی میں تارے[۲] نکلے - سُہانا رُوح افزا منظر تھا ؛

مَیں نے اِطّلاع کی - اور کنور صاحب کے دیوان خانے میں داخل ہُوا - وسیع کمرہ تھا فرش سے آراستہ سامنے مسند پر ایک نہایت قوی ہیکل شخص بیٹھا ہُوا تھا - سر کے بال مُنڈے ہوئے - سُرخ آنکھیں - اُونچی پیشانی - مردانہ غرور کی اس سے بہتر تصویر

---

[۱] - یعنی بڑے اختیارات والے ؛

[۲] - سورج کی کرنیں جب لہراتے ہوئے پانی پر پڑتی ہیں - تو ایسا معلوم ہوتا ہے - جیسے پانی میں تارے چمک رہے ہیں ؛

نہیں ہوسکتی - چہرے سے ہیبت اور رعب برستا تھا +
کنور صاحب نے میرے سلام کو اس انداز سے لیا - گویا وہ اس کے عادی ہیں - مسند سے اُٹھ کر اُنہوں نے نہایت مربیانہ انداز سے میرا مصافحہ کیا - خیریت پوچھی - اور اس تکلیف کے لیئے میرا شکریہ ادا کرنے کے بعد عطر پان کی تواضع کی - تب وہ مجھے گڑھی کی سیر کرانے چلے - جس نے کسی زمانے میں ضرور آصف الدولہ[1] کو زچ کیا ہوگا - مگر اس وقت شکستہ حال تھی - یہاں کے ایک ایک روڑے پر کنور صاحب کو ناز تھا - اُن کی خاندانی عظمت اور اقتدار کا تذکرہ اُن کی زبان سے سُن کر باور نہ کرنا غیر ممکن تھا - اُن کا طرز بیان یقین کو مجبور کرتا تھا - اور وہ ان روایات کے محض پاسبان نہ تھے - یہ ان کے ایمان کا جزو تھیں - اور جس قدر اُن کے امکان میں تھا - اُنہوں نے اپنی آن نبھانے میں کبھی فروگزاشت نہیں کی +
کنور سجن سنگھ سے میری ملاقات بہت مختصر تھی - لیکن اس دلچسپ انسان نے مجھے ہمیشہ کے لیئے اپنا گرویدہ بنا لیا - نہایت ذکی - نکتہ سنج - دُور رس آدمی تھا - جس سے ملنا اُس کا بندہ

[1] - نواب اودھ +

بے درم ہونا تھا +

(۳)

برسات میں سرجو ندّی اس زور شور سے چڑھی کہ ہزاروں گاؤں غارت ہو گئے۔ بڑے بڑے تناور درخت تنکوں کی طرح بہتے چلے جاتے تھے۔ چارپائیوں پر سوتے ہوئے بچّے اور عورتیں۔ کھونٹے پر بندھے ہوئے گائے اور بیل اُس کی گرجتی ہوئی لہروں میں سما گئے۔ کھیتوں میں ناؤ چلتی تھی +

شہر میں اُڑتی ہوئی خبریں پہنچیں۔ امداد کے رزولیوشن پاس ہوئے۔ سکرٹریوں نے ہمدردی اور رنج کے ارجنٹ تار ضلع کے بڑے صاحب کی خدمت میں روانہ کئے۔ ٹاؤن[۱] ہال میں قومی ہمدردی کی پرشور صدائیں بلند ہوئیں اور اس ہنگامہ میں ستم رسیدوں کے پُر درد نالے دب گئے +

سرکار کے کانوں میں فریاد پہنچی۔ ایک تحقیقاتی کمیشن تعینات کی گئی۔ زمینداروں کو حکم ہُوا۔ کہ وہ کمیشن کے روبرو اپنے نقصانات کی تفصیل بیان کریں۔ اور اس کے ثبوت دیں۔ شیو رام پور کے مہاراجہ صاحب کو اس کمیشن کی صدارت کا منصب

---

[۱] شہر کا بڑا ہال جہاں جلسے ہوتے ہیں +

عطا ہوا۔ زمینداروں میں ریل پیل شروع ہوئی۔ نصیب جاگے۔ نقصانات کے تخمینے کے تصفیئے میں شاعرانہ[1] سخن شناسی سے کام لینا پڑا۔ صبح سے شام تک کمیشن کے رو برو ایک جمگھٹ رہتا تھا۔ آنریبل مہاراجہ صاحب کو سانس لینے کی فرصت نہ تھی۔ دلیل اور شہادت کا کام سخن سازی اور خوشامد سے لیا جاتا تھا۔

مہینوں یہی کیفیت رہی۔ لبِ ساحل کے سب ہی زمیندار اپنے نقصانات کی فردیں پیش کر گئے۔ اگر کوئی کمیشن سے بے فیض رہا۔ تو وہ کنور سجن سنگھ تھے۔ ان کے سارے موضعے سرجو کے کنارے تھے۔ اور سب تباہ ہو گئے تھے۔ گڑھی کی دیواریں بھی اس دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکتی تھیں۔ مگر ان کی زبان خوشامد سے نا آشنا تھی۔ اور یہاں اس کے بغیر رسائی مشکل۔ چنانچہ وہ کمیشن کے رو برو صورتِ سوال بنے ہوئے نہ آسکے۔ میعاد ختم ہونے پر کمیشن نے رپورٹ پیش کی۔ سیلاب سے ڈوبے ہوئے علاقوں میں لگان کی عام معافی ہو گئی۔ رپورٹ کے مطابق صرف سجن سنگھ ہی وہ خوش نصیب زمیندار تھے جن کا کوئی نقصان نہیں ہوا تھا۔ کنور صاحب نے رپورٹ سُنی۔ مگر پیشانی پر بل نہ آیا۔ اُن کے آسامی[2] گڑھی

---

[1] ۔ یعنی لوگ اپنے نقصان کا تخمینہ بتانے میں شاعرانہ مبالغہ سے کام لیتے تھے۔
[2] ۔ یعنی کاشتکار۔

کے صحن میں جمع تھے۔ یہ حکم سُنا۔ تو آہ و زاری کرنے لگے۔ تب کنور صاحب اُٹھے اور بلند آواز سے بولے۔ "میرے علاقے میں بھی معافی ہے ایک کوڑی لگان نہ لی جائیگی۔" میں نے یہ واقعہ سُنا۔ اور خود بخود میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ بے شک یہ وہ شخص ہے۔ جو حکومت اور اختیار کے طوفان میں جڑ سے اُکھڑ جائے مگر خم نہ ہوگا۔

سُوالات

۱۔ اس حکایت کو مختصر طور پر اپنے الفاظ میں لکھو۔

۲۔ ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ:۔

لمحی۔ سابقہ پڑنا۔ شائبہ۔ مطعون۔ نمائش۔ روح افزا دستبرد۔

دارالغرورِ دُنیا

ترلوک چند محروم — از کلامِ محروم

۱ ہر شمع اپنے زعم میں یاں برقِ طور[۱] ہے
ہر کنکری کو ہمسریٔ کوہِ نور[۲] ہے

۱۔ حضرت موسےٰ کے قصّے کی طرف اشارہ ہے۔ خدا نے کوہِ طور پر بجلی یا نور کی شکل میں حضرت موسےٰ کو جلوہ دکھایا تھا۔

۲۔ کوہِ طور ہی مراد ہے۔

عالم میں کبر و عُجب کا ہر سُو ظہور ہے
دُنیائے انکسار جو ہے یاں سے دور ہے
ہم کو تو اِس جہاں سے شکایت ضرور ہے
دنیا ہے جس کا نام وہ دار الغرور ہے

۲ شاہوں کو اپنی صولتِ شاہی پہ ہے گھمنڈ
نعمت پہ عیش و عشرتِ شاہی پہ ہے گھمنڈ
جاہ و حشم پہ دولت شاہی پہ ہے گھمنڈ
طبل و علم پہ شوکتِ شاہی پہ ہے گھمنڈ
ہر شخص اُن کو دیکھ کے کہتا ضرور ہے
دُنیا ہے جس کا نام وہ دار الغرور ہے

۳ زاہد کو دیکھئے تو الگ اُس کی شان ہے
خلقِ خدا پہ طعن ہے طاعت کا مان ہے
حضرت کو زہدِ خشک پہ کتنا گمان ہے
بگڑا ہُوا مزاج سرِ آسمان ہے
جو اُس کے ڈھنگ دیکھ لے کہتا ضرور ہے
دُنیا ہے جس کا نام وہ دار الغرور ہے

۴ عالِم جو اپنے عِلم پہ پھولا ہُوا نہیں
ہم کو تو اِس جہاں میں ابھی تک ملا نہیں
جاہِل پہ کون عالِم دانا ہنسا نہیں
رونا تو یہ ہے کہ کوئی بھی عجز آشنا نہیں

؎ - جہان کا نون ساکن پڑھا جائیگا ؎

نشۂ شرابِ علم میں ہے اور ضرور ہے
دُنیا ہے جس کا نام وہ دارالغرور ہے

۵ محرومِ خاکسارِ جہاں کا یہ حال ہے
ہو اِس جہان[1] سے دُور جو فکرِ مآل ہے
نام و نمود نے جو بچھایا یہ جال ہے
بچنا مرے خیال میں اِس سے محال ہے
گر کھُل سکی نہ آنکھ تو پھنسنا ضرور ہے
دُنیا ہے جس کا نام وہ دارالغرور ہے

سُوالات

۱- پہلے ۔تیسرے اور پانچویں بند کے معنی بتاؤ +
۲- چوتھے بند کو بغیر لفظوں کی کمی بیشی کے نثر میں لکھو +
۳- ذیل کے الفاظ کو اپنے فقروں میں استعمال کرو :-
زعم ۔ ہمسری ۔ انکسار ۔ مان ۔ گمان ۔ ڈھنگ +

حکومت ۔ نمبر ۲

دوسرے روز ماسٹر صاحب کے جماعت میں داخل

[1]- یعنی اگر آخرت کا خیال ہے ۔ تو اس جہان کا خیال چھوڑ +

ہوتے ہی لڑکے کہنے لگے۔ جناب! آج ہمیں آپ رعایا کے حقوق اور اُن کے فرائض بتائیں ÷

ماسٹر جی نے کہا۔ اچھا سنو۔ رعایا میں دو قسم کے افراد ہیں۔ایک وہ جو اس سٹیٹ کے اصلی ممبر ہیں۔ یعنی اُس علاقے ہی میں پیدا ہوئے اور ہمیشہ سے وہیں رہتے چلے آئے ہیں۔ انہیں ہم اختصار کے لئے شہری کہینگے۔ دوسرے غیر شہری یعنی وہ جو کسی اور جگہ سے آ کر آباد ہو گئے ہیں۔ شہریوں کی تعداد ظاہر ہے کہ نسبتاً بہت زیادہ ہوگی۔ اور یہی لوگ گورمنٹ یا حکومت کے حصہ دار ہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں۔کہ وہ حکومت میں لابدی شریک ہیں۔ یعنی انہیں حاکم بننے یا حکّام کے انتخاب میں حصّہ لینے کا حق ہے بلکہ یہ کہ وہ اُن تمام مفاد کے حقدار ہیں۔جن کے لئے سٹیٹ قائم کی گئی ہے ÷

کسی شخص کے شہری بننے یا کہلانے کے لئے ضروری ہے کہ :-

(۱) وہ اُس حکومت کی حدود کے اندر پیدا ہؤا ہو۔ یا

(۲) اُس حکومت کے جہاز میں پیدا ہؤا ہو۔خواہ وہ جہاز پیدائش کے وقت کسی اور حکومت کے مقبوضہ سمندر میں ہو۔ یا

(۳) اُس کا باپ اُس حکومت کا شہری ہو۔خواہ وہ

خود کسی غیر ملک میں پیدا ہوا ہو +

(۴) ایک غیر ملک کی عورت کسی دوسرے ملک کے مرد سے شادی کر کے اس ملک کی شہریت حاصل کر سکتی ہے۔ مثلاً فرانس کی عورت اگر کسی انگلستان کے باشندے سے شادی کر لے تو اُسے انگلستان کی شہریت کے حقوق حاصل ہو جائینگے +

(۵) کسی ملک کا مرد بھی ایک دوسرے ملک کا شہری بن سکتا ہے۔ اگر وہ ایک خاص مدت تک اس ملک میں رہا ہو۔ یہ مدت برطانیہ کلاں کے لئے پانچ سال ہے۔ مگر بعض اور ملکوں میں اس سکونت کی میعاد دس سال ہے۔ برطانیہ کلاں کا شہری بننے کے لئے چند اور شرائط کا پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ مثلاً اُسے چال چلن کا درست ہونا چاہئیے۔ وہ انگریزی زبان جانتا ہو۔ وہ اِس بات کا ارادہ ظاہر کرے۔ کہ وہ برطانیہ میں مستقل سکونت اختیار کریگا یا سرکاری ملازمت میں داخل ہوگا۔ اُس کو ایک حلف بھی لینا پڑتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اُسے اپنے وطن مالوف سے کوئی پولیٹکل تعلق نہ رہیگا پس اس سے ظاہر ہوا۔ کہ ایک شخص دو حکومتوں کا ممبر نہیں ہو سکتا +

وزیر چند - ماسٹر صاحب! کیا شہریت کے حقوق ایک دفعہ حاصل ہونے کے بعد زائل بھی ہو سکتے ہیں؟

ماسٹر صاحب - ہاں بعض صورتوں میں یہ حقوق زائل ہو جاتے ہیں - مثلاً

(۱) ایک عورت کسی دوسرے ملک کے باشندے سے شادی کر لیتی ہے - یا

(۲) ایک مرد ایک خاص عرصے تک جو جرمنوں اور فرانسیسوں کے لئے دس سال ہے - کسی دوسرے مُلک میں جا کر قیام کرتا ہے +

(۳) بعض ملکوں میں بد چلنی کے لئے سزا یاب ہونے کی صورت میں بھی شہریت کے حقوق زائل ہو جاتے ہیں +

سعید احمد - ماسٹر صاحب! آپ نے شہری اور غیرشہری کی تفریق تو اچھی طرح بیان کر دی - اب آپ یہ بتائیں کہ ان دونو کے حقوق کیا کیا ہیں؟

ماسٹر صاحب - شہری کے تمام حقوق کی تفصیل دینی تو مشکل ہے - البتّہ میں چند موٹے موٹے حقوق گنواتا ہوں :-

(۱) اُس کو منقولہ اور غیر منقولہ جائداد حاصل کرنے کا حق ہے - اور اُس جائداد پر اُس کا پورا تصرّف ہوتا ہے +

(۲) وہ اس کا حقدار ہے۔ کہ گورنمنٹ اُس کے
جان و مال کی حفاظت کرے اور یہ صرف
اُس کے اپنے ہی مُلک میں نہیں۔ بلکہ اگر
وہ کسی غیر ملک میں بھی سکونت رکھتا ہو
بشرطیکہ اُس کا تعلّق اپنی حکومت سے قطع
نہ ہو گیا ہو ٭
(۳) وہ اپنے حقوق کے لئے عدالت میں چارہ
جوئی کر سکتا ہے ٭
(۴) اگر اس مُلک میں انتخاب کا رواج ہے
اور اُسے رائے دہنے کا حق ہے۔ تو
وہ رائے دے سکتا ہے۔ اور انتخاب کے
لئے اُمّیدوار بن سکتا ہے ٭

فتح چند۔ ماسٹر صاحب! کیا کوئی ایسی بھی صُورت
ہے۔ جس میں کوئی شخص انتخاب میں حصّہ نہ
لے سکے؟ مثلاً کیا مَیں کونسل کے انتخاب میں
رائے دے سکتا ہوں یا نہیں؟

ماسٹر صاحب۔ نہیں تم رائے نہیں دے سکتے ٭

فتح چند۔ کیوں یہ تو بڑی بے انصافی ہے۔ بھلا مَیں
نے کیا قصور کیا ہے۔ کہ مجھ سے یہ حق چھین
لیا گیا ہے ٭

ماسٹر صاحب۔ اِس میں نا انصافی کی کوئی بات

نہیں ہے۔ کسی ملک میں بھی بچوں کو انتخاب میں حصہ لینے کا حق حاصل نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کی عقل پختہ نہیں ہوتی۔ اور وہ اچھے بُرے میں پورے طور پر تمیز نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی دیوانوں کو بھی جن کی عقل سلب ہو گئی ہے۔ یہ حق حاصل نہیں۔ اکثر ملکوں میں شاید اسی پرانے تعصب کی وجہ سے کہ عورتیں کم عقل ہوتی ہیں۔ طبقہ نسوان کو رائے دینے کا حق حاصل نہیں۔ شاید اسی خیال سے بعض ملکوں میں ایسے مردوں کو بھی انتخاب میں حصہ لینے کا حق نہیں۔ جو لکھ پڑھ نہیں سکتے اسی طرح بعض ملکوں میں جن میں ہمارا ملک بھی شامل ہے۔ انتخاب کا حق صرف اُس شخص کو حاصل ہے۔ جس کے پاس کچھ جائداد ہو۔ یا جس کی آمدنی ایک خاص رقم سے کم نہ ہو۔ تاہم عام خیال اب مہذب دنیا میں یہی ہے۔ کہ ہر بالغ مرد کو بشرطیکہ اُس کی عقل سلب نہ ہو گئی ہو۔ یا اُس نے بد چلنی سے اپنے حقوق زائل نہ کر دیئے ہوں۔ انتخاب میں حصہ لینے کا حق ہونا چاہیئے ؎

سعید احمد۔ جناب! آپ نے جو کچھ اِس وقت تک

فرمایا۔ اُس سے مَیں نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ انتخاب حکّام میں حصّہ لینا رعایا کا سب سے بڑا اور اہم حق ہے۔ آپ اب ہمیں یہ بتائیں۔ کہ یہ حق ہم ہندوستانیوں کو بھی حاصل ہے یا نہیں مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم اِس حق سے بالکل محروم ہیں۔ مثلاً نہ ہم تحصیلدار صاحب کو مقرر کرتے ہیں۔ اور نہ ہی انہیں موقوف کر سکتے ہیں +

ماسٹر صاحب۔ ہاں۔ ہمیں اپنے افسر انتخاب کرنے کا حق صرف ایک حدّ محدود تک ملا ہے۔ مثلاً اس وقت چند محکموں کے افسروں کا تقرّر منسٹرز یعنی وزرا سے متعلق ہے۔ اور وزرا کا انتخاب ایک لحاظ سے رعایا کے ہاتھ میں ہے۔ بہر حال اِن حقوق کا بنیادی پتّھر رکھ دیا گیا ہے۔ اور اگر ہم نے اپنے آپ کو اِن حقوق اور اُن کے متعلّقہ فرائض کی انجام دہی کے قابل ثابت کر دیا تو مجھے امید ہے کہ بہت جلد تحصیلدار اور تھانے دار کے تقرّر میں بھی تمہارا اتنا ہی دخل ہو جائیگا۔ جتنا کہ اِس وقت تمہیں ہیڈ ماسٹر صاحب یا ڈاکٹر صاحب کے تقرّر میں ہے +

لڑکے یہ سُن کر کہ ہیڈ ماسٹر صاحب کا تقرّر اور تعزّل اِن کے ہاتھ میں ہے۔ بہت خوش ہوئے

اور فقیر اللہ جیسے دوچار روز ہوئے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے کسی شرارت کی وجہ سے سزادی تھی۔ جھٹ بول اُٹھا۔ تو کیا ہم ہیڈ ماسٹر صاحب کو موقوف کر سکتے ہیں +

ماسٹر صاحب۔ میری یہ مراد نہیں۔ کہ تم سکول کے لڑکے ہیڈ ماسٹر صاحب کو یا مجھے مقرر یا موقوف کر سکتے ہو۔ نہیں۔ میری مراد یہ ہے۔ کہ ہمیں وزیر تعلیم مقرر کرتا ہے۔ اور وہی ہمیں موقوف کرتا ہے۔ اور وزیر تعلیم کا انتخاب رعایا کرتی ہے۔ تمہیں تو بوجہ نابالغ ہونے کے ابھی رائے دینے کا حق بھی حاصل نہیں +

سعید احمد۔ جناب! آپ نے ہمیں شہری کے حقوق تو بتادئے۔ اب آپ فرمائیں۔ کہ ایک غیر شہری کے کیا حقوق ہیں؟

ماسٹر صاحب۔ اُس کے سول حقوق تو وہی ہیں۔ جو ایک شہری کے ہیں۔ مثلاً وہ خرید و فروخت کر سکتا ہے۔ گو بعض ملکوں میں اُسے غیر منقولہ جائداد حاصل کرنے کا حق حاصل نہیں۔ انصاف کے لئے وہ عدالت میں چارہ جوئی کر سکتا ہے۔ البتہ پولیٹکل یا سیاسی حقوق سے وہ محروم رہتا ہے۔ یعنی وہ انتخاب میں حصہ نہیں لے سکتا۔

اور نہ کسی عہدے کے لئے امیدوار بن سکتا ہے۔

سعید احمد۔ اچھا اب آپ بتائیں۔کہ رعایا کے فرائض کیا ہیں؟

ماسٹر صاحب۔سب سے بڑا فرض تو یہ ہے۔ کہ ہم حکومت کے قوانین کی پورے طور پر پابندی کریں یہ شہری اور غیر شہری دونوں کے لئے یکساں ضروری ہے۔

دوسرا فرض ہمارا یہ ہے۔کہ ہم تمام ٹیکس اور محصول جو قوانین کی رو سے ہمیں دینے پڑتے ہیں۔ بغیر حجت کے اور بلا کم و کاست ادا کریں۔

فتح چند۔ جناب! یہ ٹیکس اور محصول کیوں لگائے جاتے ہیں؟ بڑے لالہ جی (دادا صاحب) تو یہ فرماتے تھے۔ کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں کوئی بھی ٹیکس کسی کو ادا نہ کرنا پڑتا تھا۔ اور اب تو یہ صورت ہے۔ کہ کھانا پہننا تو علحدہ رہا۔ پانی اور ہوا پر بھی ٹیکس لگ رہا ہے۔ اور پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ سب روپیہ جاتا کہاں ہے؟

ماسٹر صاحب۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ کوئی گورنمنٹ مالی امداد کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔ تم خود ہی سوچو۔ کہ تمہیں بیرونی حملوں سے بچانے کے لئے

فوج کی ضرورت ہے۔ تمہارے جان و مال کو لٹیروں اور چوروں سے محفوظ رکھنے کے لئے پولیس اور عدالتیں درکار ہیں۔ تمہاری آمدو رفت کے لئے سڑکوں کی ضرورت ہے۔ تمہاری صحت کے لئے ڈاکٹر اور ہسپتال اور تمہاری تعلیم کے لئے مدرسے چاہییں۔ اب تم خود بتاؤ کہ اِن سب کے لئے روپیہ آئے تو کہاں سے آئے۔ رہا پرانے بادشاہوں کا زمانہ اور موجودہ وقت۔ سو ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ تم اپنی ہی ضروریات کو دیکھو۔ تمہارے بڑے لالہ جی تو شاید دس روپے مہینے میں ایک کنبہ پالتے تھے۔ اور اب دس روپے مہینے میں تمہارا اکیلے کا سوٹ بوٹ کا خرچ پورا نہیں ہوتا۔ اسی طرح موجودہ گورمنٹ کی ضروریات کے مقابلے میں کسی خلجی یا مغل بادشاہ کی ملکی ضروریات قابلِ ذکر نہیں۔ صرف خرچ کے ایک چھوٹے سے صیغۂ تعلیم ہی کو لو۔ ذرا بڑے لالہ جی سے پوچھنا تو کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں کتنے مدرسے تھے۔ اور اُن میں سے کے ایک گورمنٹ کے خرچ پر چلتے تھے۔

سعید احمد۔ جناب! یہ بات تو اب اچھی طرح سمجھ

میں آگئی - اب آپ یہ فرمائیں - کہ قوانین کی پابندی اور ٹیکسوں کی ادائیگی کے علاوہ بھی ہمارے کوئی اور فرائض ہیں؟

ماسٹر صاحب - ہاں - کئی ایک - مثلاً میں تمہیں بتا چکا ہوں - کہ انتخاب حکام میں حصہ لینا رعایا کا ایک اہم حق ہے - اب اس حق کے متعلق چند فرائض ہیں - جن کی ادائیگی پر قوم اور ملک کی آئندہ بہبودی کا انحصار ہے - ہر رائے دہندہ کا فرض ہے - کہ وہ اپنے حق کو نہایت سمجھ اور ایمانداری سے استعمال کرے - اور بہترین اشخاص جن کے متعلق اُسے یقین ہے - کہ وہ ملک کے لئے مفید ہونگے - انتخاب کئے جائیں - کسی شخص کو محض ذاتی تعلقات یا اثر کی وجہ سے ووٹ دینا ملک اور قوم کے ساتھ دشمنی کرنا ہے - انتخاب کے متعلق بے پروائی بھی ایسی ہی بری ہے - جیسی کہ جہالت یا خود غرضی - انتخابی گورمنٹ کی کامیابی کا انحصار انتخاب کی معقولیت پر ہے - پس رائے دہندگان کا فرض ہے - کہ وہ انتخاب میں شریک ہوں - اور دانا - لائق اور ایماندار حاکم منتخب کریں +

وزیر چند - اِس کے علاوہ اور کیا فرائض ہیں؟

ماسٹر صاحب۔ ایک فرض یہ بھی ہے۔ کہ حکومت کو اگر ہماری ذاتی خدمات کی ضرورت پڑے۔ مثلاً ملک کو بیرونی حملہ آوروں سے بچانے کے لئے یا ملک کے اندرونی فساد یا لغاوت کو فرو کرنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہو۔ کہ ہم فوجی خدمات ادا کریں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ اِس سے جی نہ چرائیں۔ اور فوراً اپنی خدمات پیش کریں۔ ایک شہری کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ اپنے ملک سے محبّت کرے۔ اور اُس کی عظمت بڑھانے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ اُس کا شاید سب سے بڑا فرض یہ ہے۔ کہ وہ کسی ایسے فعل کا مرتکب نہ ہو۔ جو اُس کے مُلک کو غیروں کی نگاہوں میں ذلیل کردے۔

سعید احمد۔ جناب! ہم آپ کے نہایت ممنون ہیں۔ کہ آپ نے ہماری معلومات میں اِس قدر اضافہ کیا۔ اب میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ ہمیں ہندوستان کی موجودہ گورنمنٹ اور انگریزوں کی بستیوں کی حکومت کے متعلق جس کا ذکر ہم اخباروں میں روز پڑھتے ہیں۔ کچھ بتائیں۔

ماسٹر صاحب۔ میں سمجھتا ہوں کہ اِس وقت تک

جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے۔ وہ تمہاری موجودہ قابلیت کے لحاظ سے مکتفی ہے۔ البتہ جب تم آٹھویں جماعت میں پہنچوگے۔ تو مجھے یاد دلانا۔ تب میں اِن سوالات کا جواب دونگا*

سوالات

۱۔ ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ:۔

سٹیٹ۔ اختصار۔ لابدی۔ مفاد۔ حلف۔ مالوف۔ تفریق منقولہ۔ غیر منقولہ۔ تصرف۔ قطع۔ سلب۔ طبقہ نسوان۔ اہم۔ منسٹر۔ تعزل۔ سِول حقوق۔ صیغہ۔ ووٹ۔ معقولیت عظمت۔ اضافہ۔ مکتفی*

۲۔ شہری اور غیر شہری میں کیا فرق ہے؟

۳۔ شہری کے حقوق کیا ہیں؟ اور وہ کن حالتوں میں اپنے حقوق زائل کر دیتا ہے؟

۴۔ رعایا کے فرائض کیا ہیں؟

۵۔ ایک رائے دہندہ کے فرائض کیا ہیں؟

کنج عزلت

ڈاکٹر سر محمد اقبال — از مخزن

۱۔ دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یارب

کیا لُطف انجمن کا جب دِل ہی بجھ گیا ہو

۲ شورش سے ہوں گریزاں دِل ڈھونڈتا ہے میرا

ایسا سکوُت جس پر تقریر بھی فدا ہو

۳ مرتا ہوں خامشی پر یہ آرزو ہے میری

دامانِ کوہ میں اک چھوٹا سا جھونپڑا ہو

۴ لذّت سرود کی ہو چڑیوں کے چہچہے میں

چشمے کی شورشوں میں باجا سا بج رہا ہو

۵ آغوش میں زمیں کے سویا ہُوا ہو سبزہ

پھر پھر کے جھاڑیوں میں پانی چمک رہا ہو

۶ گُل کی کلی چٹک کر پیغام دے کسیؔ کا

ساغر ذرا سا گویا مجھ کو جہاں نما ہو

۷ صف باندھے دونوں جانب بوٹے ہرے ہرے ہوں

ندی کا صاف پانی تصویر لے رہا ہو

۸ ہو دلفریب ایسا کہسار کا نظارہ

پانی بھی موج بن کر اُٹھ اُٹھ کے دیکھتا ہو

۹ مہندی لگائے سورج جب شام کی دُلہن کو

سرخی لیے سنہری ہر پھول کی قبا ہو

۱۰ راتوں کے چلنے والے رہ جائیں تھک کے جس دم

امید اُن کی میرا ٹوٹا ہُوا دیا ہو

لہ خدا کا۔

ٰ ٰ۲ ... کے وقت آسمان کا رنگ سُرخ ہوتا ہے۔

۱۱ پچھلے پہر کی کوئل وہ صبح کی موذّن
میں اُس کا ہمنوا ہُوں وہ میری ہمنوا ہو

۱۲ کانوں پہ ہو نہ میرے دَیر وحرم کا احساں
رَوزن ہی جھونپڑی کا مجھُ کو سحر نما ہو

۱۳ پھولوں کو آئے جس دم شبنم وضو کرانے
رونا میرا وضو ہو نالہ میری دعا ہو

۱۴ دِل کھول کر بہاؤں اپنے وطن پہ آنسو
سرسبز جن کی نم سے بوٹا امید کا ہو

۱۵ اِس خامشی میں جائیں اِتنے بلند نالے
تاروں کے قافلہ کو میری صدا دراؔ ہو

۱۶ ہر دردمند دِل کو رونا میرا رولادے
بیہوش جو پڑے ہیں شاید اُنہیں جگادے

سُوالات

اِس نظم کے مضمون کو اپنے الفاظ میں ادا کرو +
دوسرے۔نویں اور پندرہویں شعر کے معنی بتاؤ +
ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ:۔
سکوت۔سرور۔قبا۔دیر۔حرم۔درا +

ے بانگ درا۔ وہ آواز جو قافلے کے چلنے کے وقت دی جاتی ہے +

آزاد ادبی جواہر ریزے از آبحیات

فغاں کی زبان میں لطیفہ گوئی اور حاضر جوابی ایسی تھی۔ جیسے تلوار میں جوہر

ایک دن فغاں نے راجہ صاحب[1] کے دربار میں غزل پڑھی۔ جس کا قافیہ تھا۔ لالیاں اور جالیاں۔ سب سخن فہموں نے بہت تعریف کی راجہ صاحب کی صحبت میں جگنو میاں ایک مسخرے تھے۔ اُن کی زبان سے نکلا۔ کہ نواب صاحب! سب قافیے آپ نے باندھے۔ مگر تالیاں رہ گئیں۔ انہوں نے ٹال دیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ راجہ صاحب نے خود فرمایا۔ کہ نواب صاحب! سنتے ہو۔ جگنو میاں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مہاراج! اس قافیے کو متبدل سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ حضور فرمائیں تو اب بھی ہو سکتا ہے مہاراج نے کہا۔ کہ ہاں کچھ کہنا تو چاہیئے۔ انہوں نے اُسی وقت پڑھا:۔

جگنو میاں کی دم جو چمکتی ہے رات کو
سب دیکھ دیکھ اس کو بجاتے ہیں تالیاں

تمام دربار چمک اُٹھا۔ اور میاں جگنو مدھم

---

[1] راجہ شتاب رائے؛

ہو کر رہ گئے۔

ایک ولایتی نے کہ زمرۂ اہل سیف میں معزز ملازم تھا۔ عجب تماشا کیا۔ یعنی سودا نے اُس کی ہجو کہی۔ اور ایک محفل میں اُس کے سامنے ہی پڑھنی شروع کردی۔ ولایتی بیٹھا سنا کیا۔ جب ہجو ختم ہوئی۔ اُٹھ کر سامنے آ بیٹھا۔ اور اُن کی کمر پکڑ کر مسلسل و متواتر گالیوں کا جھاڑ باندھ دیا۔ اُنہیں بھی ایسا اتفاق آج تک نہ ہوا تھا۔ حیران ہو کر کہا۔ کہ خیر باشد اخیر باشد!! جناب آغا اقسام ایں مقالات[1] شایانِ شانِ شما نیست ولایتی نے پیش قبض کمر سے کھینچ کر اُن کے پیٹ پہ رکھ دی۔ اور کہا نظم خودت[2] گفتی۔ حالا ایں نثر را گوش کن۔ ہرچہ تو گفتی نظم بود۔ نظم از ما نمے آید ما بہ نثر ادا کردیم۔

سید[3] انشا کا عالم نوجوانی تھا۔ مشاعرے میں

[1] یعنی اِس قسم کی باتیں آپ کی شان کے خلاف ہیں۔
[2] تو نے اپنی نظم کہی۔ اب میری نثر سُن۔ مجھے نظم کہنی نہیں آتی۔ میں نثر میں ادا کرتا ہوں۔
[3] اُردو کے مشہور شاعر۔ اِن کے حالات اسی کتاب میں دوسری جگہ دئے گئے ہیں۔

بیری کی ادھر جڑ ... گرا ادھر دم نکل گیا

غزل پڑھی ؎

جھڑکی سہی ادا سہی چینِ جبیں سہی
سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی

جب یہ شعر پڑھا۔ کہ ؎

گر نازنیں کہے سے برا مانتے ہو تم
میری طرف تو دیکھئے میں نازنیں سہی

سودا کا عالمِ پیری تھا۔ مشاعرے میں موجود تھے۔ مسکرا کر بولے۔ "دریں چہ شک"!

ایک دن سودا مشاعرے میں بیٹھے تھے۔ لوگ اپنی اپنی غزلیں پڑھ رہے تھے۔ ایک شریف زادے کی بارہ تیرہ برس کی عمر۔ اُس نے غزل پڑھی۔ مطلع تھا ؎

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

گرمیٔ کلام پر سودا بھی چونک پڑے۔ پوچھا یہ مطلع کس نے پڑھا؟ لوگوں نے کہا۔ حضرت یہ صاحبزادہ ہے۔ سودا نے بھی بہت تعریف کی۔ کئی مرتبہ پڑھوایا۔ اور کہا

---

۱ یعنی نہیں نہ کہو۔

۲ اردو کے مشہور شاعر اِن کے حالات بھی دوسری جگہ دئے گئے ہیں۔

۳ لڑکا ہے۔

کہ میاں لڑکے! جوان تو ہوتے نظر نہیں آتے۔ خدا کی قدرت اُنہیں دنوں میں لڑکا چل کر مر گیا۔

میر[1] جب دلّی چھوڑ کر لکھنؤ چلے۔ تو ساری گاڑی کا کرایہ بھی پاس نہ تھا۔ ناچار ایک شخص کے ساتھ شریک ہو گئے۔ اور دلّی کو خدا حافظ کہا۔ تھوڑی دُور آگے چل کر اُس شخص نے کچھ بات کی۔ یہ اُس کی طرف سے مُنہ پھیر کر ہو بیٹھے۔ کچھ دیر کے بعد پھر اُس نے بات کی۔ میر صاحب چیں بجبیں ہو کر بولے کہ صاحب قبلہ آپ نے کرایہ دیا ہے بے شک گاڑی میں بیٹھیئے۔ مگر باتوں سے کیا تعلّق اُس نے کہا حضرت کیا مضائقہ ہے۔ راہ کا شغل ہے۔ باتوں میں ذرا جی بہلتا ہے۔ میر صاحب بگڑ کر بولے۔ کہ خیر آپ کا تو شغل ہے۔ میری زبان تو خراب ہوتی ہے۔

ایک دن میر انشاء اللہ خاں جراُت کی ملاقات کو آئے۔ دیکھا تو سر جھکائے بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں انہوں نے پوچھا کہ کس فکر میں بیٹھے ہو؟ جرات نے کہا ایک مصرع خیال میں آیا ہے۔ چاہتا ہوں کہ مطلع ہو جائے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ہے۔ جراُت

[1] میر تقی ان کا حال مرقع ادب حصہ دوم میں پڑھ چکے ہو

نے کہا کہ خوب مصرع ہے۔ مگر جب تک دوسرا مصرع نہ ہوگا۔ تب تک نہ سُناونگا۔ نہیں تو تم مصرع لگا کر اُسے بھی چھین لوگے۔ سیّد انشا نے بہت اصرار کیا۔ آخر جرأت نے پڑھ دیا۔ ع

اُس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سُوجھی

سیّد انشا نے فوراً کہا۔ کہ ع

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سُوجھی

جُرات ہنس پڑے اور اپنی لکڑی اٹھا کر مارنے کو دَوڑے۔ دیر تک سیّد انشا آگے آگے بھاگتے پھرے اور یہ پیچھے پیچھے ٹٹولتے پھرے +

جان بیلی صاحب کہ اُس عہد میں رزیڈنٹ اودھ تھے۔ اگرچہ سیّد انشا کا نام اور شہرۂ عام سنتے تھے۔ مگر دیکھا نہ تھا۔ جب سیّد انشا نواب سعادت علی خاں کے پاس ملازم ہوئے۔ تو ایک دن صاحب کے آنے کی خبر ہوئی۔ نواب صاحب نے کہا انشا آج ہم تمہیں بھی صاحب سے ملائینگے۔ غرض کی حضور کی ہر طرح پرورش ہے۔ مگر فدوی کے باب میں کچھ تقریب ملاقات کی ضرورت نہیں۔ غرض جس وقت صاحب ممدوح آئے نواب اور وہ آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھے۔ سیّد انشا نواب کے پیچھے کھڑے ہوکر رومال ہلاتے تھے۔ باتیں

کرتے کرتے صاحب نے اُن کی طرف دیکھا انہوں نے ایک چہرے کی لی انہوں نے آنکھیں نیچی کر لیں۔ مگر دل میں حیران ہوئے کہ اِس آدمی کی کیسی صورت ہے! یہ خیال کرتے ہی پھر نظر پڑی۔ اب کی دفعہ انہوں نے ایسا چہرہ بدلا کہ اُس سے بھی عجیب وہ شرما کر اور طرف دیکھنے لگے پھر جو دیکھا۔ تو تو انہوں نے ایسا مُنہ بنایا۔ کہ اُس سے بھی الگ تھا۔ آخر نواب سے پُوچھا۔ کہ یہ مصاحب آپ کے پاس کب ملازمت میں آئے؟ مَیں نے آج ہی انہیں دیکھا ہے۔ نواب نے کہا کہ ہاں آپ نے نہیں دیکھا سید انشاء اللہ خاں یہی ہیں۔ جان بیلی صاحب بہت ہنسے۔ اِن سے ملاقات کی۔ پھر تو اِن کی جادو بیانی نے ایسا تسخیر کیا۔ کہ جب آتے پہلے پوچھتے کہ سیّد انشا کجا است؟ جان بیلی صاحب کے ساتھ علی نقی خاں میرمنشی ریذیڈنٹی بھی آیا کرتے تھے۔ اِن کی آن کی عجب لطف کی چوٹیں ہوتی تھیں۔ ایک دِن اثنائے گفتگو میں کسی کی زبان سے نکلا۔ ع شاید کہ پلنگ خفتہ باشد۔۔ انہوں نے کہا۔ کہ گلستاں کے ہر شعر میں مختلف روایتیں ہیں۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ کوئی کیفیت سے خالی نہیں۔ چنانچہ ہوسکتا ہے ع شاید کہ پلنگ خفیہ باشد؛

لہ یعنی منہ بنانا؛

سعادت علی خاں نے سید انشا کی طرف دیکھا۔ انہوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کی۔ کہ حضور! میر منشی صاحب بجا فرماتے ہیں۔ غلام نے بھی ایک نسخہ گلستاں میں یہی دیکھا تھا:۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

بلکہ وہ نسخہ بہت صحیح اور محشّی تھا۔ اُس میں گفتہ اور نہفتہ کے کچھ معنی بھی لکھے تھے۔ میر منشی صاحب! آپ کو یاد ہیں؟ وہ نہایت شرمندہ ہوئے۔ جب وہ رخصت ہوتے۔ تو سید انشا کہا کرتے۔ میر منشی صاحب کا اللہ بیلی[۱]۔

ایک دن کوئی شخص ناسخ[۲] کی ملاقات کو آئے۔ یہ اس وقت چند دوستوں کو لئے انگنائی میں کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ شخص مذکور کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ اور اتفاقاً پاؤں کے آگے ایک مٹی کا ڈھیلا پڑا تھا۔ وہ شغل بیکاری کے طور پر جیسے کہ اکثر اشخاص کو عادت ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ لکڑی کی نوک سے ڈھیلے کو

---

[۱] اس کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ حافظ۔ دوسرے یہ کہ میر منشی صاحب کا اللہ یعنی رزاق بیلی ہے۔

[۲] یہ بھی اردو کے بڑے شاعر ہوئے ہیں۔

توڑنے لگے۔ شیخ صاحب نے نوکر کو آواز دی۔ سامنے حاضر ہُوا۔ فرمایا۔ کہ میاں! ایک ٹوکری مٹی کے ڈھیلوں کی بھر کر اُن کے سامنے رکھ دو۔ کہ دِل لگا کر شوق پورا کریں +

ایک دن اپنے خانۂ باغ کے بنگلے میں بیٹھے تھے۔ اور فکرِ مضمون میں غرق تھے۔ ایک شخص آکر بیٹھے۔ اِن کی طبیعت پریشان ہوئی۔ اُٹھ کر ٹہلنے لگے۔ کہ یہ اُٹھ جائیں۔ ناچار پھر آبیٹھے۔ مگر وہ نہ اُٹھے۔ کسی ضرورت کے بہانے سے پھر گئے۔ کہ یہ سمجھ جائینگے۔ وہ پھر بھی نہ سمجھے۔ انہوں نے چلم میں سے چنگاری اٹھا کر بنگلے کی ٹٹی میں رکھ دی اور آپ لکھنے لگے۔ ٹٹی جلنی شروع ہوئی۔ وہ شخص گھبرا کر اُٹھے۔ اور کہا۔ کہ شیخ صاحب آپ دیکھتے ہیں یہ کیا ہو رہا ہے۔ انہوں نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کہ جاتے کہاں ہو۔ اب تو مجھے اور تمہیں جل کر راکھ کا ڈھیر ہونا ہے۔ تم نے میرے مضامین کو خاک میں ملایا ہے۔ میرے دل کو جلا کر خاک کیا ہے۔ اب کیا تمہیں جانے دونگا؟

خواجہ آتش کے ایک شاگرد اکثر بے روزگاری کی شکایت سے سفر کا ارادہ ظاہر کیا کرتے تھے۔ اور خواجہ صاحب

اپنی آزادہ مزاجی سے کہا کرتے تھے۔ کہ میاں! کہاں جاؤ گے؟ دو گھڑی بل بیٹھنے کو غنیمت سمجھو۔ اور جو خدا دیتا ہے اُس پر صبر کرو۔ ایک دِن وہ آئے اَور کہا۔ کہ حضرت! رخصت کو آیا ہوں۔ فرمایا۔ خیر باشد کہاں؟ اُنہوں نے کہا۔ کل بنارس کو روانہ ہونگا۔ کچھ فرمائش ہو۔ تو فرما دیجئے۔ آپ ہنس کر بولے اتنا کام کرنا کہ وہاں کے خدا کو ذرا ہمارا بھی سلام کہ دینا۔ وہ حیران ہو کر بولے۔ کہ حضرت! یہاں اور وہاں کا خدا کوئی جدا ہے؟ فرمایا۔ کہ شاید یہاں کا خدا بخیل ہے۔ وہاں کا کچھ سخی ہو۔ انہوں نے کہا۔ معاذ اللہ آپ کے فرمانے کی یہ کیا بات ہے؟ خواجہ صاحب نے کہا۔ کہ بھلا سنو تو سہی۔ جب خدا وہاں یہاں ایک ہے تو پھر ہمیں کیوں چھوڑتے ہو۔ جس طرح اِس سے وہاں جا کر مانگو گے اُسی طرح یہاں مانگو۔ جو وہاں دیگا۔ تو یہاں بھی دیگا۔ اِس بات نے اُن کے دِل پر ایسا اثر کیا۔ کہ سفر کا ارادہ موقوف کیا۔ اور خاطر جمع سے بیٹھ گئے ؛

سُوالات

۱۔ اوپر کے لطائف میں سے تین لطیفے جو تمہیں بہت پسند ہوں اپنے الفاظ میں بیان کرو ؛

۲- کوئی ایسا لطیفہ بتاؤ جس سے میر کی بد دماغی اور سید انشا کی شوخیٔ طبع ظاہر ہو۔

۳- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ:-

مبتذل - مطلع - نسخہ - محشی - مضائقہ - چیں بجبیں ہونا۔

۴- اِس سبق میں جس قدر اشعار ہیں اُن کے مطالب سلیس اردو نثر میں لکھو۔

رباعیات وقطعات

معرفت

نظامِ عالم بتا رہا ہے کہ ہے اک اِس کا بنانے والا
ظہورِ آدم دکھا رہا ہے کہ دل میں ہے کوئی آنے والا
نسیمِ مستانہ چل رہی ہے چمن میں پھر رُت بدل رہی ہے
صدا یہ دِل سے نکل رہی ہے وہی ہے یہ گل کھلانے والا

استقلال

اسمٰعیل — از کلیاتِ اسمٰعیل

تیزی نہیں منجملۂ اوصافِ کمال
کچھ عیب نہیں اگر چلو دھیمی چال

---

۵ خدا۔

خرگوش سے لے گیا ہے کچھوا بازی

ہاں راہِ طلب میں شرط ہے استقلال

نیچر انسان کی محکوم ہے

اسمٰعیل — از کلیاتِ اسمٰعیل

فطرت کے مطابق اگر انسان لے کام

حیوان تو حیوان۔ جمادات ہوں رام

مٹی پانی ہوا حرارت بجلی

دانشمندوں کے ہیں مطیع احکام

ایک دوسرے کو منہ پر اچھا کہنا بہتر ہے ایک دوسرے کو برا کہنے سے

اکبر — از کلیاتِ اکبر

لوگ ہنستے ہیں جو پیش آتی ہے یہ حالت کبھی

من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

لیکن اخلاقی نظر میں اس سے تو بہتر ہے وہ

من ترا پاجی بگویم تو مرا پاجی بگو

لہ۔ اُستاد یہ حکایت لڑکوں کو سُنائے۔

لہ یعنی میں تجھے اچھا کہوں۔ اور تو مجھے اچھا کہے۔

علم و عمل کا سرمایہ مال و دولت سے بہتر ہے

حالی — از دیوانِ حالی

چھوڑو کہیں جلد مال و دولت کا خیال
مہمان کوئی دِن کے ہیں دولت ہو کہ مال
سرمایہ کرو وہ جمع جس کو نہ کبھی
اندیشۂ فوت ہو نہ ہو خوفِ زوال

ردّ سوال

حالی — از دیوانِ حالی

یہ سچ ہے کہ مانگنا خطا ہے۔نہ صواب
زیبا نہیں سائل پہ مگر قہر و عتاب
بدتر ہے ہزار بار اے دوں[1] ہمت
سائل کے سوال سے ترا تلخ جواب

دولت میں ثابت قدم رہنا بہت مشکل ہے

حالی — از دیوانِ حالی

ڈر ہے کہ پڑے نہ ہاتھ دل سے دھونا
زردار ذرا سوچ سمجھ کر ہونا
جس طرح کہ سونے کی کسوٹی ہے محک
ہے جوہر انساں کی کسوٹی سونا

[1] کم ہمت۔ تنگ دِل

حالی بے پروائی و بے غیرتی

از دیوانِ حالی

اسباب پہ گر نظمِ جہاں کا ہے مدار
اُس قوم کا جینا ہے حالی دشوار
عزّت کی نہیں ہے جس کو ہرگز پروا
ذلّت سے نہیں ہے ہرگز کچھ عار

حد سے زیادہ غصّہ قابلِ عفو ہے

حالی — از دیوانِ حالی

غصّے پہ کسی کے غصّہ آتا ہے وہیں
جب تک کہ رہے وہ عقل و دانش کے قریں
آپے سے جب اپنے ہوگیا تو باہر
پھر کس سے ہوں آزردہ کہ تُو تُو ہی نہیں

حالی عالم و جاہل میں کیا فرق ہے

از دیوانِ حالی

ہیں جہل میں سب عالمِ[۲] و جاہل ہمسر
آتا نہیں فرق اِس کے سوا اُن میں نظر
عالم کو ہے علم اپنی نادانی کا
جاہل کو نہیں جہل کی کچھ[۱] اپنے خبر

[۱] ہوشیار ہونا چوکنا +
[۲] یعنی علم اِس قدر وسیع ہے۔کہ ایک عالم کا ذخیرہ علم بھی اِس کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں رکھتا +

حالی

عیش و عشرت

از دیوانِ حالی

عشرت کا ثمر تلخ سدا ہوتا ہے
ہر قہقہہ پیغامِ بکا ہوتا ہے
جس قوم کو عیش دوست پاتا ہوں
کہتا ہوں کہ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے

ظفر

قطعہ

از کلیاتِ ظفر

ہوں وہ آزاد کہ جوں سرو کسی کی خاطر
قدِ تعظیم میرا خم نہ ہُوا پر نہ ہوا
کھلکھلا کر ہنسے گلشن میں ہزاروں غنچے
دِل ہمارا خوش و خورم نہ ہُوا پر نہ ہُوا
اے ظفر! دیکھئے عقبےٰ میں ہو کیا حال اپنا
چین دنیا میں تو اک دم نہ ہُوا پر نہ ہُوا

سودا

معرفت

از کلیاتِ سودا

ہر اک شے میں سمجھ تو ظہور کس کا ہے
شرر میں روشنی شعلے میں نور کس کا ہے
دماغِ خلق پُر از کبر ہے مَیں حیراں ہوں
یہ مشتِ خاک میں اِتنا غرُور کس کا ہے

سُوالات

۱- پہلی - ساتویں - نویں - دسویں رباعی کے معنی اپنے الفاظ میں لکھو
۲- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-

رُت - مستانہ - اوصاف - سنبھلہ - جھک - دوں ہمت - جیتنا بکا - عقبےٰ - بوارغ البال

۳- ہر قہقہہ جو عیاش لگاتے ہیں - اُس کا نتیجہ آہ کا ہے +

فرہنگ

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۱	مہرِ منوّر - روشن سورج ۔		برق سینا - طور کی بجلی - وہ جلوہ جو خدا نے حضرت موسیٰ کو کوہِ طور پر دکھایا تھا -
	انجم تاباں - چمک دار تارے ۔		شمیم - خوشبو ۔
	سُرور - مستی - لطف - خوشی ۔		مُسرت افزا - خوشی زیادہ کرنے والی ۔
	شعور - عقل - سمجھ ۔		چشم بینا - روشن آنکھ - دیکھنے والی آنکھ ۔
	رعد - بجلی کی کڑک ۔		
	نِکہت - خوشبو ۔		
	آنچل - دامن - دوپٹے کا سرا ۔	۳	خُردبین - ایک آلہ ہوتا ہے - جس کے ذریعے چھوٹے اجسام بڑے نظر آتے ہیں ۔
۲	دشت - جنگل - بیابان ۔		

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۳	عظمت - بزرگی ٭ فہم - سمجھ - سوچ ٭ خارج - باہر ٭ اجمالاً - مختصر طور پر ٭ درماندگی - عاجزی - کمزوری ٭ تیقن - یقین - اعتبار ٭	۶	توالد و تناسل - اولاد پیدا کرنا - اور نسل بڑھانا ٭ معدوم - گم ٭ تصرفات - تصرف کی جمع - دست اندازی - اپنی بنائی چیزیں ٭ شدّ و مدّ - زور - شور ٭
۴	انضباط - انتظام کرنا - ضبط کرنا - قابو کرنا ٭ اجرام فلکی - آسمان پر کے سیارے و ستارے ٭ غرض و غایت - مطلب - مدعا - مقصد ٭ تکمیل - پورا کرنا ٭	۷	سلیس - آسان - سادہ ٭ کاواک - خالی چیز دلیر - شجاع ٭
۵	جثے - جسم - بدن ٭ سُبک - ہلکے - پھلکے ٭ معرض تلف - ضائع ہونے کا میدان - ضائع ہونا - تباہ ہونا - برباد ہونا ٭	۸	رطوبت - بہنے والا مادہ - نمی ٭ نیچرل فلاسفی - فلسفہ قدرت ٭
		۹	مسام - چھوٹے چھوٹے سوراخ جو جلد میں ہوتے ہیں - جن میں پسینہ

صفحہ	الفاظ و معانی
	نکلتا ہے ٭
	ہمہ دان - سب کچھ جاننے والا - بڑا عالم ٭
۹	ناظر - دیکھنے والا ٭
	صمیمِ قلب - دلی توجہ سے - غور سے ٭
۱۱	اہم - بہت ضروری ٭
	افتخار - فخر کرنا - اترانا ٭
	ننگِ بشر - انسان کی ذلت اور خواری کا باعث - سب سے زیادہ ذلیل و خوار ٭
۱۲	مہلک - ہلاک کرنے والی - مار ڈالنے والی ٭
	خوش آیند - اچھا لگنے والا - دل کو بھانے والا ٭
۱۳	چکما دے - مکر فریب دھوکے ٭
	متصور - خیال کیا گیا

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۴	بدزیب - بدنما - بری ٭
	خودی - اپنے آپ کو اچھا سمجھنا - غرور تکبر ٭
	چھچھورا پن - بچوں کی سی حرکات ٭
۱۵	ناموری - شہرت - مشہوری - تعریف ٭
۱۶	تقویت - طاقت - قوت - زور ٭
	پست ہمتی - ہمت کی کمزوری - حوصلہ کی کمی ٭
۱۷	ظریف - مسخرا ٭
	صغیر و کبیر - چھوٹے بڑے ٭
	ممسک - بخیل - کنجوس ٭
	اسراف - فضول خرچی

صفحہ	الفاظ و معانی
	شبہ ۔ مثل ۔ مانند ؛
١٧	شعیر ۔ جَو ۔ بہت تھوڑا ؛
	زوال پذیر ۔ گھٹنے والی ۔ کم ہونے والی ؛
	اللّے تللّے ۔ بیقاعدگیں بداعتدالیاں ۔ بدپرہیزیاں فضول خرچیاں ؛
	خود بدولت ۔ حضور جناب ۔ آپ ؛
١٨	مِلک التّجار ۔ تاجروں کا بادشاہ ۔ سب سے بڑا سوداگر ؛
١٩	قبلہ گاہ ۔ بزرگوں کے لئے خصوصاً والدین کے لئے استعمال کرتے ہیں ۔ عزت کی جگہ ؛
	چاؤ چوَر ۔ ہنسی خوشی ؛
	قضائے الٰہی ۔ خدا کی مرضی ۔ تقدیر ؛

صفحہ	الفاظ و معانی
٢٠	دیوان خانہ ۔ بیٹھک
٢١	زٹلّیں ۔ گپیں ؛
	مالِ مفت دلِ بیرحم ۔ مفت کا مال جلدی جلدی خرچ کیا جاتا ہے ۔ کوئی پرواہ نہیں ہوتی ۔ نہ ہی دل کو کوئی رنج ہوتا ہے ؛
	گنجِ قارون ۔ قارون کا خزانہ ۔ قارون ایک بادشاہ تھا ۔ جس کے خزانوں کی چابیاں چالیس اونٹوں پر لادی جاتی تھیں ۔ آج تک اتنا دولتمند کوئی نہیں ہوا ؛
	دانت کاٹی روٹی ۔ جھوٹی ۔ کھائی ہوئی ۔ اکٹھا کھاتے تھے ؛
	کافور ہو گئے ۔ کافور

صفحہ	الفاظ و معانی
	ہوا میں رکھنے سے فوراً اڑ جاتا ہے ۔ اس لئے اڑ گئے ۔ غائب ہو گئے جاتے رہے ◆
	آنکھیں چرا کر ۔ نظر دوسری طرف کر کے منہ پھیر کر ◆
۲۲	خاص بردار ۔ خاصے کے ملازم ◆
	اشتیاق ۔ شوق ◆
	خوابِ خرگوش ۔ غفلت کی نیند ۔ خرگوش اور کچھوے کی کہانی مشہور ہے ◆
	ماں جائی ۔ سگی بہن ◆
۲۳	نیل ۔ کالی ماش ۔
	ٹکے صدقے کئے ہندوستان میں رسم ہے کہ کسی عزیز کی بلا دور کرنے اور صحت کی خوشی میں یہ چیزیں خیرات کرتے ہیں ◆
	خلوت ۔ تنہائی ۔ علیحدگی ◆
	قلیہ ۔ گوشت (پکا ہوا) ◆
۲۴	لاج لگنا ۔ ہتک ۔ بدنامی ◆
	اصیل ۔ ملازم ۔ غلام
۲۵	دستاویز ۔ سند ۔ رسید ◆
	تواضع کیا ۔ پیش ۔ نذر دیا ◆
	خاصدان ۔ پاندان کی شکل کا ایک ڈبہ ◆
	ہرنا ۔ ہٹنا ◆
	چھاگل ۔ چمڑے کی صراحی ◆
	شکار بند ۔ زین کے پیچھے چمڑے کے دو تسمے شکار باندھنے کے

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	مئے لگے ہوتے ہیں ÷	۲۹	اخلاق - چلن - عادتیں
	خدا کو سونپا - خدا کے حوالے کیا ÷		مستعد - تیار ÷
۲۷	مشقت - محنت - مزدوری	۳۰	مداح - مدح کرنے والا - تعریف کرنے والا ÷
	فضیلت - بزرگی ÷		پبلک لائف - دنیاوی زندگی ÷
	فرماں روائی - حکومت - حکمرانی ÷		گھات - تاک - تلاش ÷
	نہال - پودے ÷	۳۱	اعانت - مدد ÷
	جوہر - خوبی - صفت ÷		منقطع - ٹوٹا ہوا - ÷
	مبادا - ایسا نہ ہو ÷		کیرکٹر - چال چلن - اخلاق ÷
	تلف - ضائع - برباد ÷		گرفت کرنا - عیب نکالنا - نکتہ چینی کرنا ÷
	ودیعت - امانت ÷		جلیسوں - ہم نشینوں ساتھ بیٹھنے والوں ÷
	رذائل - جمع رذیل - عیب - بُری عادتیں ÷		ناصح - نصیحت کرنے والے ÷
۲۸	گراں وزن - بھاری بوجھل ÷		راستبازی - سچائی -
	جامع - جمع کرنے والا - جس سے سارے معنی حل ہو جائیں ÷		
	محل - موقع - وقت ÷		

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	سچ بولنا ❖		نہ جھاڑیاں نہ فصلیں ❖
	مؤدت - محبت - الفت		کورا - صاف - بغیر بادل
	دوستی ❖		کے نشان کے ❖
	حمیت - غیرت ❖	۳۴	شامیانہ - سائبان ❖
۳۲	جبلت - طبیعت -		نوبت - نقارہ ❖
	عادت ❖	۳۵	بینوائی - بیکسی -
	مستبعد - بعید جانا گیا ❖		مفلسی - ناداری ❖
۳۳	صفائی بول دی	۳۷	نزاع - لڑائی - جنگ
	صفایا کر دیا ❖		جھگڑا - فساد ❖
	لے دے - تکرار -		عرصۂ کارزار
	جھگڑا ❖		لڑائی کا میدان ❖
	دل آویزی - دل		ناپائدار - قائم نہ
	کو کشش کرنا - دل کو		رہنے والی - فانی ❖
	پسند آنا - اچھا لگنا ❖	۳۸	عدم - نیستی - گم ہونا
	بستان - باغ ❖		افزوں - زیادہ ❖
	دل کشائی - طبیعت	۳۹	راحت گاہ - آرام
	کو بہلانا - خوش کرنا		گاہ - بیٹھک ❖
	نغمہ - راگ - سریلے		الغاروں - بے انتہا
	گیت ❖		بے اندازہ ❖
	چٹیل - بالکل صاف		غدر - بغاوت - فساد ❖

صفحہ	الفاظ ومعانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	مذکور - ذکر - گفتگو - کلام ؛		رہے - اس کی مرضی کے مطابق کہتے رہے ؛
	میگزین - گولہ بارود رکھنے کی جگہ ؛		خون آلود - خون سے لتھڑا ہوا - لہو سے بھرا ہوا ؛
	دھک سے ہوگیا ڈر گیا - خوف زدہ ہوگیا	۴۱	ماتمی کفن - سیاہ کفن جو مردے کو پہناتے ہیں ؛
۴۰	سورما - بہادر - دلیر ؛		کھوے سے کھوا چھلتا - کندھے سے کندھا لگتا - بہت بھیڑ ہوتی ؛
	گھگی بندھ جاتی - حلق بند ہو جاتا - آواز نہ نکلتی ؛		گیہوں کے ساتھ گھن پسنا - گنہگار کے ساتھ بے گناہ کا خون ہونا ؛
	ٹھٹکا - رُکا - ٹھیرا ؛		پن چکیاں - پن گھاٹ پر پانی کے زور سے چلنے والی چکیاں ؛
	خون ناحق - بے سبب قتل - بیگناہ کا خون ؛	۴۲	ہول زدہ - خوفزدہ ڈرا ہوا ؛
	نماز مغرب - وہ نماز جو غروب آفتاب کے وقت پڑھی جاتی ہے ؛		
	ہاں میں ہاں ملاتے رہے - تائید کرتے		

صفحہ	الفاظ و معانی
	نہتّا - خالی ہاتھ ٭
	مؤدّب - با ادب ٭
	حائل - درمیان پڑا ہُوا ٭
۴۳	باڑ مار دی - ایک ہی وقت بندوقیں چلا دیں ٭
	بدھنی - برتن - لوٹا ٭
۴۴	صریح - ظاہرا - صاف ٭
	مِلّت - مذہب - فرقہ ٭
۴۵	عملداری - حکومت سلطنت ٭
	طفیل - مدد - واسطہ وسیلہ ٭
۴۶	مجروح - زخمی ٭
	خانہ زاد - پروردہ خادم - نوکر ٭
	راز داری - بھید چھپانا ٭
۴۷	چڑھی چڑھانا - پیٹھ پر اُٹھانا ٭
۴۸	عاقبت - انجام - دوسرا جہان ٭
	دل ٹھنڈا کیا - دل خوش کیا ٭
	بُرے حالوں میں مصیبت میں ٭
	گم کردہ راہ - بھولا بھٹکا - راستہ بھولا ہُوا ٭
	عقدہ کُشائی - گرہ کھولنا - مشکل حل کرنا
	حاجت روائی - حاجت بر لانا - آرزو پوری کرنا ٭
	دستگیری - ہاتھ پکڑنا - مدد کرنا ٭
	آفت رسیدہ مصیبت زدہ - مصیبت

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	میں پھنسا ہوا ۔ آبدیدہ - روتا ہوا - آنکھوں میں آنسو بھر لاتا ہوا ۔		دلیری ۔ قیامت - پرلو - روز حساب ۔ انکساری - عاجزی ۔
۴۹	برگشتہ قسمت - الٹی قسمت والا - بری تقدیر والا ۔ دلجوئی - مصیبت میں تسلی دینا ۔ بے خانماں - بیکس جس کا گھر بار نہ ہو - دل نوازی - پرورش - مدد - ہمدردی - چارہ فرمائی - علاج ہمدردی ۔ حباب آسا - بلبلے کی مانند - چند روزہ ۔ رفعت - بلندی ۔ شاہانہ امارت	۵۱	نظام حکومت - حکومت کی ترتیب و انتظام ۔ عمل پیرا - عمل کرنے والے ۔ جمہور - عام لوگ ۔ نتیجۂ فکر - سوچ بچار کا نتیجہ ۔ مفہوم - مطلب - مدعا - مقصد ۔ خلاف ورزی - الٹ چلنا - خلاف کرنا - نہ ماننا ۔ ماہرین - ماہر کی جمع - قابل لوگ ۔
	بادشاہوں جیسی دولتمندی	۵۲	منعطف کرنا - متوجہ کرنا ۔

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	جھکانا - توجہ دلانا ؛		حرف گیری - عیب نکالنا - نقص نکالنا - نکتہ چینی کرنا ؛
	معاشرت - میل - جول	۵۵	اہمیت - ضروری سمجھنا ؛
	قاصر - ناقابل - ناکارہ ؛		قدامت پرست قدیم طریقوں اور پرانے طرز حکومت کو پسند کرنے والے ؛
	مستفید - فائدہ حاصل کرنے والے ؛		پُر آشوب - فتنہ و فساد سے بھری ہوئی ؛
۵۳	صلاحیت - قابلیت لیاقت ؛		مخالفت عامہ - سب لوگوں کی مخالفت عام لوگوں کا برخلاف ہونا ؛
	بیّن - ظاہر ؛		آراکین - رکن - ستون ؛
	مہارت - قابلیت - مشق ؛		منتظمین - انتظام کرنے والے ؛
	وطن پرست - وطن سے محبت کرنے والے ؛	۵۶	مجلس شوریٰ - وزیروں اور مدبروں کی ایک مجلس ؛
	حکومت خود اختیاری - خود مختار حکومت - آپ حکومت کرنا ؛		
	انجام بینی - انجام سوچنا - نتیجہ پر غور کرنا ؛		
۵۴	مطلق العنان - خود مختار - آزاد ؛		

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	عزم و ثبات - پکا ارادہ ÷		جلدی ÷
	خود ساختہ - اپنے بنائے ہوئے ÷		مقبولیّت عامہ - ہر دلعزیزی - عام لوگوں کی پسندیدگی ÷
	تہیّہ - مصمم ارادہ - پختہ ارادہ ÷	۶۰	شرفِ اوّلیت - پہلے پہل کام شروع کرنے کا فخر ÷
۵۷	پاداش - عوض - بدلہ - سزا ÷		طبائع - طبیعت کی جمع - یہاں مراد لوگ ÷
	منافی - خلاف - الٹ ÷		تنگ خیالی - کمینہ خیال ہونا ÷
	جرائم - جرم کی جمع بہت سے قصور ÷		رسم جدید - نئی رسم - نیا طریقہ - نیا رواج ÷
	تلافی - کمی پورا کرنا ÷		
	آئین - طریقے - قانون ÷		
۵۸	کلنک کا ٹیکہ - بدنامی کا دھبہ ÷	۶۱	زیر بار - فاقے کے بوجھ کے نیچے دبائے ہوئے فاقوں کے مارے ہوئے ÷
۵۹	مداخلت - دخل دینا ÷		
	انداز حکومت - سلطنت کرنے کا طریقہ ÷	۶۲	کنگال - مفلس - غریب - نادار ÷
	سرعت - تیزی -		بقال - بنیا - آٹا دال

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	بیچنے والا ۔		احسان بھول جانے والا ۔
٦٣	پساری ۔ جو دوائیاں وغیرہ بیچتا ہو ۔		جوتیوں کا صدقہ ۔ آپ کی جوتیوں کے طفیل آپ کی بدولت ۔
	نفر ۔ نوکر ۔ غلام خادم ۔		جاں ستاں ۔ جان لینے والا ۔ خطرناک ۔ مہلک ۔
	قیاس ۔ خیال ۔ سوچ ۔	٦٦	سرکش ۔ مغرور ۔ متکبر ۔ گستاخ ۔
٦٤	متکبرانہ ۔ غرور سے بھرا ہوا ۔		نفع رسانئ خلق ۔ لوگوں کو فائدہ پہنچانا ۔
	برہمی ۔ رنج ۔ غصہ ۔	٦٧	مستعار ۔ اُدھار لیا ہوا ۔ مانگا ہوا ۔
٦٥	اسفل ترین ۔ نچلے سے نچلا ۔ بڑے سے بڑا ۔		واعظانہ ۔ واعظوں جیسی ۔ نصیحت سے بھری ہوئی ۔
	وابستہ ۔ بندھا ہوا ۔ متعلق ۔		قدر و منزلت ۔ عزت ۔
	نجاست ۔ غلاظت ۔ گندگی ۔		توہین و تذلیل ۔ ہتک ۔ خواری ۔
	آلودہ ۔ لتھڑا ہوا بھرا ہوا ۔		
	احسان فراموش		

صفحہ	الفاظ و معانی
۶۸	شکستگی - ٹوٹا ہوٗا ہونا ٭
	سعادت مندی - نیک بختی ٭
	ناحق شناس - قدر نہ جاننے والا ٭
	پاپوش - جوتا ٭
	بے باکی - نڈر ہونا - گستاخی ٭
	حقارت - دوسروں کو ناچیز سمجھنا ٭
۶۹	ائمہ دین - مذہب کے امام - دین کے بزرگ ٭
	ذات وحدت - خداوند تعالےٰ ٭
	قربت - نزدیکی - پاس ہونا ٭
	نمائش - دکھاوا ٭
	معرّے - پاک خالی -

صفحہ	الفاظ و معانی
	بری ٭
	افضل - زیادہ - بزرگ اچھا ٭
	سخن پروری - باتیں بنانا ٭
۶۹	مبرّا - بری - پاک ٭
	نفس پرستی - نفس کو پالنا - اپنے آپ کا دوسروں سے زیادہ خیال رکھنا - اپنے آپ کو اچھا سمجھنا ٭
۷۰	جوش مسرت - خوشی کا جوش - بہت خوشی ٭
	ایذا رسانی - تکلیف دینا - رنج پہنچانا ٭
	آزار - رنج - تکلیف
۷۱	بڑھ بڑھ کے باتیں بنائیں - شیخی بگھاریں - اپنی تعریف

صفحہ	الفاظ و معانی
.	کریں ٭
	مساوات - برابری ٭
	لاجواب - جواب دینے کے ناقابل ٭
	تحقیر - حقارت سے دیکھنا - ناچیز سمجھنا ٭
٧٢	ہذیان - بکواس ٭
	تشخیص - صحیح مرض قرار دینا ٭
٧٣	مانوس - واقف - اُنس رکھنے والے ٭
٧٤	سلف - قدیم - پرانے ٭
	خاندان تیموریہ - تیمور لنگ اور اُس کے جانشیں بادشاہ ٭
	غصب - چھین لینا زبردستی لے لینا ٭
٧٥	خیابانِ انتظام گلزارِ انتظام - انتظام کا باغ - انتظام ٭
٧٦	باریابی - رسائی - پہنچ - حضوری ٭
	جہانبانی - دنیا پر حکومت کرنا ٭
٧٧	قیافہ شناس - چہرہ دیکھ کر حالات معلوم کرنے والا ٭
	آفت کا پرکالہ - چست و چالاک - تیز ٭
٧٨	مرگ بے ہنگام - اچانک موت - بے وقت موت ٭
	نظم و نسق - انتظام ٭
	فلاحِ عامہ - مخلوقِ خدا کی بہتری و بہبودی ٭
	انصرام - انتظام ٭
	ستم رسیدہ - مظلوم مصیبت میں مبتلا ٭

Khair Mohd 9th

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۷۹	رشوت ستانی - رشوت لینا - کام کے عوض کچھ لینا ؛	۸۳	معاش - روزی ؛
	انسداد - روک تھام بند کرنا ؛	۸۴	مؤذن - اذان دینے والا ؛
	مقام متنازعہ - جس موقعہ پر جھگڑا ہوا ہو ؛	۸۵	مستعمل ہے - استعمال کی جاتی ہے ؛
۸۰	ارتکاب - قصور کرنا ؛		تصرف - قبضہ ؛
	افزائش - زیادتی - ترقی - بڑھانا ؛		وعدہ شکنی - وعدہ کرکے توڑ دینا - وعدہ پورا نہ کرنا ؛
۸۱	شق دار - حصّہ دار	۸۶	لاعلم - ناواقف ؛
	صدرالصدور - افسروں کا افسر - ایک بڑا عہدہ ؛		قفس عنصری - اربعہ عناصر کا پنجرا - خاک کے پتلے کا جسم - انسان کا جسم ؛
	عمّال - کارندے - عامل کی جمع ؛	۸۸	افق - حدِ نگاہ جہاں زمین و آسمان ملے ہوتے ہیں ؛
۸۲	دست اندازی - ہاتھ ڈالنا - زبردستی چھین لینا ؛		مستعد - تیار - کمربستہ ؛
			کواکب - ستارے ؛
			گھائل - زخمی ؛

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۸۸	پیئے - واسطے برائے ÷		گرُ - طریقہ ÷
	گرگ - بھیڑیا ÷		نظرِ ثانی - دوبارہ دیکھنا ÷
۸۹	کارزار - لڑائی جنگ		ضیقِ وقت - وقت کی تنگی - وقت کی کمی ÷
	کاشانہ - گھر ÷		
	شباب - جوانی ÷	۹۲	موجب - باعث سبب - وجہ ÷
	زینہار - ہرگز ÷		عقوبت - تکلیف -
	جامِ خوشگوار - مزیدار پیالہ - خوش ذائقہ شربت کا گلاس ÷	۹۳	شاقہ محنت - سخت - محنت - مشقت
۹۰	خستہ جاں - تھکا ماندہ ÷		امرِ اضافی - زائد حکم ÷
	نمودِ صبح - صبح کی آمد - صبح ÷		متعیّن - مقرر ÷
	ملتقیٰ - جنکشن ÷ مقامِ اتصال ÷		حاصلِ مطلب - نفسِ مضمون - اصلی مدعا ÷
۹۱	تیرتھ - متبرک جگہ جہاں ہندو لوگ یاترا کے لئے جاتے ہیں ÷	۹۴	مستحفظ - محفوظ - یاد - حفظ - از بر ÷
			متواتر - لگاتار ÷

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۹۵	بے وقعت - بے عزت - بے قدر ٭		ضد پر قائم رہنا ٭
	علیٰ رغم التّوقّع - اُمید کے خلاف ٭ تکدّر - غبار - کینہ - حسد ٭ فتنۂ خوابیدہ - سویا ہُوا فتنہ ٭ پنپنے دے - قائم رہنے دے ٭ ظالمانہ مدارات - ظالموں جیسا سلوک بُرا سلوک - ظلم ٭	۹۷	چولی دامن کا ساتھ ہے - نہایت گہرا تعلق ہے ٭ وابستہ یک دِگر - ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ٭ مفاد - فائدہ - نفع ٭ منفعتوں - فائدوں مقدّم - سب سے ضروری - اوّل ٭
۹۶	متوارث - حقدار شامل - داخل ٭ صُلح کاری - اچھا سلوک - صلح ٭ لغو - بے ہودہ - واہیات ٭ ہٹ دھرمی - ضد -	۹۸	بار برداری - بوجھ اُٹھانا ٭ بے مصرف - بے فائدہ - بے کار - نکمی ٭ عاقبت اندیش - انجام بین - انجام سوچنے والا ٭ احکامِ مذہبی - مذہب

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	کے حکم ۔ مذہب کے اصول ٭		ذلیل ٭
	اُنس ۔ محبت ۔ لگاؤ ٭	۱۰۰	رجحانِ طبع ۔ طبیعت کا میلان ٭
	ہاضم ۔ غذا کو ہضم کر دینے والا ٭		چارج ۔ ذمہ واری ٭
	اشنان ۔ غسل ٭		اخذ کرنا ۔ نکالنا ٭
	محاسن ۔ خوبیاں نیک خصلتیں ٭		سلبِ عفونت ۔ بدبو کا جذب کرنا ٭
۹۹	اِجماع ۔ اتفاق ۔ ایک رائے کا ہونا ٭		اطراف و اکناف ۔ طرفین اور سمتین ۔ ہر جانب ٭
	غلبہ رائے ۔ راؤں کی زیادتی ۔ کثرت رائے ٭		بالخاصہ ۔ خاصیت کے لحاظ سے ٭
			زحمت ۔ تکلیف ٭
	تولید ۔ پیدائش ۔ پیدا ہونا ٭	۱۰۱	طاہر طہور ۔ پاک اور پاک کرنے والی ٭
	ماخذ ۔ نکلنے کی جگہ ۔ اصل ٭	۱۰۲	آغوش ۔ گود ٭
	یوماً فیوماً ۔ روز بروز ٭		تام کو ۔ بالکل ٭
	مبتذل ۔ خوار ۔		منتشر ۔ بکھری ہوئی تتر بتر ٭

صفحه	الفاظ و معانی
	فرحت - آرام. خوشی ÷
	آب - رونق ÷
	گلچیں - پھول توڑنے والا ÷
	تاک میں - گھات میں ÷
۱۰۳	قیامت - سخت تکلیف دہ ÷
	فصاحت - خوش بیانی ÷
۱۰۴	لب کشا ہونا - لب کھولنا - منہ کھولنا - بولنا ÷
	قانون تعزیرات - جرموں کی سزاؤں کے قانون ÷
	حواس - ہوش ÷
	باطل - گم - بیکار ÷
۱۰۵	محو - مشغول ÷
	جانکاہ - جان کو تکلیف دینے والی - جان کو گھٹانے والی - رنج دہ ÷
۱۰۶	شامتِ اعمال - برے عملوں کا نتیجہ ÷
	راہِ راست - سیدھا راستہ ÷
	اندوہگین - غمگین - رنجیدہ ÷
۱۰۷	مفقود الخبر - گم - جس کی خبر معلوم نہ ہو ÷
۱۰۸	پلندا - انبار - دفتر ÷
	فرد قرارداد جرم - جرم کا پورے طور پر عائد کرنا ÷
	عزمِ مصمم - پکا ارادہ ÷
	تضاد - فرق ایک دوسرے کی ضد ÷

صفحہ	الفاظ و معانی
	غیر متوقع - خلافِ اُمّید - امید کے خلاف ٭
۱۱۰	سنگ دل - بے رحم ٭
	پس و پیش - بلا تامل - بغیر عذر کے ٭
۱۱۱	اندوہ - رنج و غم ٭
	چشمک - رنجش ٭
	دیدہ درآئی - دلیری - شوخ چشمی ٭
۱۱۲	لاکھ پردوں میں تو ہے بے پردہ سو نشانوں میں بے نشاں تو ہے - اے خدا اگرچہ تو ہزاروں پردوں میں چھپا ہُوا ہے - پھر بھی تیری قدرت چار سو عیاں ہے - اور اگرچہ تیری قدرت کے کرشمے ہر طرف موجود ہیں مگر تیرا پتہ نہیں لگتا ٭
	جلوت - عوام کے سامنے ٭
	پنہاں - پوشیدہ ٭
	لامکاں - بزرگوں کا ایک مقام ہے - جہاں نر مادہ کی ہستی غائب ہے ٭
	جلوہ فرما - رونق بخش ٭
	محرم راز - بھیدوں میں شریک ٭
۱۱۳	مسخر - قابو - ماتحت
	چراغ لے کے ڈھونڈئیے - اچھی طرح تلاش کیجئے ٭
	سرگذشت - کہانی

صفحہ	الفاظ و معانی
	جگر خراش - جگر کو پانی پانی کر دینے والی - درد ناک ٭
۱۱۳	فاتر العقل - بے عقل - بے وقوف ٭
	مجنون - دیوانہ ٭
	معاہدہ - عہد نامہ ٭
۱۱۴	محصورین - گھرے ہوئے - جن کا محاصرہ کیا گیا ہو ٭
۱۱۵	ممتاز - معزز - باوقار باعزت - چنا ہوا ٭
	زہد و تقوےٰ - پرہیزگاری - عبادت ٭
۱۱۶	فطری استعداد - قدرتی لیاقت ٭
	استغراق - غرق ہو جانا - محو ہو جانا ٭
	پُراسرار - بھیدوں سے بھرا ہوا ٭

صفحہ	الفاظ و معانی
	نوخیز - نوجوان ٭
	ہیبت زدہ - خوف زدہ - ڈری ہوئی ٭
۱۱۷	پشت و پناہی - ڈھارس بندھانا - مدد کرنا ٭
	یارا - طاقت ٭
۱۱۸	مامور - مقرر ٭
۱۱۹	نادم - شرمندہ ٭
۱۲۰	شہسواری - سواری کی اعلےٰ قابلیت ٭
	دشت نوردی - جنگلوں بیابانوں کو طے کرنا ٭
۱۲۱	زہرخند - حقارت آمیز ہنسی ٭
	مضحکہ اُڑایا - ہنسی اڑائی - مذاق اڑایا ٭
	بین بین - درمیان ٭

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۲۲	مرتّب کیا - سجایا - لگایا ٭
	تخلیہ - علٰحدگی - خلوت ٭
۱۲۳	مقتدایان - مقتدا کی جمع - جنکی پیروی کیجائے - پیشوا - امام ٭
	برجستہ - چست - فوراً - تیار ٭
	عقیدت کیش - عقیدت مند - بااخلاص پرخلوص ٭
	زرہ بکتر - چلتہ - لوہے کا جالی دار کوٹ جو لڑائی کے موقعے پر پہنتے ہیں ٭
	آبدار - روشن - چمک دار ٭
۱۲۴	چابک سواری - گھوڑے کو سدھانے کے کرتب ٭

صفحہ	الفاظ و معانی
	مبہوت - حیران - حیرت زدہ ٭
۱۲۵	شاکی - شکایت کرنے والے ٭
	تذلیل - خوار کرنا ٭
	تحقیر - حقیر جاننا - برا جاننا ٭
	لغزش - لڑکھڑانا ٭
۱۲۶	مشتبہ - شبہ والی مشکوک ٭
	بزن بول دیا - حملہ کا حکم دیا - قتل کا حکم دیا ٭
	تابڑ توڑ - یکے بعد دیگرے - جلدی جلدی ٭
	زیارت - دیدار ٭
۱۲۷	متبرک - پاک - نیک برکت والا ٭
	روح القدس - پاک

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	روح حضرت جبریل سے		دور بین ٭
	مراد ہے۔ وہ فرشتہ جو	۱۳۱	منضبط۔ مقرر ٭
	حضرت مریم اور حضرت		اختلاف السنہ۔
	عیسےؑ وغیرہ انبیاء کے		زبانوں کا فرق ٭
	پاس پیغام لایا کرتا تھا ٭		مشترکہ۔ باہمی ٭
۱۲۸	شہنشاہ زمن۔		علامہ موصوف۔
	زمانے کے بادشاہ۔		وہ بڑا عالم جس کی تعریف
	حضرت امام حسینؓ ٭		کی گئی ہے ٭
۱۲۹	تشویش۔ فکر۔		آمیزش۔ ملاوٹ ٭
	غم۔ خدشہ ٭		استثنائی۔ علیحدہ
	رہوار۔ گھوڑا ٭		کرنے والے ٭
	ترجیح۔ زیادتی ٭		معاونوں۔ مددگاروں
	خوش رو۔ خوبصورت	۱۳۲	قاعدہ کلیہ۔
	فرس۔ گھوڑا ٭		وہ نتیجہ جو کئی مثالوں
۱۳۰	یاس۔ ناامیدی ٭		سے اخذ کیا گیا ہو۔
	مصنوعی۔ بناوٹی ٭		مراد اصول ٭
	بتدریج۔ درجہ۔ بدرجہ		ماہیت۔ اصلی حالت
	سلسلہ وار ٭		بانی۔ بنا ڈالنے
	اہل بصیرت۔		والے۔ ابتدا کرنے
	آنکھوں والے۔ دانا۔		والے ٭

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	علم ادب - زباندانی - لٹریچر ٭		کا سلسلہ - محبت - الفت ٭
	سہولت آرام آسانی ٭		کٹھن - جان جوکھوں کی - مشکل ٭
۱۳۳	علمِ لسان - علمِ زبان - زباندانی ٭		مصروف سعی - کوشش کرنے میں مشغول ٭
	شبانہ روز - رات دن کی ٭		امکانات - ممکن ہونے کے حالات ٭
	درس - سبق - پڑھائی ٭	۱۳۶	چار دانگ عالم - ساری دنیا میں - چاروں طرف ٭
	شعار - شیوہ - طریقہ ٭	۱۳۷	کوتاہیاں - کمزوریاں ٭
	زبانِ عمومی - عام لوگوں کی زبان ٭		تردّد - فکر - کوشش محنت ٭
۱۳۴	وسائل - وسیلہ کی جمع - طریقہ ٭		دُوَل - جمع دولت کی - سلطنتیں ٭
	ہواخواہ - بہی خواہ - خیرخواہ ٭	۱۳۸	وسعتِ خیال - خیال کا وسیع ہونا -
	حضر - موجودگی - گھر پر ٭		
۱۳۵	رابطۂ اتحاد - دوستی		

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	بلند خیالی ∴ کوتاہ اندیشی ۔ بے وقوفی ۔ کم عقلی ۔ بے سمجھی ∴		زندۂ جاوید ۔ ہمیشہ قائم ۔ ہمیشہ زندہ رہنے والی ∴
١٤٠	حیات ۔ زندگی ∴ بدقمار ۔ بدچلن ۔ برے اطوار والے ∴	١٤٢	عالم کائنات ۔ خدا کی قدرت کی نیرنگیوں سے بھرا ہوا جہان ∴ مضر ۔ مضرت رساں نقصان پہنچانے والے ∴
١٤١	نازاں ۔ مغرور ۔ گھمنڈ کرنے والا ∴ دانشوری ۔ عقلمندی ∴ چلی چلے ۔ گذارہ ہوتا جائے ∴ اپنی بلا سے بادِ صبا اب کبھی چلے بادِ صبا باغ میں کبھی چلے ۔ ہماری بلا سے ۔ ہمیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ∴ کاوش ۔ محنت ۔ مشقت ∴	١٤٣	ایجادات ۔ نئی نئی چیزیں دریافت کی ہوئیں ∴ مخترعات ۔ موجودہ اشیا میں ترمیم کرنا ∴ وجود پذیر ۔ ظاہر ۔ پیدا ∴ موجد ۔ ایجاد کرنے والا ∴ سعیِ بلیغ ۔ بہت کوشش ∴ استعجاب و تحیر تعجب اور حیرانی ∴ مسلمہ ۔ مانا ہوا ∴

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	افکار - فکر کی جمع سوچ بچار ۔		نشانی ۔
	تلوّن طبیعت - طبیعت کا ایک حال پر نہ رہنا ۔		قوتِ سامعہ - سننے کی طاقت ۔
			ابتلا - بلا اور مصیبت ۔
			شخصیت - ہستی ۔
۱۴۴	مصداق - جس پر کوئی قول صادق آئے. یعنی پورا اترے ۔	۱۴۷	دوران - اثنا - درمیان - عرصہ. زمانے ۔
	متین - سنجیدہ مزاج ۔		سکہ بیٹھ گیا - رعب جم گیا ۔
	فطرتِ سلیم - عمدہ طبیعت - نیک عادت ۔	۱۴۸	فارغ البالی - ہر طرح کا آرام و آسائش ۔
	مستثنیٰ - علٰحدہ بچا ہوا ۔	۱۴۹	بقعۂ نور - نور کا مکان - روشنی ہی روشنی ۔
	جواب نہ بن پڑا - جواب نہ سوجھا- جواب نہ دیا گیا ۔		معابد - عبادت گاہیں ۔
۱۴۶	ادھیڑ بن - سوچ بچار - فکر ۔		نور بیزی - روشنی ڈالنا ۔
	پیش خیمہ - ابتدا -	۱۵۰	سمنٹ - چونا ۔
			کمیاب - جو چیز

صفحہ	الفاظ و معانی
	مشکل سے ہاتھ آئے ٭
۱۵۲	فضا - میدان ٭
	طائرِ بے بال بغیر بالوں کے پرندہ ٭
	خوش منظر اچھا لگنے والا - خوبصورت ٭
	اَوج - بلندی ٭
	پیکِ خیال خیال کا قاصد - خیال ٭
	کارِ محال - مشکل کام ٭
	منظر - سماں - نظارہ ٭
	مدِّ نظر - نظر کے سامنے - مدعا ٭
۱۵۳	عقلِ رسا - پہنچنے والی عقل - دوربین عقل ٭
۱۵۴	طبِ جدید - نئی حکمت ٭
	سرمایۂ فخر و ناز - باعثِ افتخار - فخر کا باعث ٭
	نظامِ عظمےٰ - ایک بڑا کارخانہ ٭
۱۵۵	ملبوسات - لباس کپڑے ٭
	نعمتِ غیر مترقبہ - نایاب نعمت ٭
۱۵۶	مسلسل - متواتر پے در پے ٭
	اعصاب - عصب کی جمع - پٹھے - ریشے ٭
	شرائین - شریان کی جمع - خون کی رگیں ٭
	مقامِ ماؤف - محفوظ جگہ ٭
۱۵۷	تخفیف - کمی ٭

صفحہ	الفاظ و معانی
	ممنوع البیع۔ وہ اشیاء جن کے فروخت کرنے کی ممانعت ہو ✤
	عنبر فام۔ عنبر کے رنگ کا۔ عنبر ایک سیاہ رنگ کی خوشبودار لکڑی ہوتی ہے ✤
١٥٨	خوش خصال۔ اچھی خصلت والا۔ نیک دل ✤
	خستہ حال۔ بدحال۔ بُرے حال میں ✤
	سکتہ۔ حیرت۔ بیماری۔ ایک حالت ہے جب حیرانگی سے انسان کے ہاتھ پاؤں ساکن ہو جاتے ہیں ✤

صفحہ	الفاظ و معانی
	بن۔ جنگل ✤
	راج دولارا۔ راجہ کا بیٹا۔ ولی عہد ✤
	گریز۔ پرہیز۔ بھاگ ✤
١٥٩	وفور۔ زیادتی ✤
	شاق۔ سخت ✤
	انتشار۔ طبیعت کی پریشانی ✤
	نیرنگ روزگار۔ زمانے کے عجیب و غریب کرشمے ✤
	ماتم کدہ۔ رونے پیٹنے کا مقام ✤
	سوگوار۔ غمگین۔ رنجیدہ ✤
	شاد کام۔ خوش و خرم۔ فتح مند ✤
١٦٠	مفر۔ فرارگاہ۔ بھاگنے کی جگہ ✤

صفحہ	الفاظ و معانی
	ریاض - جمع روضہ - باغ
	ربِّ کریم - بخشش کرنے والا - مالک خدا
	موجِ سموم - زہریلی ہوا کی لہر -
۱۶۱	کار ساز - کام سنوارنے والا - خدا
	دامانِ دشت - جنگل بیابان کا دامن خود جنگل
	کرّ و فرّ - شان و شوکت
۱۶۲	ہیبت - ڈر - خوف
	مزاحمت - روک تھام
۱۶۳	یورش - چڑھائی حملہ
	سحر آگیں - جادو آمیز - جادو سے بھرے ہوئے
	کلیتہً - بالکل
۱۶۴	پیرس - فرانس کا دارالخلافہ - دنیا کے تمام شہروں سے زیادہ خوبصورت شہر ہے
	رقت - نرم دلی
۱۶۵	بغض و عناد - حسد اور دشمنی - کینہ
۱۶۶	اوضاع و اطوار - وضع و طریقے - چال چلن
	اقوال - قول کی جمع
۱۶۶	اولو العزمی - ارادے کی مضبوطی - بہادری
	اَوہام - وہم کی جمع

صفحہ	الفاظ و معانی
	سلب - جذب - ضائع - گم ٭
	طعن و تشنیع طعنے اور گالی گلوچ ٭
۱۶۷	محسن کُش - احسان کرنے والے کو دکھ دینے والے - احسان فراموش ٭
	نن - ایک قسم کی عیسائی راہب عورتیں جو خلقت کو مفاد پہنچاتی ہیں ٭
	خلا ملا - میل جول ٭
	ناسپاس - ناشکر گزار - ناشکرے ٭
	تردید - رد کرنا غلط ثابت کرنا ٭
	افترا بندی - الزام لگانا ٭
	نیک نفسی - نیک

صفحہ	الفاظ و معانی
	نیتی - نیک دلی ٭
۱۶۸	تسلیم و رضا - خدا کی مرضی پر سر جھکانا - ہر بات میں توکل رکھنا ٭
۱۶۹	اصرار - ضد - ہٹ ٭
	ناپاک سازشوں - بری تجویزوں ٭
۱۷۰	انحراف - منہ موڑنا ٭
	اہانت - ہتک ٭
	اتہام - بہتان - الزام ٭
۱۷۱	دھڑلے - زور شور سے ٭
	دنائت - کمینہ پن ٭
۱۷۲	حبس دوام - عمر قید ٭
	نرغہ - گھیر لینا ۔ گھیرا ٭

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۱۷۳	دروغ حلفی - جھوٹی قسم کھانا ٭		بت تراشی - پتھر کی مورتیں بنانا ٭
	مروّج - رائج - دستور کے مطابق ٭	۱۷۷	مذمت - برائی ٭
	جبلی - فطرتی - طبعی		ہجو - کسی کی برائی شعروں میں کہنا ٭
۱۷۴	چتا - وہ آگ جس میں ہندو راجپوت بیوائیں زندہ جل جاتی تھیں ٭	۱۷۸	شراب خودی - خودی کی شراب - اپنے آپ میں محو کرنے والی شراب ٭
	چرکے - ضربیں - چوٹیں ٭		متوالا - دلدادہ - یعنی اپنے آپ میں محو ٭
	حضرت رب العزت - عزت والا خدا ٭		لگن - لو - محبت - الفت - شوق ٭
۱۷۵	سیلاب - طوفان ٭		
	فانی تصویر - جسم ٭	۱۷۹	روکھ - درخت ٭
۱۷۶	غیر منصفانہ - انصاف کے خلاف - ظالمانہ ٭		باراور - ثمر لانے والا - پھل لانے والا - پھلدار ٭
	زود پشیماں - جلدی پشیمان ہو جانے والا ٭	۱۸۰	فرد - اکیلا - ایک - انسان - یگانہ ٭

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	نوروز - سال کا پہلا دن۔ شاہانِ قدیم اُس دن خوشی مناتے تھے ۔		کلام پیدا کرے ۔ مناسبت ۔ لگاؤ ۔ یکتائے زمانہ ۔ لاثانی ۔ یگانہ ۔
	مایۂ غم - غم کا باعث ۔		دیرینہ سال ۔ بوڑھا تجربہ کار ۔
	قدرِ جلیل - بزرگ قدر - بڑی قدر ۔	۱۸۳	ظاہر بین ۔ صرف ظاہری حالت پر نظر ڈالنے والے ۔
	گردشِ افلاک ۔ آسمانوں کی گردش ۔ زمانے کی گردش ۔		دل شکستہ ۔ ٹوٹے ہوئے دل والے
	خاک ڈال دے ۔ پسند نہ کرے ۔		قدردان ۔ قدر جاننے والے ۔
۱۸۱	دیباچہ - وہ تمہیدی الفاظ جو کتاب کے شروع میں لکھے جائیں ۔	۱۸۴	ازیں کوچہ بآں کو اس کوچہ سے اُس کوچہ میں ۔ - دربدر ۔
	خوشا نصیب ۔ اچھے نصیب ۔		گرمئے کلام ۔
۱۸۲	طبعِ موزوں ۔ ایسی طبعت جو اچھا		شعروں کی گرمی جو طبیعت میں پیدا ہو

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	جاتی ہے ؂		دست و گریباں - باہم الجھا ہوا - وابستہ ؂
	شوخئ طفلانہ - بچوں جیسی - چلبلاہٹ ؂	۱۸۷	مادہ - جو حواسِ خمسہ کے ذریعے معلوم کیا جا سکے ؂
	اُمنگ - شوق - آرزو ؂		دو زبانیں - ہندی اور فارسی ؂
۱۸۵	طومار - طوفان - ڈھیر ؂	۱۸۸	نبض شناس - نبض پہچاننے والے ؂
۱۸۶	اہلِ سخن - شاعر ؂		رجوع - میلان - لوٹنا - توجہ دینا ؂
	مسلم الثبوت - مانے ہوئے - کامل ؂		قبالہ - پٹہ - اِشٹام ؂
	فن انشا - فنِ تحریر لکھنے کا ہنر ؂		قدم بقدم - ہر قدم پر قدم قدم پر ؂
	دل کا کنول ہر وقت کھلا رہتا ہے ؂	۱۹۰	سٹرگشت - سیر ؂
	دل ہر وقت خوش رہتا ہے ؂	۱۹۱	خاکروب - بھنگی - جھاڑو دینے والا ؂
	شورش - شور - جوش و خروش ؂		جائزہ - پڑتال ؂
	فرع - شاخ ؂		پینک - نشہ ؂

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	دکان کے صدقے ہو رہا ہے۔ دوکان کے ارد گرد گھوم رہا ہے۔ چکر لگا رہا ہے ؛		بکھیڑے ؛
		۱۹۲	دل لگی۔ مذاق۔ ٹھٹھا۔ مخول ؛
			کھونس دیں۔ ٹھوس دیں ؛
	لاحول ولا قوۃ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خدا ہی میں ساری قوت و طاقت اور بڑائی ہے ؛		پٹخنی بتائے۔ الٹا کر دے پٹکے ؛
			دانت پیس کر۔ بڑبڑا کر تنگ و ترش ہو کر ؛
	دم لگے۔ حقہ کا دم لگے۔ حقہ پیا جائے	۱۹۳	کوڑی کی۔ بھیک مانگنے کی ؛
	صلواتیں سنائیں۔ گالیاں دیں۔ برا بھلا کہا ؛		دھرا اینٹ۔ دھرا ہوا۔ دینا ؛
			لپاڈگی۔ ہاتھا پائی ؛
	جھپ سے۔ جلدی سے ؛	۱۹۴	گدّے۔ دھپڑ۔ تھپڑ ؛
			بھرکس نکل جائے۔ چکنا چور ہو جائے طاقت جاتی رہے ؛
	چھاتی پر چڑھنا۔ خواہ مخواہ تنگ کرنا ؛		
	دھندے۔ جھگڑے		آگ بھبھوکا۔ غصہ

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	سے لال پیلا ۔		برہنہ سر ۔ ننگے سر ۔
	منحنی ۔ کمزور ۔ نحیف الجثہ ۔		کلیجہ دہل گیا ۔ کلیجہ دھک سے رہ گیا ۔ خوف چھاگیا ۔ ڈرگیا ۔
۱۹۵	اور لیگا ۔ اور مار کھائیگا ۔		
	کال جواری ۔ پکے جوا باز ۔	۱۹۸	پنج کوسی دورہ ۔ چاروں طرف پانچ پانچ کوس
	مخمصہ ۔ جھگڑا ۔ فساد ۔		
۱۹۶	ٹھنی ۔ ابتدا ۔		بات کاٹتا ہے ۔ بات میں دخل دیتا ہے ۔
	ایسی طلب کو آگ لگے ایسی خواہش جل جائے ۔ ایسی آرزو پیدا ہی نہ ہو ۔		ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ۔ حیران و پریشان ہوگیا ۔ سدھ بدھ جاتی رہی ۔
۱۹۷	جورو ۔ جاتا اللہ میاں سے ناتا ۔ عورت نہ بچے ۔ اللہ ہی اللہ مالک ہے پھر اکیلے آدمی کا کیا ہے اللہ اللہ خیر سلا ۔	۱۹۹	کلیجہ بلیوں اچھل رہا ہے ۔ سخت رنج ہے ۔ دل رنج سے اُبل رہا ہے ۔ منجھولا ۔ اوسط ۔ درمیانی ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	کس بل - طاقت - زور ۔
	حقانی - خدا سے محبت رکھنے والا ۔
۲۰۰	کبریائی - کبریا کی - خدا کی ۔
	سحرِ کاذب - جھوٹی صبح - صبح صادق سے پہلے مشرق میں روشنی سی نمودار ہوتی ہے - جو جلدی ہی غائب ہو جایا کرتی ہے
۲۰۱	پیتم - پیارا - محبوب - عزیز ۔
	نگر - بستی - شہر ۔
	چھیڑے جا یگا تا جا ۔
	پھڑک گئی - بیقرار ہو گئی - بے تاب ہو گئی - خوش ہو گئی -

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۰۲	چوکس - چوکنا ۔
	گیدی - نامعقول ۔
	چانڈو - مدک - افیم - چرس کی قسم کی نشی اشیا ہیں ۔
	بندۂ درگاہ - غلام - خادم (خوجی)
	بھڑا دیجئے - مقابلہ پر کھڑا کر دیجئے ۔
	واجبی - معمولی - ذرا سا ۔
	دخل در معقولات - خواہ مخواہ کسی کی بات میں دخل دینا ۔
۲۰۳	بانک - بنوٹ - نقلی بانکا -
	پھٹے حالوں - خستہ حال - برے حال میں ۔
	زہے نصیب - میری

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	قسمت اچھی ہے ٭		ہونے والا ٭
	لختِ جگر ۔ جگر کا ٹکڑا ۔ بیٹا ٭		ہیئت دان ۔ ستاروں کا علم جاننے والا ٭ منجم ٭
	نورِ بصر ۔ آنکھوں کا نور ۔ بیٹا ٭	۲۰۵	سرکی ۔ فتح کی ٭
	اسرارِ خدائی ۔ خدا کے بھید ٭		کوڑھ مغز ۔ بدتمیز نالائق ۔ بے وقوف ٭
	علمِ مناظرہ ۔ بحث کرنے کا فن ٭		باد رفتار ۔ ہوا جیسا تیز ٭
	معقول ۔ قائل ٭		لیس ہو کر ۔ تیار ہو کر ٭
۲۰۴	مقامِ استعجاب ۔ تعجب کرنے کا موقعہ ٭	۲۰۶	جوشِ باراں ۔ بارش کا زور ٭
	خوش تمیز ۔ باتمیز ۔ جانچ والا ٭		آب در غربال ۔ چھلنی میں پانی کبھی نہیں ٹھیرتا ۔ اسی طرح آسمان میں بوندیں نہیں ٹھیرتیں ٭
	عارف ۔ خدا کو پہچاننے والا ۔ بزرگ ٭		چشمِ وا ۔ سورج یا چاند (کھلی آنکھ)
	زاہد ۔ عابد ۔ عبادت کرنے والا ٭	۲۰۷	رنگ چمکا ۔ رنگ
	متشرع ۔ شرع کے احکام پر کاربند		

صفحہ	الفاظ و معانی
	نکھرا - تیز ہوا ٭
	رابطِ یاراں - دوستوں کی ملاقات ٭
	طغیانی - چڑھاؤ - سیلاب - طوفان ٭
۲۰۸	نشو و نما - بڑھنا - پھولنا - پرورش ٭
۲۰۹	اصلاً - بالکل - ہرگز ٭
	راغب - مائل - متوجہ ٭
	بنج بیوپار - تجارت سوداگری ٭
۲۱۰	آخرت - عاقبت - دوسرا جہان ٭
	موحّد - خدا کو ایک جاننے والا - صرف خدا کو ماننے والا ٭
	مودھی - داروغہ لنگرخانہ رسد وغیرہ کا داروغہ ٭
	دان پن - خیرات ٭
	سدا برت - عام بخشش - لنگر ٭
	فاضل - فالتو - زیادہ ٭
	صلح کل - ہر ایک سے صلح رکھنے والا ٭
۲۱۲	ریاضتیں - عبادتیں تپسیائیں ٭
۲۱۳	رباب - سارنگی - دوتارا ٭
	تصوّف - صوفیوں کا علم ٭
	معرفت - خدا کے متعلق جان پہچان ٭
۲۱۵	عارضی - تھوڑی دیر تک رہنے والا ٭
	فیض - نفع - فائدہ ٭
	خدا شناسی - خدا کو پہچاننا ٭
	پُر تاثیر - اثر والی ٭
۲۱۶	دوہرے - نتیجہ خیز پنجابی بیتیں ٭

صفحہ	الفاظ و معانی
	دل پانی پانی ہو گئے پسیج گئے - نرم ہو گئے ؛
۲۱۷	توحید مطلق - خدا کو قطعاً واحد جاننا ؛
	تجہیز و تکفین - کفن دفن ؛
۲۱۸	کریا کرم - ہندوؤں کی رسم جو کسی کے مرنے کے گیارھویں اور تیرھویں دن ادا کرتے ہیں ؛
۲۱۹	سودا - خواہش - آرزو ؛
	گورے - انگریز - یورپین
	کالے - دیسی - ہندوستانی ؛
۲۲۰	جنگل میں منگل - بیابان میں رونق اور خوشی کا سامان ؛
	بھاری بھرکم - بہت بوجھل ؛
	جھولیں - وہ کپڑے جو ہاتھی کی پیٹھ پر ڈالتے ہیں ؛
	دید کے طامع - دیکھنے کے خواہشمند ؛
۲۲۱	پرتو - سایہ ؛
	ملاقی - ملاقات کرنے والا - ملنے والا ؛
	خیر طلب - خیر خواہ دعاگو ؛
۲۲۲	ہال - بڑا کمرہ ؛
	کار نمایاں - بڑے بڑے کام ؛
	مرغزار - باغ گلزار ؛
	عبرت کی داستان - عبرت دلانے والے سبق سکھانے والے ؛
۲۲۳	کنار - بغل - پہلو ؛
	شاداں فرحاں - خوش خرم ؛
	زمین دوز - زمین

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	کے اندر ۔ سطح زمین سے نیچے ٭		چمنستان ۔ باغ ٭
	گاجے ۔ مہل ۔ باجے	۲۲۵	جبروت ۔ دبدبہ رعب ۔ ہیبت ٭
	کے ساتھ استعمال ہوا ٭	۲۲۶	نہالِ چمن ۔ باغ کے پودے اور درخت
	مکین ۔ رہنے والے ٭		
۲۲۳	تقاضائے شوق ۔ شوق کی آرزو ۔ شوق کا زور ٭		رختِ کہن ۔ پرانا لباس ۔ پرانے کپڑے
	ملک الشعرا ۔ شاعروں کا بادشاہ ۔ ایک خطاب جو بادشاہ شاعروں کو عطا کرتے تھے ٭		عنادل ۔ عندلیب کی جمع ۔ بلبل ٭ زمرد اساس ۔ زمرد سبز رنگ کا ایک قیمتی پتھر ہوتا ہے ٭ اساس ۔ بنیاد ۔ سبز بنیاد والا ٭
	مسکن ۔ جائے رہائش رہنے کی جگہ ٭		ریاحین ۔ ریحان
۲۲۴	چہل پہل ۔ رونق ٭		کی جمع ۔ پھولوں کی کلیاں
	فراغت ۔ فرصت ۔		عطر بار ۔ عطر
	فانوس ۔ شمع دان ۔ لیمپ ٭		برسانے والی ۔ معطر کرنے والی ۔ خوشبودار ٭
	مقدس ۔ پاک ٭		دوشِ بادِ سحر ۔ صبح کی

صفحہ	الفاظ و معانی
	ہوا کا کندھا۔ خود ہوا۔
	زیبا نگار۔ سجایا ہوا +
	نوخواستہ۔ نوجوان +
	عروس بہار۔ بہار کی دلہن۔ موسم بہار +
	اثمار۔ جمع ثمر کی۔ پھل۔ میوے +
۲۲۷	گدرائے۔ پکنے پر آئے ہوئے۔ رنگ بدلے ہوئے +
	کیریاں۔ چھوٹے چھوٹے آم +
	ذکی۔ تیز فہم۔ ہوشیار +
	خوش اسلوبی سے۔ اچھی طرح +
۲۲۸	سیاسیات۔ ملکی معاملات +
	مُصر۔ اصرار کرنے والا۔ ضد کرنے والا۔ بار بار کہنے والا +

صفحہ	الفاظ و معانی
	مادۂ تجسس۔ تلاش کا مادہ۔ نئی چیزیں دریافت کرنے کا شوق +
۲۲۹	منافی۔ خلاف +
	سلف گورنمنٹ۔ سوراج +
	مستحکم۔ استوار۔ مضبوط۔ پکا +
	نصاب۔ پڑھائی کی کتابیں۔ کورس سلیبس +
۲۳۰	باز پرس۔ وجہ دریافت کرنا +
	جوابدہی۔ جواب دینا۔ وجہ بتانا +
	تمدنی۔ بود و باش کی۔ رہنے سہنے کی +
	نگہداشت۔ حفاظت
	سوسائٹی۔ انجمن +
	اجتماع۔ جمع ہونا۔ مِل جانا۔ اکٹھے ہونا +

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	اقتصادی مفاد۔ مالی فائدے ٭		سلسلہ ٭
			کاسنی ۔ ایک قسم کا نیلا پھول
۲۳۲	سوشل ۔ میل۔ ملاپ رکھنے والے ٭		شریفے ۔ ایک قسم کا میوہ ٭
۲۳۳	بیخ کنی ۔ جڑ سے اکھاڑنا ٭		صنع ربِ انام خداوند کریم کی کاریگری۔
۲۳۴	صائب ۔ ٹھیک درست ۔ صحیح ٭		زمرد کی چھڑیوں پہ نیلم کی شام ۔ سبز ٹہنیاں اور پتے اور نیلے پھول ٭
	افراط و تفریط۔ زیادتی اور کمی کرنا ٭		
	ہوا کھائیں ۔ فاقے کاٹیں ٭		رنگینیاں ۔ رنگ برنگ کے لطف۔ طرح طرح کے مزے ٭
	انحصار ۔ دارومدار بھروسہ ٭		ناک کا بال ۔
۲۳۵	افراد ۔ فرد کی جمع۔ ایک آدمی ٭		تکلیف دہ ۔ دکھ دینے والا ٭
	تصادم ۔ ٹکرانا ٭		شگفتہ مزاجی ۔
۲۳۶	انصرام ۔ بندوبست انتظام ٭		خوش خلقی ٭
			مرجع خلائق ۔
	[illegible]سار ۔ پہاڑوں کا		ہر دلعزیز ۔ جس پہ

صفحہ	الفاظ و معانی
	لوگ لٹو ہو جائیں ٭
۲۳۹	درختِ اقبال - اقبال کا درخت - خود اقبال ٭
۲۴۰	معقول - دانا - سمجھ دار ٭
۲۴۱	بھبنٹا - گھٹنا - پاجامہ ٭
	ہکیوں - تواضع - خاطر - آؤ بھگت ٭
۲۴۲	بسان - مانند - مثل
	رہروان - راستہ چلنے والے - مسافر ٭
	کوئے تمنا - آرزو کا کوچہ ٭
	افتادگی - درماندگی ٭
	نجیبوں - شریفوں ٭
	دستک - دروازہ کھٹکھٹانا ٭

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۴۳	اتحاد - دوستی - محبت
	عفیفہ - پاک - نیک
	گرمجوشی - تپاک ٭
۲۴۵	خیاطِ قدرت - قدرت کا درزی قدرت ٭
۲۴۶	طویل و عریض لمبے چوڑے ٭
	گوشہ نشین - کو میں اکیلے بیٹھنے وا زاہد ٭
	پاؤں توڑ کر - تھک کر ٭
	وضعدار - بانکے
	نچلا - آرام سے
	ثوابت - جمع ثاب وہ اجرام فلکی جو گر نہیں کرتے ٭
	سرچشمۂ - روشنی کا م